78-B

"اپنی ...ب ... ظت کرو کل تمہیں انکی ضرورت پڑیگی" قول معصومؑ

کتب اچھی حالت میں جاری کی جاتی ہیں ... اچھی حالت میں ہی واپس کیجئے. کتابوں پر سیاہی کے دھبے، نشانات ورق پھاڑنا یا خراب کرنا خلاف ضابطہ ہے. کتب زائد المیعاد عرصہ کے لیے اپنے پاس نہ رکھیے بلکہ اسے اپنی پہلی فرصت میں واپس کیجئے۔ (انتظامیہ امامیہ لائبریری)

088776

جملہ ح— —رتب وناشر محفوظ ہیں

اثبات پنجتن پاک مع اثبات الشیعہ

از قلم حقیقت رقم

مناظر اعظم سلطان المناظرین استاد العلماء والمتکلمین
مولانا محمد اسمٰعیل
قدس سرہ
بلبل پنجاب گوجروی

ترتیب و پیشکش

مبلغ اسلام مولانا محمد علی حیدری بن حسین مبلغ اعظم

رتہ متہ جھنگ

نام کتاب
اثبات پنجتن پاکؑ مع اثبات الشیعہ

تالیف
وکیل آلِ محمدؐ مولانا محمد اسماعیل قدس سرہٗ

ترتیب
مبلغِ اسلام مولانا احمد علی حیدری

تعداد
دو ہزار

ایڈیشن
تیسرا

تاریخ اشاعت
۱۵؍شعبان المعظم ۱۴۰۱ھ

کتابت
محمد اسماعیل، عبدالعزیز "دار الکتابت" مدینہ مارکیٹ
کمرہ نمبر ۴ ۔ جھمڑہ منڈی گلی نمبر ۳۔ فیصل آباد

مطبع
ماس پرنٹرز فیصل آباد

ناشر
مکتبہ وکیل آلِ محمدؐ ۔ ربتہ متہ جھنگ

ھدیہ ۔ پندرہ روپے ۱۵/- صرف

2898

حرفِ آغاز

موالیانِ پنجتن پاکؑ! آپ کے پُرزور اصرار پر استاذی المکرم وکیلِ آلِ محمدؐ حضرت مبلغِ اعظم مولانا محمدؒ اسمٰعیل قدس سرہٗ کی دو مشہور تالیفات (۱) اثباتِ پنجتن پاکؑ (۲) اثبات الشیعہ۔ آپ کی خدمت میں حسبِ ہدایات سرکار آیۃ اللہ العظمیٰ المجاہد الدینی الاعظم الحاج میرزا حسن الحائری الاحقاقی مجتہد العصر مدظلہ العالی علیٰ رؤس الموالی پیش کر رہا ہوں، امید ہے آپ اپنی آراء سے مطلع فرمائینگے،

کہا جاتا ہے کہ بریلوی پیر و مُرشد خواجہ قمرالدین سجادہ نشین سیال شریف ضلع سرگودہا بڑے عالم و فاضل ہیں۔ مگر انہوں نے پنجتن پاکؑ سے انکار کر کے قرآن حکیم اور احادیث شریف سے اپنی سراسر جہالت کا ثبوت دے دیا۔ خالقِ کائنات وکیلِ آلِ محمدؐ حضرت مبلغ اعظم مولانا محمدؒ اسمٰعیل قدس سرہٗ کو جوارِ آئمہ اطہارؑ میں جگہ عطا فرمائے اور اُن کے علمی وارث عزیزم مولانا ضیاء حسین ضیاء سلمہ اللہ تعالیٰ کو اپنے باپ کی تبلیغی خدمات کو جاری رکھنے کی مزید توفیق عطا فرمائے۔

چنانچہ، وکیلِ آلِ محمدؐ حضرت مبلغِ اعظمؒ نے اِس کتاب "اثباتِ پنجتن پاکؑ" میں بریلوی پیر و مرشد کے اس خیال باطل کی دھجیاں اڑاتے ہوئے قرآن و حدیث سے

ثابت کر دیا ہے کہ آیۂ تطہیر حضرات خمسہ نجباء علیہم السّلام کے لئے ہی مخصوص ہے اور پنجتن پاکؑ آقائے نامدار محمد مصطفےٰؐ، ان کی اکلوتی صاحبزادی سیّدہ فاطمۃ الزہراءؑ امیر المومنین علی المرتضیٰؑ اور حسنینؑ شریفین ہی ہیں ——— ہم تو سمجھتے تھے کہ اس زمانہ میں پنجتن پاکؑ سے انکار کرنے والے صرف یہی بریلوی پیر و مرشد ہی ہوں گے مگر تنظیم اہلسنّت کے صدر مبلّغ مولوی دوست محمدؒ قریشی نے بھی پیر و مرشد کی ہاں میں ہاں ملا دی چنانچہ وکیل آلِ محمدؐ حضرت مبلّغِ اعظمؒ نے قریشی صاحب کے فریب کو بھی براہین قاطعہ سے ریزہ ریزہ کر دیا۔ مذکورہ کتب کا یہ تیسرا ایڈیشن ہے جو رحلت مبلّغ اعظمؒ کے بعد پہلی مرتبہ آپ کے سامنے ہے ——— مومنین سے گزارش ہے کہ کتاب شروع کرنے سے پہلے مبلّغ اعظمؒ کے لئے سورہ فاتحہ پڑھ لیں۔

دُعا گو

(مولانا) احمد علی حیدری مؤسّس مکتبہ وکیل آلِ محمدؐ

رتہ متہ ضلع جھنگ،

۱۵ شعبان المعظم ۱۴۰۱ھ

سیال شریف کی گدی کو چشمۂ طریقت ہونے کی شہرت بھی حاصل ہے اور موجودہ گدی نشین صاحب کو پیرِ مغان ہونے کا دعویٰ بھی ہے، سلسلہ بیعت طریقت بھی چشم بددور روز و شب جاری ہے مگر ہم نے نہ آپ کی تقریر میں کبھی حقائق دیکھے نہ تحریر میں معارف جھوک[1] دائیہ کے مناظرہ میں آپ کی تقریر بھی سُنی تھی اور اثناء مناظرہ میں دخل در معقولات بھی دیکھے تھے مگر علم باطن تو بالائے طاق علم ظاہر کی یہ کثرت تھی کہ "سیرت حلبیہ" کی نسبت بھی علم نہ تھا کہ یہ کتاب اہلسنت کی ہے یا شیعہ کی، انکار پر جب علامہ برہان الدین حلبی شافعی کا جلی قلم نام کتاب کے ٹائیٹل پیج پر دکھایا گیا تو حضرت نے چپ سادھ لی تھی اب ایک آپ کا مکتوب شریف حقیر کے پیشِ نظر ہے جو آپ نے ۹ رماہ رمضان المبارک ۱۳۷۶ھ کو سیال شریف کے دار الحقائق سے محمد اسلم مکان نمبر ۶۰ پی محلہ گڑھ گوجرہ ضلع لائلپور کے نام رقم فرمایا ہے اس کی عبارت قبل از جواب ملاحظہ فرمائیے۔

اصل مکتوب شریف از سیال شریف

از سیال شریف — باسمہٖ عز اسمہ — ۹ رماہ رمضان المبارک ۱۳۷۶ھ

وعلیکم سلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ، مراسلہ کاشف ما فیہا ہوا جواباً گزارش ہے کہ لفظ "پنجتن" قرآن و حدیث کی اصطلاح تو ہے نہیں نہ ہی سلف الصالحین سے مروی ہے بہت بعد میں ایرانی لغت اور اصطلاح ہے۔ اس کے متعلق فقیر نے اپنے حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے سُنا ہے کہ اس سے مُراد حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس اور حضورؐ کے چار خلفاء کرام مراد ہیں۔ بعض جہلا اس سے حضورؐ کی ذات اقدس اور حضرت علیؓ اور حضرات حسنینؓ اور حضرت مائی پاک (صاحبزادی صاحبہ)

---

(۱) جھوک دائیہ ضلع جھنگ میں ایک مشہور مقام ہے جہاں مولانا دوست محمد قریشی اور وکیل آلِ محمدؐ حضرت مبلغ اعظمؒ کا ایک تاریخی اور فیصلہ کن مناظرہ ہوا تھا اور کئی آدمی شیعہ ہو گئے تھے نیز وہاں اہلسنت کی طرف سے صدارت پیر سیالوی کی تھی ——— ۱۲ حیدری

رضی اللہ عنہم اجمعین مراد لیتے ہیں ان جہلاء کا اس طرح کہنا خلافِ عقل و نقل ہے۔

دُعا گو:۔

محمد قمر الدین غفرلہ سیالوی

الجواب

اس مکتوب شریف کا عام تر خلاصہ یہ نکلا کہ لفظ "پنجتن پاک" کی قرآن اور حدیث اور کلام سلف میں کوئی اصل موجود نہیں یہ "ایرانی اصطلاح" ہے اور اس ایرانی اصطلاح کا مطلب آپ کے حضرت صاحب کی معرفت چار خلفاء اور حضورؐ اقدس ہیں نہ معلوم اس ایرانی اصطلاح کا یہ تصوّر آپ کے حضرت کو بذریعہ کشف معلوم ہوا یا ایران نے اپنی مراد ان کو بتلا دی کیونکہ قرآن اور حدیث کی تو بقول آپ کے یہ اصطلاح ہی نہیں دوسرا یہ بھی حضرت کے قول سے ثابت ہوا کہ جو حسنینؓ ہمایں شریفین کو پنجتن پاک میں شامل کرتے ہیں جاہل ہیں اور جو خلفاء ثلاثہ کو شامل کریں وہ محقق اور عالم ہیں، اور باوجود بایں ہمہ دعویٰ محبت آل احمد مختار بھی ہے اور پنجتن پاکؑ سے پیار اور خمسہ نجبا کی خصوصیت سے انکار بھی ہے ——— ایں چہ بوالعجبی است

اصلِ لفظ پنجتن پاک

لیجیے ہم لفظ پنجتن پاک کی اصل از قرآن و حدیث بھی عرض کر دیتے ہیں اور حضرت کے علم و فضل کا انکشاف بھی کر دیتے ہیں وھو ھذا

حضرات! لفظ "پنج" فارسی ترجمہ ہے "خمسہ" کا اور "پاک" ترجمہ ہے "مطہر" کا جن پانچ ہستیوں کے متعلق آیت تطہیر نازل ہوئی ہے وہ "پنجتن پاک" ہیں لیجیے وہ یہ ہے۔ عَنْ اَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ فِیْ خَمْسَةٍ فِیَّ وَفِیْ عَلِیٍّ وَحَسَنٍ وَحُسَیْنٍ وَفَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا ؕ تفسیر ابن جریر ص۵ ج۲۲ مطبوعہ مصر، تفسیر ابن کثیر ص۴۸۵ ج۳ مطبوعہ مصر، صواعق محرقہ ص۸۵ مطبوعہ مصر، تفسیر مظہری ص۳۷۱۔

ترجمہ! ابو سعیدؓ خدری سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ آیت تطہیر پانچ ہستیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور وہ پانچ ایک میں محمدؐ ہوں دوسرے علیؑ، تیسرے حسنؑ، چوتھے حسینؑ، پانچویں فاطمہ علیہم السلام ہیں۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ سوائے اس کے نہیں کہ اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے کہ رجس کو تم سے دور کرے اے اہلبیت اور پاک کرے تم کو پاک کرنا۔

حضرت صاحب! یہ ہے لفظ خمسہ اور نزول آیہ تطہیر اور مدنی تاجدار اور حیدر کرارؑ حسن مجتبیٰؑ، حسینؑ شہید کربلا اور خاتون معظمہ علیہم السّلام کے تن پاک ——— اب فرمائیے ایرانی اصطلاح ہے یا قرآن وحدیث کا بیان ہے؛ کتنا اچھا کہا علامہ فضل روزبہان سنّی نے ابطال الباطل میں دیکھو احقاق الحق ص۱۲۴ عَلَی اللّٰہِ فِیْ کُلِّ الْاُمُوْرِ تَوَکُّلِیْ وَبِالْخَمْسِ اَصْحَابِ الْکِسَاءِ تَوَسُّلِیْ مُحَمَّدِنِ الْمَبْعُوْثِ حَقًّا وَبِنْتُہٗ وَسِبْطَیْہِ ثُمَّ الْمُقْتَدِیْ الْمُرْتَضٰی عَلِیؑ

ترجمہ! کہ تمام امور میں میرا اللہ پر توکل ہے اور چادر تطہیر کے مالک پنجتن پاکؑ میرا وسیلہ ہیں یعنی پنجتن پاکؑ میں سے ایک محمدؐ ہیں کہ جن کو خدا نے حق کے ساتھ مبعوث برسالت کیا اور ایک اکلوتی بیٹی فاطمہؑ اور سبطین حسنینؑ ہیں پھر مقتدائے اہل طریقت علی مرتضیٰؑ ہیں ——— لِیْ خَمْسَۃٌ اُطْفِیْ بِھَا حَرَّ الْوَبَاءِ الْحَاطِمَۃِ ۔ اَلْمُصْطَفٰی وَالْمُرْتَضٰی وَاَبْنَاھُمَا وَالْفَاطِمَۃُ کی دعا مشہور اور شفا عن حلّ بلیّات ہے۔ مگر خواجہ صاحب کو تعصّب میں کچھ بھی نظر نہیں آیا۔ افسوس! صد افسوس!

چادر تطہیر میں پنجتن پاکؑ

عَنْ عَائِشَۃَ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ قَالَتْ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غَدَاۃً وَعَلَیْہِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعْرٍ اَسْوَدٍ فَجَاءَ الْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ فَاَدْخَلَھُمَا مَعَہٗ ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَۃُ فَاَدْخَلَھَا مَعَھُمَا ثُمَّ جَاءَ عَلِیٌّ فَاَدْخَلَہٗ مَعَھُمْ ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا ط مستدرک ص ۱۴۷ ج ۳، مسلم ص ۲۸۳ ج ۲، اشعۃ اللمعات ص ۶۹۳ ج ۴ ص ۵۲۵

ترجمہ: حضرت عائشہ ام المؤمنین سے روایت ہے کہ حضورؐ شافع یوم النشور وقت صبح باہر تشریف فرما ہوئے آپ کے اوپر اس وقت ایک چادر تھی۔ سیاہ بالوں کی پس حسنؑ اور حسینؑ علیہما السلام آئے۔ حضورؐ نے اپنے ساتھ ان کو اس چادر میں داخل کیا پھر جناب فاطمہؑ آئیں پس اس کو بھی ان دونوں کے ہمراہ داخل رداءِ مبارک فرمایا پھر جناب علی علیہ السلام آئے حضورؐ نے ان کو بھی اُن کے ہمراہ اپنے ساتھ ہی داخل چادر فرمایا۔ پھر کہا سوائے اس کے نہیں کہ اللہ تعالیٰ تم سے رجس دور کرنے کا ارادہ کرتا ہے۔ اے اہل بیت اور تمہیں کامل طور پر پاک کرنے کا۔" اس حدیث میں لفظ معیت ذرا خواجہ صاحب کو ملاحظہ فرما لینا چاہیئے تاکہ پتہ چل جائے کہ حضورؐ کے ساتھ کن کی معیت ہے علیؑ، سیدہ حسنین علیہم السلام کی یا ثلاثہ کی؟

روزِ مباہلہ پنجتن پاکؑ

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ نَدْعُ اَبْنَاءَنَا وَاَبْنَاءَکُمْ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَلِیًّا وَفَاطِمَۃَ وَحَسَنًا وَحُسَیْنًا فَقَالَ اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَاءِ اَھْلُ بَیْتِیْ۔ تفسیر کشاف ص ۱۹۳۔ اشعۃ اللمعات ص ۶۹۲۔ مشکوٰۃ ص ۵۶۵

تفسیر حسینی ص ۷۰، تفسیر جلالین ص ۵۳، تفسیر مظہری ص ۶۰ ج ۲ ۹

ترجمہ :۔ سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ جب آیت مباہلہ نازل ہوئی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علیؑ اور حضرت سیدہ فاطمہ اور حسنین علیہم السلام کو بلا کر ساتھ لیا اور کہا اے اللہ تو گواہ رہ یہ ہیں میرے اہلبیتؑ تفسیر کشاف میں ہے کہ وَفِیْہِ دَلِیْلٌ لَا شَیْئَ اَقْوٰی مِنْہُ عَلٰی فَضْلِ اَصْحَابِ الْکِسَاءِ کہ خمسہ نجباء اصحاب کساء کی فضیلت پر یہ دلیل اقویٰ ہے۔

تفسیر مظہری اور بیضاوی میں ہے کہ جب حضورؐ مباہلہ میں آئے تو حسینؑ مظلوم کربلا حضورؐ کی بغل میں تھے اور حسنؑ کو دوسرے ہاتھ سے پکڑا ہوا تھا جناب سیدہ حضورؐ کے پیچھے چلی آ رہی تھی اور حضرت علیؑ جناب سیدہ صلوٰۃ اللہ علیہا کے پیچھے آ رہے تھے یعنی رسالت کے دونوں طرف گوشوارے امامت کے معلق تھے پیچھے عصمت اور سب سے پیچھے شاہ ولایت چلے آ رہے تھے یہ ہیں پنجتن پاکؑ ۔

وجوب محبت پنجتن پاکؑ

اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِیُّ وَابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَالْحَاکِمُ عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ اِنَّ هٰذِهِ الْاٰیَهْ لَمَّا نَزَلَتْ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ قَرَابَتُكَ هٰؤُلَاءِ الَّذِیْنَ وَجَبَتْ عَلَیْنَا مَوَدَّتُهُمْ قَالَ عَلِیٌّ وَفَاطِمَةُ وَابْنَاهُمَا

صواعق محرقہ ص ۱۶۸، تفسیر محی الدین ابن العرب ص ۲۱۲ مطبوعہ بمبئی، تفسیر مظہری ص ۳۱۸ ج ۸۔

تفسیر کبیر ص ۳۹۰ ج ۷، تفسیر حسینی ص ۲۹۵ ج ۲

ترجمہ :۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب آیت مودت نازل ہوئی تو صحابہ کرام نے پوچھا حضورؐ یہ کون آپ کے قریبی ہیں۔ جن کی مودت اللہ تعالےٰ نے ہم پر واجب فرمائی ہے فرمایا حضرت علیؑ اور فاطمہؑ اور ان دونوں کے دو بیٹے (یعنی حسنؑ اور حسینؑ) تفسیر محی الدین ابن العرب ص ۲۱۱ ج ۲۔ مطبوعہ بمبئی میں امام العارفین نے اس آیت کے تحت حقائق سے یوں پردہ اٹھایا کہ ——— استثناء منقطع

وفی القربی متعلق بمقدر ای المودۃ الکائنۃ فی القربی ومعناہ
نفی الاجر اصلا لان ثمرۃ مودۃ اهل قرابتہ عائدۃ الیهم
لکونها سبب نجاتهم اذ المودۃ تقتضی المناسبۃ الروحانیۃ
المستلزمۃ لاجتماعهم فی الحشر کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام
المرء یحشر من احب فلا تصلح ان تکون اجرا لہ ولا یمکن من
تکدرت روحہ وبعدت عنهم مرتبۃ محبتهم بالحقیقۃ ولا یمکن
من تنورت روحہ وعرف اللہ واحبہ من اهل التوحید ان لا
یحبهم لکونهم اهل بیت النبوۃ ومعادن الولایۃ والفتوۃ
محبوبین فی العنایۃ الاولی مربوبین للمحل الاعلی ولا یحب هم
الا من یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ ولو لم یکونوا محبوبین
من اللہ والبدایۃ احبهم رسول اللہ اذ محبتہ عین محبتہ تعالی فی
صورۃ التفصیل بعد کونہ فی عین الجمع وهم الاربعۃ المذکورون
فی الحدیث الاتی بعد الاتری ان لہ اولادا آخرین وذوی قرابات
ومراتبهم کثیرین لم یذکرهم یحرض الامۃ علی محبتهم تحریضهم
علی محبۃ هولاء وخص هولاء ___

ترجمہ: کہ اِلَّا الْمَوَدَّۃَ کا استثناء منقطع ہے یعنی اِلَّا بمعنی "لیکن" ہے
مستثنیٰ مستثنیٰ منہ کی جنس میں داخل نہیں مطلب یہ ہے کہ میں اجرِ تبلیغ مانگتا ہی نہیں
کیونکہ تبلیغ کا اجر صرف خدا دے گا لیکن مُوَدَّۃً فِی الْقُرْبٰی مانگتا ہوں فِی الْقُرْبٰی
کا جار مجرور مقدر کے متعلق ہے یعنی ایسی مودۃ جو قربیٰ میں ہو گی معنیٰ اس کا اجر کی مطلقاً"
نفی کرنا ہے کیونکہ مودۃ اہلبیت کا ثمرہ بھی خود محبان اہلبیتؑ کو ہی ملے گا کیونکہ محبت
اور مودۃ مناسبت روحانیہ کا تقاضی کرتی ہے اور مناسبت روحانیہ محب محبوب کے
اجتماع فی الحشر کو مستلزم ہے جیسا کہ حضورؐ نے فرمایا اَلْمَرْءُ یُحْشَرُ مَنْ اَحَبَّ
انسان روزِ حشر اس کے ساتھ ہو گا جس کی محبت کرے گا۔

پس محبت اہلبیت حضورؐ مومن کے لئے نافع ہوئی اور حقیقت یہ ہے کہ جس کی روح مکدر ہو چکی ہے اور اس کا مرتبہ ان سے دُور ہو چکا ہے اس کو ان کی محبت کرنا ممکن ہی نہیں۔ یعنی بد طینت، بد فطرت، بعید از آل محمدؐ ان کی محبت کر سکتا ہی نہیں اور جس کی روح منوّر ہو چکی ہے اور اُس نے معرفتِ خداوندی حاصل کی اور اللہ تعالےٰ کا محبّ ہوا۔ اہل توحید سے اس کے لئے ممکن ہی نہیں کہ ان کی محبت نہ کرے کیونکہ وہ اہلبیت نبوّۃ اور معدن ولایت اور نبوّت ہیں ______ عنایت اولیٰ میں وہی محبوبانِ خدا ہوئے اور انوار کے محلّ اعلیٰ میں ان کی تربیّت ہوئی بنابریں ان کی محبت وہی کرے گا جو محبِّ خدا و رسولؐ ہوگا اور اللہ و رسولؐ بھی اس سے محبّت کریں گے۔ اگر وہ عالمِ انوار میں محبوب خدا نہ ہوتے تو رسول اللہ ان سے محبّت کیوں کرتے کیونکہ صورت تفصیل حضورؐ کا کسی سے محبّت کرنا خدا کا محبّت کرنا ہے کیونکہ حضورؐ کی محبت عین محبّتِ خدا ہے۔ عین جمع یعنی جس سے حضورؐ عالم تفصیل میں محبّت کریں گے۔ عین جمع میں وہ خدا کا محبّ ہوگا اور وہ چار ہستیاں ہیں۔ جن کی محبّت کا حضورؐ نے حکم دیا۔ علیؑ، فاطمہؑ اور حسنین علیہم السّلام جیسا کہ حدیث میں آئندہ آجائے گا۔ حالانکہ آپ کی اور اولاد بھی تھی اور اپنے اپنے مراتب میں دیگر اعزا اقارب بھی موجود تھے لیکن حضورؐ نے نہ ان کے فضائل کا تذکرہ فرمایا نہ اُمّت کو اُن کی محبّت پر رغبت اور حرص دلائی جیسا کہ اُن کی محبّت پر اُمّت کو برانگیختہ کیا اور ان تخصیص در تخصیص فرمائی یعنی معلوم ہوا۔ اوّل، مخلوق اوّل، نور اوّل، عنایت اوّل میں یہی خدا کے محبوب تھے۔ محل اعلیٰ کے مربوب بنابریں ان کو بھی اہلبیت نبوّۃ اور معادنِ ولایت ہونے کا شرف بخشا۔ شیخ اکبر نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اہل بیت نبوّت یہی خمسہ نجباء ہیں مگر چونکہ قرابت قریبہ مزاجیہ کا متقاضی ہے اور تناسب امزجہ جلسیہ روحانیہ کا تقاضی کن ہے۔ لہٰذا ان کی وہ اولاد جو مِنْ کُلِّ الْوُجُوْہ ان کے نقش قدم پر چلی تھی، وہ بھی داخل محبّت ہوئی یعنی دیگر آئمہ ان کے حکم میں داخل ان کی محبّت بھی واجب ہے یہ ہے شیخ اکبر کی تحقیق عمیق۔ اب پیر سیالوی سے کون

پوچھے کہ حضرات ثلاثہ کو لقب پنجتن حاصل نہیں تو داخل پنجتن پاک کیسے ہوئے؟ یہ شرف تو بقول شیخ اکبر حضورؐ کی دیگر اولاد اور اعزا و اقارب کو بھی حاصل نہیں۔

سیالوی صاحب! کو چاہیئے تھا کہ مسند ارشاد پر بیٹھنے سے پہلے کتب صوفیہ اور کلام عرفاء پر نظر کر لیتے تاکہ مریدین بے چارے مقام میں عمریں ضائع نہ کرتے اب فرمایئے جس کو پنجتن پاکؑ کی معرفت نہیں اس کو خدا کی کیا معرفت ہوگی؟ جس کو خدا کی معرفت نہیں وہ پیر طریقت کیسا؟ سچ ہے ؎

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکاں برد!

اور تفسیر مظہری ص ۲۲۰ ج ۸ سورہ شوریٰ میں ہے کہ اہل بیت کی محبت اس لئے واجب ہوئی ہے کہ حضورؐ خاتم النبیین ہیں، حضورؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ علماء ظاہر اور علماء باطن حضورؐ کے قائم مقام ہو کر کام کریں گے اور علماء ظاہر اور باطن کے علم کا منبع اہلبیتؑ ہیں لان علیا رضی اللہ عنہ و الائمۃ من اولادہ کانوا اقطابا لکمالات الولایۃ و من اجل ذالک قال رسول اللہ انا مدینۃ العلم و علی بابہا رواہ البزار والطبرانی عن جابر و لہ شواھد من حدیث ابن عمر و ابن عباس و علی و اخیہ و صححہ الحاکم۔

ترجمہ: کہ علیؑ اور آئمہ طاہرینؑ آپ کی اولاد کے کمالات ولایت کے اقطاب ہیں اسی لئے حضورؐ نے فرمایا میں شہر علم ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے۔

دشمن پنجتن پاکؑ دشمن رسولِ خدا ہے

ان رسول اللہ قال لعلی و فاطمۃ و الحسن و الحسین انا حرب

لمن حاربھم وسلم لمن سالمھم رواہ الترمذی ۔ اشعۃ اللمعات صفحہ ۶۷۸ ج ۴
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا واسطے علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنینؑ کے کہ میں جنگ کرنے والا ہوں اس شخص سے جو جنگ کرے ان سے اور میں صلح کرنے والا ہوں اُس شخص سے جو ان سے صلح کرے ۔ اس حدیث میں بھی پنجتن پاکؑ کی تخصیص موجود ہے اور یہ حدیث ان کی عصمت پر دال ہے ۔

تخصیص پنجتن پاکؑ بدخول جنّت

عن علی اخبرنی رسول اللہ انّ اوّل من یدخل الجنّۃ انا و فاطمۃ والحسن والحسین قلتُ یا رسول اللہ فمحبّونا قال من ورائکم
مستدرک حاکم صفحہ ۱۵۱ ج ۳ ۔ صواعق محرقہ صفحہ ۹۶ ۔ حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے مجھے فرمایا کہ حضورؐ کے ساتھ سب سے پہلے جو لوگ داخل جنّت ہوں گے ، ایک میں علیؑ اور دوسری فاطمۃ الزہراؑ اور ہمارے دونوں بیٹے حسنینؑ ! میں نے عرض کی حضورؐ ہمارے محبّ شیعہ کہاں ہوں گے فرمایا تمہارے پیچھے آئیں گے صواعق محرقہ میں ہے کہ دائیں بائیں ہوں گے ۔

پنجتن پاکؑ کا شجرہ طیبہ

عن مولی عبدالرحمٰن ابن عوف قال سمعت رسول اللہ یقول انا الشجر و فاطمۃ فرعھا و علی لقاحھا والحسن والحسین ثمرتھا و شیعتنا ورقھا واصل الشجرۃ فی جنّۃ عدن و سائر ذالک فی سائر الجنّۃ (مستدرک صفحہ ۱۶۰ ج ۳ ۔ مطبوعہ حیدر آباد دکن)
حضورؐ نے فرمایا میں شجرہ طیبہ ہوں ، فاطمہؑ اس کی شاخ ہے ، علیؑ اس کا

خوشہ ہیں اور حسنینؑ اس کا ثمرہ ہیں اور ہمارے شیعہ اس کے برگ ہیں اصل شجرہ جنت عدن میں ہے اور باقی حسب مراتب باقی جنتوں میں ہیں۔

ع

چون خدا خواہد کہ پردہ کس دارد
میلش اندر طعنۂ پاکان برد!

پیر سیالوی صاحب معمولی علمیت کے ملاں ہیں۔ نہ ظاہر کی خبر ہے نہ باطن کی۔ اپنے بغض باطن آلِ محمدؐ کی وجہ سے پنجتن پاکؑ کی معصومیت مخصوصہ کا انکار متعدد خطوط میں کر بیٹھے ہیں اب مریدوں کی اکھڑتی ہوئی ہوا دیکھ کر گاہے انکار کرتے ہیں اور گاہے اقرار مگر بات کچھ بن نہیں آتی۔ کیونکہ خمسہ نجباء کی خصوصیت پر قرآن اور حدیث کے ہزاروں شواہد موجود ہیں۔ پنجتن پاکؑ کی خصوصیت کو مٹانے والے سیالوی صاحب کی کیا حیثیت، گدیاں بے رونق ہو جائیں گی مگر پنجتن پاکؑ کی خصوصیت کبھی عموم میں نہ بدل سکے گی۔ چنانچہ صداقت ۲۰ اپریل میں ہم اُن کا خط نقل کر کے اُس کی رد کر چکے ہیں۔ جس کا کوئی جواب نہیں آیا ان کے تین خط میری نظر سے گزرے ہیں مگر سب کا خلاصہ یہ ہے جیسا کہ خط ثانی مجریہ یوم عرفہ از سیال شریف ڈاکٹر محمد جمیل کے نام پر لکھتے ہیں ۱؎ کہ لفظ "پنجتن پاکؑ" قرآن و حدیث کا محاورہ نہیں ہے۔ ۲؎ یہ کہ خانوادۂ نبوت میں سے صرف پنجتن پاکؑ کہنا عقل و نقل کے خلاف ہے۔ جاہل لوگوں کا من گھڑت نظریہ ہے۔ پہلی بات واضح ہے کیونکہ قرآن کریم و حدیث شریف عربی زبان میں ہے اور پنجتن پاکؑ ایرانیوں کی اصطلاح ہے دوسرا کسی آیۂ کریمہ میں اور کسی حدیث صحیح میں کوئی ایسا جملہ نہیں مل سکتا جو حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خانوادہ اقدس کے پنجتن پاک کی تخصیص پر دلالت کرتا ہو۔

الجواب

یہ ہے کہ سیالوی صاحب کا انکار ان خصوصیات پنجتن پاکؑ اور مبلغ علم کہ

قرآن اور حدیث عربی میں ہے۔ لہٰذا پنجتن پاکؑ قرآن اور حدیث کی اصطلاح نہیں، اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ "نماز" اور "روزہ" بھی قرآنی محاورہ نہیں کیونکہ نماز اور روزہ کی لفظیں فارسی ہیں اور قرآن و حدیث عربی میں ہے۔ لہٰذا یہ قرآن اور حدیث کے الفاظ نہ ہوئے اور اگر نماز اور روزہ صوم وصلوٰۃ کا ترجمہ ہو کر قرآنی محاورہ ہو سکتے ہیں تو پنجتن پاکؑ بھی خمسہ اہل کساء اور آیت تطہیر کے ترجمہ سے قرآن اور حدیث کا محاورہ ہو سکتے ہیں یہ ہے خواجہ صاحب کے عذر لنگ کی حقیقت۔

خصوصیّت پنجتن پاکؑ

خواجہ صاحب کا یہ کہنا کہ "قرآن مجید اور حدیث صحیح میں کوئی ایسا جملہ نہیں مل سکتا جو پنجتن پاکؑ کی تخصیص پر دلالت کرے" پیر سیالوی صاحب کی قرآن مجید اور حدیث شریف سے عدم واقفیت کی دلیل ہے یا تعصب کا جوشِ جنون ہے ورنہ قرآن اور حدیث تخصیص پنجتن پاکؑ سے تو مملو ہے۔

آیت قرآن بر تخصیص پنجتن پاکؑ

فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ پ۳ آلعمران

بس کہہ دو آؤ ہم بلائیں اپنے اپنے بیٹوں کو اور اپنی بیٹیوں کو اور اپنی اپنی جانوں کو پس لعنت کریں اُوپر کاذبوں کے۔

حدیث صحیح بر تخصیص پنجتن پاکؑ

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ نَدْعُ اَبْنَآءَنَا

وَاَبْنَاءَکُمْ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ عَلِیًّا وَفَاطِمَۃَ وَحَسَنًا وَحُسَیْنًا فَقَالَ اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَآءِ اَھْلُ بَیْتِیْ۔ اشعۃ اللمعات ترجمہ مشکوٰۃ صـ ۴۹۲

ترجمہ :- سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ جب آیت مباہلہ نازل ہوئی تو رسولِ خدا نے حضرت علیؑ اور جناب فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کو بلایا اور کہا یا اللہ یہ ہیں میرے اہلبیت خاص ——— اب خواجہ صاحب کو ان کے مرید یہ پوچھیں کہ حضرت اس حدیث کی سند صحیح ہے یا نہیں۔ اس میں پنجتن پاکؑ کی تخصیص ہے یا نہیں اگر ہے تو آپ کے اس جملہ کی وقعت کیا رہی کہ خمسہ بنجار کی تخصیص پر کوئی دلیل ہی نہیں اور یہ بھی بتلائیں کہ ھٰؤُلَآءِ اَھْلُ بَیْتِیْ کی یائے اضافت برائے تعریف ہے یا تخصیص اگر تخصیص ہے تو آپ کون ہیں۔ اس کی تخصیص کو عموم میں بدلنے والے ——— کیا بوقتِ مباہلہ خانوادۂ نبوت کے باقی افراد موجود نہ تھے اگر تھے تو ان پانچ ہستیوں کی تخصیص کے کیا معنی ذرا سوچ کر مریدوں کو سمجھائیں ورنہ مریدوں کی ہوا اکھڑ رہی ہے۔

حدیث دوم بر تخصیص پنجتن پاکؑ

عن سعد ان العباس اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال سددت ابوابنا الا باب علی فقال ما انا فتحتھا ولا انا سددتھا ولکن اللہ فعل ذالک۔ (خصائص امام نسائی مترجم مطبوعہ لاہور صـ ۳۱)

حضرت سعد سے روایت ہے کہ حضرت عباسؓ رسولِؐ خدا کے پاس آئے کہ آپ نے ہمارے دروازے تو بند کرا دیئے اور علیؑ کا کھلا رکھا ہے تو حضورؐ نے فرمایا کہ نہ میں نے یہ دروازہ کھولا ہے اور نہ تمہارے بند کئے ہیں۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے یہ کام کیا ہے، اس کی تفصیل شیخ عبدالحق نے جذب القلوب صـ ۱۳ مطبوعہ نولکشور میں لکھی ہے کہ حضورؐ نے لوگوں کو منادی کرا دی کہ مسجد سے اپنے اپنے دروازے بند کر لو ورنہ تم پر عذاب

اترے گا سوائے دروازۂ علیؑ کے۔ اس سے لوگوں کے دلوں میں کچھ وسواسات پیدا ہوئے اس پر حضورؐ نے خطبہ پڑھا کہ خداوند تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی تھی کہ ایک مسجد بنا جو موصوف بصفت طہارت ہو اور اس میں سوائے تیرے اور ہارونؑ کے اور پسران ہارونؑ کے کوئی سکونت اختیار نہ کرے۔ ایسے ہی رسولؐ خدا نے فرمایا کہ مجھے وحی ہوئی ہے کہ میں ایک پاک مسجد بناؤں اس میں سوائے میرے علیؑ کے اور پسران علیؑ حسنؑ اور حسینؑ کے کوئی مقیم نہ ہو چنانچہ میں نے مسجد بنائی اور دروازہ علیؑ حسب فرمان خداوندی کھلا رکھا ـــــــــ یہ ہے تخصیص پنجتن پاکؑ جو خواجہ صاحب کو نظر نہیں آرہی طرہ یہ کہ بایں ہمہ پیر طریقت بھی ہیں اور مرشد حقیقت بھی،

گر ہمیں مکتب است و ایں ملّاں
کار طفلاں تمام خواھد شد

دلیل سوم آیت تطہیر

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نَزَلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ فِیْ خَمْسَۃٍ فِیَّ وَفِیْ عَلِیٍّ وَحَسَنٍ وَحُسَیْنٍ وَفَاطِمَۃَ الزَّھْرَاءِ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا ۞ (تفسیر ابن جریر صہ ۵ ج ۲۲ تفسیر ابن کثیر صہ ۴۸۵ ج ۳ ر

ترجمہ:۔ حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ حضور نبی کریمؐ نے فرمایا کہ یہ آیت ہم پنجتن پاکؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور وہ پنجتن پاکؑ میں اور علیؑ اور حسنؑ اور حسینؑ اور فاطمۃ الزہراؑ ہیں اور وہ آیہ تطہیر اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ الخ ہے ـــــــــ رہا خواجہ صاحب کا یہ کہنا کہ آیت تطہیر صرف امہات مومنین کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ خلاف قرآن و حدیث ہے کیونکہ امہات المومنین کیلئے

قرآن کریم میں عبارت النفس یا لفظ "ازواج" ہے یا "نِسَاءُ النَّبِیِّ" ہے سو آیۂ تطہیر میں نہ تو لفظ ازواج ہے نہ نساء النبی بلکہ لفظ اہل البیت ہے اور آیۂ تطہیر میں، ضمائر مذکر کا تکرار بھی مردوں کی تغلیب پر دال ہے اِذْ قَالَ لِاَھْلِہٖ سے معارضہ قیاس مع الفارق ہے کیونکہ وہاں اَھْلِہٖ ہے اور یہاں اَھْلَ الْبَیْتِ ہے، اھل الرجل زوجتہ کہیں بھی موجود نہیں۔

خواجہ صاحب کے سامنے تو معمولی کتب فقیہہ بھی مستحضر نہیں ہیں حالانکہ طالب علم بھی جانتے ہیں کہ ھدایۃ اخرین کتاب الوصایا ص۶۷۹ میں اہلبیت اور اہل کا فرق نمایاں ہے یعنی ولو اوصٰی لاھل بیت فلان یدخل فیہ ابوہ وجدہ لانّ الاب اصل البیت کہ اگر موصی نے کسی کے اہل بیت کے لئے وصیت کی تو اس میں اس کے باپ دادا بھی شامل ہوں گے کیونکہ باپ گھر کا اصل ہوتا ہے اور بیوی اہل بیت میں اس لئے داخل نہیں ہوتی کہ اُس کے "اب" کا گھر اور ہوتا ہے لہٰذا بلحاظ قرآن کریم اہلبیت سے صرف ازواج مُراد لینا خلاف عقل و نقل ہے، رہا سیاق سباق کا سہارا سو یہ کوئی دلیل نہیں کیونکہ ادنیٰ مناسبت سے انتقال از مضمون بہ مضمون دیگر قرآن مجید کا عام اسلوب بیان ہے چنانچہ نکاح اور طلاق کے آیات میں آیۂ نماز موجود ہے وتزودوا فان خیر الزاد التقوٰی محسوس سے معقول کی طرف انتقال ہے تاکہ ازواج کو عبرت ہو کہ ہمارا تعلق کس گھر سے ہے۔ جس میں پنجتن پاکؑ رہتے ہیں۔ رہا حدیث کا بیان! سو خواجہ صاحب کو کتب تفسیر میں کوئی مرفوع متصل حدیث نہ مل سکے گی جس سے آیت تطہیر کا نزول در شان ازواج مل سکے، ہاں کتب تفسیر میں قول عکرمہ موجود ہے جس کو خواجہ صاحب بار بار نقل فرما رہے ہیں اور خواجہ صاحب کو شاید یہ معلوم ہی نہیں کہ عکرمہ خارجی ہے۔ چنانچہ اس کا قول کا درباب اہل بیت کوئی اعتبار نہیں ملاحظہ ہو، میزان الاعتدال ص۲۰۸ ج ۲ حرف العین عکرمہ مولی ابن عباس۔ قال مصعب الزبیری کان عکرمۃ یرای رای الخوارج قال وادعی علی ابن عباس انّہ

كان يرى راى الخوارج

ترجمہ :۔ یعنی مصعب زبیری نے کہا کہ عکرمہ خوارج کے مذہب پر تھا اور حضرت عبداللہ بن عباس پر بھی یہ تہمت باندھتا تھا کہ وہ بھی خارجی تھے اور اہل بیت کیخلاف سنا دہاں کرنے کی ضرورت اُسے اس لئے محسوس ہوئی کہ وہ امراء وقت سے انعام لیتا تھا۔ جیسا کہ میزان الاعتدال ص۲۰۹ ج ۲ پر موجود ہے كان يأتى الامراء فيطلب جوائزهم یعنی عکرمہ امیروں کے پاس آتا تھا اور اُن سے انعام پاتا تھا۔

اب خواجہ صاحب سے کون پوچھے کہ حضرت آپ تو سُنّی ہیں بلکہ خرقہ پوشی کے بھی دعویدار ہیں۔ مرفوع حدیث رسول چھوڑ کر عکرمہ خارجی کے قول پر کیوں اعتبار کیا جاتا ہے۔ کہیں اندر ہی اندر بغض اہلبیت رسولؐ تو جوش نہیں مار رہا۔

اس کے بعد خواجہ صاحب نے اپنے مرقومہ میں دبی زبان سے تفسیر صافی کا نام بھی لیا ہے ایک خط میں تو دیگر آئمہ طاہرینؑ کا شمول دکھا کر خصوصیت پنجتن پاکؑ کو ضائع کرنے کی ناکام کوشش کی ہے اور ایک دوسرے خط میں حضرت امام حسنؑ کی نفی در پنجتن پاکؑ دکھلانی چاہی ہے حالانکہ یہ دونوں امر آپ کی علمی بے بضاعتی پر دال ہیں۔ کیونکہ تفسیر صافی میں یہ صاف وضاحت ہے کہ یہ آیت بطور تنزیل صرف پنجتن پاکؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور دیگر آئمہ طاہرینؑ اس میں تاویلاً شامل ہیں، جیسا کہ تفسیر صافی ص۳۶۷ مطبوعہ ایران میں مذکور ہے کہ فی العلل عن الصادقؑ نزلت هذه الآية في النبيؐ وامير المؤمنينؑ والحسنؑ والحسينؑ وفاطمة الزهراء فلما قبض الله عزوجل نبيه كان امير المؤمنينؑ ثم الحسنؑ ثم الحسينؑ ثم وقع تاويل هذه الآية واولوا الارحام بعضهم اولى ببعض في كتاب الله وكان على بن الحسين ثم جرت في الائمة من ولده الاوصياء الخ

ترجمہ :۔ علل الشرائع میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ اس آیت کا نزول تنزیلی صرف پنجتن پاکؑ یعنی رسولؐ خدا امیر المومنین

2898

حضرت علی علیہ السلام اور حسنؑ اور حسینؑ بالترتیب امام اور مطہر ہوئے پھر اس آیت کی تاویل واقع ہوئی اور اُولُوا الاَرحَامِ بَعضُھُم اَولٰی بِبَعضٍ فِی کِتَابِ اللہ کے مطابق کہ رحمی رشتہ دار ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں از روئے کتاب خداوندی ______ لہٰذا علی زین العابدینؑ امام اور مطہر ہوئے پھر یہ آیت دیگر آئمہؑ کے بارے میں بطور تاویل جاری ہوئی پس اُن کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے ______ اور جس روایت میں حضرت خواجہ صاحب کو جناب حسن مجتبیٰؑ نظر نہیں آئے اس کی اصل عبارت یہ ہے۔ انما انزلت فیّ وفی اخی وفی ابنتی و فی ابنی وفی تسعۃ من ولد ابنی الحسین خاصۃ لیس معنا احد غیرنا

ترجمہ:۔ حضورؐ نے فرمایا کہ یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی ہے اور میرے بھائی کے بارے میں اور میری بیٹی کے بارے میں اور میرے دونوں بیٹوں کے بارے میں اور میرے بیٹے حسینؑ کے نو بیٹوں کے بارے میں خاص طور پر ہمارے ساتھ کوئی غیر شامل نہیں ہے۔ اس میں خواجہ صاحب کو غلطی لفظ "اِبنِیّ" میں واقع ہوئی ہے کہ آپ تثنیہ کو واحد سمجھ بیٹھے حالانکہ اِبنِیّ سے مُراد میرے دونوں بیٹے ہیں، ______ یہ ہے خواجہ صاحب کی علمیت کہ واحد اور تثنیہ میں تو تمیز نہیں کر سکتے اور شیخ الاسلام بننے کے خواب دیکھ رہے ہیں یہ ہے خواجہ صاحب کے خط کا اجمالی جواب اور آپ کے خصوصیّت پنجتن پاکؑ سے انکار کی حقیقت، اِنشاءاللہ ہم تیسری قسط میں تفصیل سے عرض کر دیں گے ہم پنجتن پاکؑ کی خصوصیّت کے قائل ہیں اور قائل رہیں گے اور اگر تقریری مناظرہ کی ضرورت پیش آئی تو بھی دریغ نہیں کریں گے۔

اس مضمون کی سابقہ قسطوں میں ہم شانِ پنجتن پاکؑ اور سیالوی صاحب کے توہمات کی قلعی کھول چکے ہیں جس کا وہ خود تو کوئی جواب نہ دے سکے مگر ہمارے مہربان مولوی دوست محمد قریشی نے حسب عادت خواہ مخواہ دخل در معقول دے کر تیس مار خاں بننے کی سعی لاحاصل کی ہے چنانچہ آپ کا ایک مضمون اس سلسلہ میں اخبار دعوت مورخہ

مجریہ ۱۷؍ اکتوبر ۱۹۵۷ء پر شائع ہوا ہے خیال تھا کہ اس کا جواب ہو جائے تو اس بحث کا خاتمہ کر دیا جائے مگر قلتِ وقت اور کثرتِ سفر کی وجہ سے اس سلسلہ کا تسلسل قائم نہ رہ سکا آج کی فرصت میں ہم مولوی دوست محمد صاحب کے مغالطات اور شبہات کی طرف توجہ کرتے ہیں تاکہ عوام خواہ مخواہ پریشان نہ ہوں۔ مولوی دوست محمد قریشی مغالطہ کے ماہر ضرور ہیں گو محقق نہیں آپ کا بیان کبھی اقسام مغالطہ سے باہر نہیں ہوا مگر وہ کیا کریں مذہب غلط کی وکالت سوائے مغالطہ دہی کے ہو ہی نہیں سکتی۔

اثبات تخصیص پنجتن پاکؑ

قریشی صاحب پنجتن پاکؑ کی تخصیص تطہیر کاملہ حقیقت کا انکار کرتے ہوئے یوں تبصرہ فرماتے ہیں: "حقیقت تو یہ ہے کہ مولوی محمد اسماعیل صاحب اپنی تحریر کے مفہوم سے بھی ناواقف ہیں تخصیص پنجتن پاکؑ کا مفہوم مولوی صاحب اپنے خیال میں ذکر پنجتن سمجھے ہیں۔ ورنہ تخصیص سے تو اس کے ماسوا کی نفی لازم آتی ہے حالانکہ قرآن میں صراحتاً نہ تو نفوس خمسہ کا ذکر ہے اور نہ کسی آیت میں اس کے علاوہ کسی اور سے نفی ہے اور نہ اہلبیت کی اصطلاح کی ان نفوسِ خمسہ مرضیہ سے خصوصیّت ہے لہٰذا مولوی محمد اسماعیل کے مضمون کی حقیقت ہباءً منثورًا سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔

(اخبار دعوت ص ۵ کالم ۱ مجریہ ۱۸؍ اکتوبر ۱۹۵۷ء)

الجواب

قل ان الفضل بید اللہ یوتیہ من یشاء واللہ واسع علیم یختص برحمتہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔ (پ ۳ آلعمران)

ترجمہ: کہ تحقیق فضل اللہ تعالےٰ کے ہاتھ ہے جس کو چاہتا ہے۔ اللہ صاحب

فراخی اور جاننے والا اپنی رحمت کے ساتھ جس کو چاہتا ہے خاص کرتا ہے اور اللہ صاحب ہے فضل بڑے کا۔

قریشی صاحب نے یہاں معنی تخصیص اور وجوہاتِ تخصیص سمجھنے میں ٹھوکر کھائی ہے ورنہ تخصیص پنجتن پاک ؑ ہر طرح ثابت ہے ہم اولاً قریشی صاحب کی غلطی کو دور کرنے کے لئے معنی تخصیص عرض کئے دیتے ہیں تاکہ آپ کو نفی و اثبات دونوں نظر آجائیں اور علیحدہ نفی کی تلاش میں سرگراں نہ پھریں۔

وھو ھٰذا الخاص والخاصۃ ضد عامۃ دیکھئے قاموس ص۳۰ ج ۲ مطبوعہ مصر خاص و خاصہ ضد عامۃ تخصیص خاص کردن نقیض تعمیم ملاحظہ فرمائیے۔ منتہی الارب ص۳۸۳ خصص الشی عممہ دیکھئے منجد ص۱۷۷ الیعنی لفظ خاص عام کی ضد ہے اور تخصیص تعمیم کی ضد ہے۔

الخاص کل لفظ موضوع لمعنیٰ معلوم علی الانفراد ومنہ یقال اختص فلان بملک کذا ای انفرد بہ ولا شرکۃ للغیر معہ وخصنی فلان بکذا ای افردہ لی وفلان خاص فلان ومنہ سمیت الخصاصۃ للانفراد عن المال وعن نیل اسباب المال مع الحاجۃ ومعنی الخصوص فی الحاصل الانفراد وقطع الاشتراک فاذا ارید بہ خصوص الجنس قیل انسان و اذا ارید بہ خصوص النوع قیل رجل واذا ارید بہ خصوص العین قیل زیدٌ (اصول سرخی مطبوعہ حیدر آباد دکن ص۱۲۴ ج ۱)

ترجمہ:۔ یعنی خاص ہر اس لفظ کو کہتے ہیں جو انفرادی طور پر معنی مقرر اور معلوم کے لئے واضع نے بنایا ہو اور ہر وہ اسم بھی خاص کہلاتا ہے جو معنیٰ معلوم کے لئے انفرادی طور پر وضع کیا گیا ہو اختص فلان لملک کذا یعنی فلاں اس میں منفرد ہے اس کے ساتھ غیر کی کوئی شرکت نہیں ہے اور خصنی فلان بکذا یعنی فلاں نے اس کو میرے لئے خاص اور علیحدہ کر دیا کے محاورات اس معنی میں بولے جاتے ہیں اور

خصاصۃ مال اور مال کے اسباب سے باوجود حاجت علیحدہ ہونے کو کہتے ہیں الغرض خصوص کے حاصل معنی انفراد اور قطع اشتراک کے ہیں جب خصوص جنسی مقصود مراد ہو تو انسان اور حیوان، اور جب خصوص نوعی مراد ہو تو مرد اور عورت، اور خصوص شخصی اور عینی کے وقت زید عمر بکر کے لفظ بولے جاتے ہیں۔

نامی شرح حسامی صہ۸ مطبوعہ اصح المطابع میں ہے کہ "خاص" وہ لفظ ہے جو موضوع ہو مہمل نہ ہو، معلوم المراد والبیان ہو مشترک المعنیٰ اور ماؤل نہ ہو منفرد ہو عام نہ ہو اور اس کی تین قسمیں ہیں (۱) خصوص الجنس جیسے انسان اور حیوان (۲) خصوص النوع جیسے مرد اور عورت (۳) خصوص العین جیسے زید بکر عمر وغیرہ اور کامل فی الخصوصیۃ خصوص العین یعنی خصوص شخصی ہے کیونکہ ہر طرح کی شرکت سے پاک ہوتا ہے

توضیح تلویح صہ۹۷ میں ہے۔ ان لفظ الخاص مقول بالاشتراک علی معنیین احدھا الخاص مطلقاً والآخر خاص الخاص اعنی الاسم الموضوع لمسمّٰی المعلوم ای المعین المشخّص

ترجمہ:۔ کہ تحقیق لفظ خاص کا اطلاق دو معنی پر ہوتا ہے ایک خاص مطلق پر دوسرا خاص الخاص پر یعنی اس اسم کے لئے جو مسمّٰی معلوم یعنی معین مشخّص کے لئے بولا جاتا ہے۔

اگر قریشی صاحب کی نظر خاصہ معقولیین ہو تو اس کے اقسام شاملہ اور غیر شاملہ، اضافیہ اور غیر اضافیہ بسیطہ اور مرکبہ بھی سامنے رکھ سکتے ہیں۔

وجوہاتِ تخصیص

اب تعریف کے بعد ہم عرض کرتے ہیں کہ قریشی صاحب کا یہ فرمانا کہ "تخصیص پنجتن پاکؑ کا مفہوم مولوی صاحب اپنے خیال میں ذکرِ پنجتن سمجھتے ہیں ورنہ تخصیص سے

تو اس کے ماسوا کی نفی لازم آتی ہے"۔

بیشک ہے لازم آتی ہے ظاہراً ذکر تو نہیں کرنی پڑتی ایسا زعم آپ کی وجوہات تخصیص اور احادیث نبویہ سے عدم واقفیت کی دلیل ہے ورنہ ایسا خیال نہ کرتے کہ جب تک صراحتہً غیر کی نفی بعبارۃ النص نہ ہو تخصیص نہیں حاصل ہوتی حالانکہ بسا اوقات تخصیص صرف تقدیم ماحقہ التاخیر سے بھی حاصل ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ مطول ص۲۳۰ والتخصیص لازم لتقدیم غالباً بسا اوقات تقدیم ذکر سے حاصل ہو جاتی ہے کہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ میں یہ شاید قریشی صاحب یہاں بھی مثیل ابن اثیر حسن نظم اور رعایت سجع کی خاطر کہہ دیں، حیوان انسان کہنا جنسی تخصیص ہے، زید بکر کہنا شخصی ———— اور نور الانوار ص۱۵۴ پر صورت تخصیص یوں بھی لکھی ہے کہ عندنا وجہ التخصیص بہ زیادۃ اہتمامہ والاعتناء لشانہٗ کہ کسی چیز کی نسبت زیادتی اہتمام اور اس کے حال پر زیادہ تر توجہ دینا اس کی تخصیص کی وجہ سے ہے۔ صاحب مطول نے ص۲۳۴ بِسْمِ اللّٰہِ میں اسم اللہ کی تقدیم کو بھی وجہ تخصیص قرار دیا ہے۔ کما قال فقصد الموحد تخصیص اسم اللہ تعالٰے بالابتداء للاہتمام۔ کہ بِسْمِ اللّٰہِ میں اسم اللہ کو مقدم کرنے سے موحد کا قصد اللہ کے نام کی تخصیص ہے اور مشرکین کا رد ہے کیونکہ مشرکین اپنے "لات وعزیٰ" کا نام مقدم کرتے تھے۔

الغرض! آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ اگرچہ ان وجوہات میں عبارۃ النص غیر کی نفی بھی ہے مگر تاہم تخصیص حاصل ہے اب قریشی صاحب کو اجازت ہے کہ پنجتن پاکؑ کے لئے جس قسم کی تخصیص چاہیں ہم پیش کرنے کو تیار ہیں، لغوی، اصولی، معقولی معنوی اور صریحی وَھُوَ ھٰذَا۔

توثیق استدلال اوّل بر تخصیص پنجتن پاکؑ

قریشی صاحب نے آیت مباہلہ اور حدیث مباہلہ کے استدلال سے جس

طرح پنجتن پاکؑ کی نفی کرنی چاہی ہے مثلاً یہ کہنا کہ ——— تخصیص تب ہوتی جب حضورؐ علیہ السلام کی ذات والاصفات کھلے لفظوں میں یہ فرماتے کہ ان کے علاوہ اور کوئی بھی میرے اہلبیت نہیں" یہ قریشی صاحب کی معنی تخصیص اور دجوہ تخصیص سے جہالت ہے جیسا کہ ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں حالانکہ یہاں پہ ذاتی اعتناء اور تقدیم ذکر پنجتن پاکؑ اور عدم شمول و عدم ذکر غیر تخصیص کے بیّن دلائل ہیں ورنہ تمام صحابہ اور ازواج النبیؐ اور اہل بیت کے نسب ہاتے ہوئے صرف ان کو ہی اہلبیت فرمانا اور ان کو ہی (مباہلہ میں) ساتھ لیجانا تخصیص نہیں تو پھر تخصیص کس کا نام ہے؛ اگر عدم شرکت غیر کی تصریح ضروری ہے تو قریشی صاحب کو چاہیئے کہ غیر کی شرکت دکھلائیں ورنہ بتائیں کہ زید اور بکر کا نام لینا تخصیص عینی اور شخصی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو ذرا تخصیص کے معانی اور اقسام پر نظر ثانی کر لیں۔ لیجیئے ہم

مفسّرین اہلسنّت کی زبانی

اس آیت میں تخصیص کا لفظ دکھاتے ہیں تا کہ قریشی صاحب کی کثرت مطالعہ معلوم ہو جائے، فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ ۝ پ ۳ آل عمران

ترجمہ: پس جو کوئی جھگڑے تم سے اس میں اس کے پاس علم آنے کے بعد پس کہہ دو آؤ بلا دیں ہم اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو، اپنی بیٹیوں کو اور تمہاری بیٹیوں کو، اور اپنی جانوں کو اور تمہاری جانوں کو پھر التجا کریں ہم لعنت اللہ کی اوپر جھوٹوں کے

اس آیت میں تخصیص پنجتن پاکؑ موجود ہے نَدْعُ میں داعی کی اَبْنَاءَ میں

بیٹیوں کو نِسآءنا میں بیٹی کی اَنفُسَنا میں نفس رسول کی حضور خود داعی دو بیٹے ایک بیٹی ایک نفس رسول یہ لوگ پانچ ہو گئے اسی لئے قریشی کے مذہب کی تفسیر خاص مدارک التنزیل ص ۲۸ میں تخصیص کی یہ وجہ موجود ہے ملاحظہ فرمائیے وَخص الابناء وَالنّساء لانّھم اعز الاھل والصقھم بالقلوب قدمھم فی الذکر علی الانفس لینبہ علی قرب مکانھم ومنزلتھم۔

ترجمہ :- کہ یہاں پر بیٹے اور بیٹیوں کی تخصیص اس لئے ہے کہ وہ تمام اہل وعیال سے زیادہ عزیز ہوتے ہیں اور سب سے زیادہ دِل کا تعلق ان ہی کیساتھ ہوتا ہے ان کا ذکر اپنے نفس سے اس لئے مقدّم کیا گیا ہے تاکہ ان کی علو منزلت اور قوّتِ مکانی معلوم ہو جائے۔ تفسیر کشاف ص ۱۹۳ ج ۱ پر دیکھیئے وفیہ دلیل لا شئ اقوی منہ علی فضل اصحاب الکساء علیہم السّلام

ترجمہ :- کہ اس آیۂ مباہلہ میں اصحاب کساء یعنی پنجتن پاک کی فضیلت پر ایسی قوی دلیل موجود ہے۔ جس سے بڑھ کر کوئی دلیل نہیں ہو سکتی مگر افسوس کہ صدر مبلغ تنظیم اہلسنّت۔

قریشی صاحب کو بغضِ اہلبیت کے سبب

نظر ہی نہیں آتی تفسیر کبیر ص ۴۶۵ ج ۲ کے علاوہ کئی ایک تفاسیر میں صاف وضاحت موجود ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے روز مباہلہ پنجتن پاک کی تطہیر کا اعلان بھی فرمایا ہے چنانچہ لکھا ہے۔ اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَام لَمَّا خَرَجَ فِی الْمِرْطِ الْاَسْوَدِ فَجَاءَ الْحَسَنُ فَاَدْخَلَہٗ ثُمَّ جَاءَ الْحُسَیْنُ فَاَدْخَلَہٗ ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَۃُ فَاَدْخَلَہَا ثُمَّ عَلِیٌّ فَاَدْخَلَہٗ ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْرًا ؕ

ترجمہ:۔ کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب روز مباہلہ باہر تشریف لائے تو آپ کے اوپر سیاہ چادر تھی۔ پس حسن علیہ السلام آئے تو آپ نے چادر میں داخل کئے اور پھر حسین علیہ السلام آئے وہ بھی داخل کئے پھر سیدہ فاطمہؑ آئیں پس داخل کیں اور پھر حضرت علیؑ آئے پس وہ بھی داخل کئے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا۔ اس کے بعد صاحب تفسیر کبیر نے لکھا ہے کہ وَاعْلَمْ اَنَّ ھٰذِہِ الرِّوَایَۃَ کَالْمُتَّفَقِ عَلٰی صِحَّتِھَا بَیْنَ اَھْلِ التَّفْسِیْرِ وَالْحَدِیْثِ کہ یہ حدیث اہل تفسیر اور حدیث کے درمیان متفق علیہ ہے۔ تفسیر کشاف ص۱۹۳ ج۱ پر بھی یہ روایت موجود ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ اگر پنجتن پاکؑ کی تخصیص مطلوب نہ تھی تو صرف ساتھ لے جانے اور ان کے فضائل خصوصاً وہ آیت جس سے ان کی تطہیر ہویدا ہوتی ہے کیوں بیان فرمائے؟ کیا یہ ان پانچ ہستیوں کی تخصیص نہیں تو اور کیا ہے؟ معلوم ہوتا ہے کہ قریشی اور سیالوی کو یا تو تخصیص کے معانی پر توجہ نہیں یا بغض اہلبیتؑ کی وجہ سے نظر نہیں آتی۔

قریشی صاحب کا اہلبیتؑ سے بغض باطن

دل کی بات کو ہر چند چھپایا جائے مگر کبھی نہ کبھی زبان پر آ ہی جاتی ہے ہم نے ایک دفعہ اسی مضمون میں قریشی صاحب کے بغض اہلبیتؑ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ شاید آپ نے اس بات کو مذہبی تنگ نظری پر محمول کیا ہو مگر یہ ایسا نہیں بلکہ ایک کھلی اور واضح حقیقت ہے اگر یقین نہ ہو تو قریشی صاحب کی یہ عبارت ان کے مضمون زیرِ جواب اخبار دعوت سے ہی پڑھ کر تسلی فرما لیجئے۔

اصل عبارت قریشی صاحب مشعر بغض اہلبیتؑ

بات واضح ہے کہ اس آیت میں " ابناء ، نساء اور انفس کو دعائے لعنت کے لئے بلانے کا حکم ہے آپ نے اپنے حسب منشاء جس کو چاہا بلالیا اس میں نہ ان کی فضیلت کا ذکر ہے اور نہ ان کی تخصیص کا کیونکہ فضیلت دعائے رحمت کے متعلق ہے دعائے لعنت سے نہیں جبکہ حضورؐ کا ارشاد گرامی ہے ۔ حضورؐ کی پوزیشن ما بعثت لعانا ولکنی بعثت رحمۃ للعالمین کہ میں لعنت کرنے کے لئے نہیں بھیجا گیا بلکہ میں رحمۃ للعالمین بن کر آیا ہوں ۔ (اخبار دعوت ص ۵ مجریہ ۷ اکتوبر ۱۹۵۷ء)

الجواب

یہ ہے قریشی صاحب کی ضمیر کی اصل آواز کہ تخصیص سے قطع نظر فضیلت کا ہی انکار کر دیا اور ساتھ ہی حضورؐ کی فضیلت کو بھی معاذ اللہ مبدل بہ فضیحت کر دیا کہ فضیلت دعائے رحمت سے متعلق ہے دعائے لعنت سے نہیں یعنی حضورؐ کا مباہلہ میں تشریف لے جانا اور اپنی صداقت پر ناز کرنا اور غیر کو شکست دے دینا فضیلت نہیں بلکہ ایک کار بد ہے ، "معاذ اللہ ثم معاذ اللہ" اے تعصب تیرا برا ہو کہ تیری وجہ سے لوگ حقائق سے کہاں تک انکار کر جاتے ہیں آیت موجود ہے دلیل نبوت ہے کہ عیسائیت جس کو آج تک بذریعہ تلوار بھی شکست نہ ہو سکی ان کی شکست موجود ہے مگر قریشی کو تعصب نے ایسا اندھا کیا ہے کہ انہیں نظر ہی نہیں آتی ——— لیجیے ہم قریشی صاحب کی کتب اور تفاسیر سے ہی اس خیال بد کی رد کرتے ہیں ۔

اوّلاً:۔ تو یہ حدیث مشکوٰۃ شریف باب فضائل اہلبیت میں ہے۔ جب بقول قریشی صاحب اس میں فضیلت ہی نہیں تو نہ معلوم محدثین اس کو بابِ فضیلت میں کیوں لائے۔

دوم:۔ قریشی صاحب کے شیخ المشائخ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ اس باب میں پنجتن پاکؑ کو مخصوص اور ممتاز ممیز بمزید فضل و کرامت تسلیم بھی کر لیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں "کہ اولاد شریف آنحضرتؐ اہلبیت ولادت اند باوجود شمول اہلبیت تمامہ اولاد آنحضرتؐ را علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ سلام اللہ علیہم اجمعین از میان ایشان ممیز ند بمزید فضل و کرامت و تعلق محبت و مودت ممتاز و مخصوص اند چنانکہ متبادر از اطلاق بیت ایشانند و در فضائل و مناقب و کرامت ایشاں احادیث بیرون از حدو احصار وارد شدہ"

کہ بنو ہاشم اور اولاد عبدالمطلب از جہت نسب اہل بیت ہیں اور ازواج النبی حسب عرف اور عادت اہلبیت سمجھے جاتے ہیں نہ از روئے حقیقت ——

اور آنحضرتؐ کی اولاد شریف اہل بیت ولادت میں شامل ہے مگر حضرت علیؑ اور جناب فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ ان تمام میں سے زیادتی فضل اور کرامت سے ممیز ہیں اور تعلق محبت اور مودت سے ممتاز اور مخصوص ہیں چنانچہ جب لفظ اہلبیت کا اطلاق ہوتا ہے تو متبادر طور پر جو اہل بیت کا مفہوم ذہن میں آتا ہے وہ یہی پنجتن پاکؑ ہیں۔ چنانچہ ان کے فضائل حدو احصاء سے باہر ہیں۔

اب فرمائیے قریشی صاحب

اس عبارت سے معاملہ صاف ہوا کہ نہیں؟ کہ یہ حضرات ممتاز بھی ہیں، مخصوص بھی ہیں، زیادتی فضل و کرامت سے ممیز بھی ہیں فرمائیے اب تخصیص ہوئی یا نہیں؟

کیا یہی آپ کا مطالعہ ہے کہ مشکوٰۃ کی متداول شرح پر بھی نظر نہیں جس کو مشکوٰۃ پڑھانے والے علماء روزانہ سامنے رکھتے ہیں قریشی صاحب کی تمام تفسیروں میں لکھا ہوا ہے کہ "مباہلہ" حضورؐ کی دلیل نبوّت ہے دیکھئے تفسیر کبیر ص۶۶ ج ۲ رہا حضورؐ کا رحمۃ للعالمین ہونا سو بے شک مگر ولا یزید الظالمین الا خسارا کے مطابق قبولیت رحمت کی استعداد چاہیئے اور مباہلہ بھی رحمت ہے جبکہ حضورؐ کے مقابلہ سے ڈر کر وہ اِن مقدّسین کی فضیلت کا اقرار کر گئے۔ اور ان کی قوم ہلاکت سے بچ گئی اور اسلام کو ترقی ہوئی اب نہ معلوم یہ کیسے مسلمان ہیں جو عیسائیوں سے بھی بڑھ گئے ہیں کہ ان کو تو پنجتن پاکؑ کی فضیلت معلوم ہو گئی مگر ان کو نہیں ہوئی وہ تو ڈر گئے اور یہ نہیں ڈرتے سچ ہے ثم قست قلوبکم بعد ذلك فھی کالحجارۃ او اشد قسوۃ تمہارے دل پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہو گئے۔

تخصیص صریحی پر تخصیص پنجتن پاکؑ از کتب حدیث اہلسنت

حضرات! قریشی صاحب نے لفظ تخصیص پنجتن پاکؑ سے انکار فرمایا تھا لیجئے ہم مرفوعاً سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے خمسہ نجباء کے لئے لفظ خاص دکھلا دیتے ہیں تاکہ شاید قریشی صاحب کو انکارِ تخصیص کرنے سے کچھ ہی شرم محسوس ہو اور اپنی علمی حالت کا اندازہ ہو جس پر صدر مبلّغ تنظیم بنتے پھرتے ہیں۔

مجھے تو حیرت ہے کہ جب صدر مبلّغ کا یہ حال ہے تو دوسرے تنظیمی مبلّغ کیا کہتے ہوں گے ——— دیکھئے! عن عطاء ابن ابی رباحؒ قال حدثنی من سمع امّ سلمۃ تذکر ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کان فی بیتھا فاتتہ فاطمۃ ببرمۃ فیھا خزیرۃ فدخلت بھا علیہ فقال لھا ادعی زوجك وابنیك قالت فجاء علیؑ والحسنؑ

والحسینؑ فدخلوا علیہ فجلسوا یاکلون من تلک الخزیرۃ وھو علی منامۃ لہ وکان تحتہ کساءٌ لہ خیبریٌّ قالت وانا اصلی فی الحجرۃ فانزل اللہ عزوجل ھٰذہٖ الآیۃ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا قالت فاخذ فضل الکساء فغشّٰھم بہ ثمّ اخرج یدہ فاوٰی بھا الی السماء ثم قال اللّٰھم ھؤلاء اھلبیتی وخاصتی فاذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا اللّٰھم ھؤلاء اھلبیتی وخاصتی فاذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا قالت فادخلت راسی البیت فقلت وانا معکم یارسول اللہ قال انکِ الی خیر انکِ الی خیر

(مسند احمد بن حنبل ص۲۹۲ ج ۶)

ترجمہ: حضرت امّ سلمہؓ ذکر فرماتی ہیں کہ تحقیق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے گھر میں تھے کہ حضرت فاطمہؑ تشریف لائیں۔ آپ کے پاس ایک برتن تھا جس میں حلوہ تھا حضورؐ کے پیش کیا، حضورؐ نے فرمایا کہ اپنے شوہر اور اپنے بچوں کو بلا۔ پس حضرت علیؑ اور حسنینؑ ہمانین تشریف لائے اس حلوہ کو سب کے مل کر کھایا، اور حضورؐ اپنی خوابگاہ میں تشریف فرما تھے آپ کے نیچے ایک چادر خیبری تھی جناب امّ سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں اس حجرے میں نماز پڑھ رہی تھی پس اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھلبیت ویطھرکم تطھیرا۔ پس حضورؐ نے اس چادر کا پلہ پکڑ کر ان کو اس میں چھپا لیا۔ پھر اپنا ایک ہاتھ نکالا اور اس کو آسمان کی طرف بلند کیا پھر کہا اے اللہ یہ ہیں میرے اہلبیت اور یہ ہیں میرے "خاص" پس ان سے رجس کو دور لے جا اور پاک کر ان کو پاک کرنا یہ دعا حضورؐ نے دو دفعہ فرمائی، امّ سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے اپنا سر اس مقام میں داخل کیا اور عرض کی حضورؐ میں آپ کے ساتھ ہوں؛ فرمایا تخصیص تو نیک ہے۔

حدیث دوم

عن شہر بن خوشب عن امّ سلمہؓ ان النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم جلّل علی علیؑ و حسنؑ و حسینؑ و فاطمۃؑ ثم قال اللّھم ھولاء اھلبیتی و خاصتی اللّھم اذھب عنھم الرّجس و طھرھم تطھیرا فقالت امّ سلمۃ یا رسول اللہؐ انا منھم؟ قال انک الی خیر ۔ حاشیہ کوکب دری شرح ترمذی صـ۲۵۶ ج۲)

ترجمہ:۔ بی بی امّ سلمہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے حضرت علیؑ اور حسنؑ و حسینؑ اور جناب فاطمہؑ پر اپنی چادر اڑھائی اور فرمایا یا اللہ یہ ہیں میرے اہلبیت اور میرے خاص ۔ اے اللہ دور کر ان سے رجس کو اور پاک کر ان کو پاک کرنا۔ بی بی امّ سلمہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ کیا میں ان میں سے نہیں ہوں؟ فرمایا تحقیق تو نیک ہے۔

حدیث سوم

قال ابو سعید الخدری ان اھل البیت فی آیۃ التطھیر خاص برسول اللہ و علیؑ و فاطمۃؑ و حسنؑ و حسینؑ (حاشیہ کوکب دری شرح ترمذی صـ۲۵۶ ج۲)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تحقیق لفظ اہلبیت آیۂ تطہیر میں خاص ہے واسطے رسول اللہ کے علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کے۔ لیجئے ہم نے قریشی صاحب کے حسب مطالبہ اُن کی مُسلّمہ کتب سے ہی لفظ "خاص" برائے پنجتن پاک دکھا دیا ہے اگر لفظ خاص سے بھی قریشی صاحب کی

تسلی نہ ہو تو نہ معلوم آپ کی لغت اور اصطلاح میں کون سے الفاظ ہیں جو مظہر برائے تخصیص ہوں دیکھیں اب قریشی صاحب کون سی راہ تلاش کرتے ہیں۔

لفظ غیر کی تصریح

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ نزلت ھذہ الآیۃ فی خمسۃ فیّ وفی علیؑ وفاطمۃؑ وحسنؑ وحسینؑ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ (ابن کثیر ص۴۸۵ ج۳)

ترجمہ:۔ حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول کریمؐ نے فرمایا کہ نازل ہوئی ہے۔ یہ آیت پانچ کے حق میں یعنی میرے اور علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کے حق میں، انما یرید اللہ الخ

لیجئے اس حدیث میں لفظ تطہیر بھی موجود ہے اور لفظ خمسہ بھی اب قریشی صاحب کو پنجتن پاکؑ میں کیا امر مانع ہے؟ اور شیعہ کی یہ مشہور اصطلاح پنجتن پاکؑ کیسے غلط ہوئی؟

حدیث دوم

عن ام سلمۃ قالت ان ھذہ الآیۃ نزلت فی بیتی انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا قالت وانا جالسۃ علی باب البیت فقلت یا رسول اللہ الست من اھل البیت فقال انک الی خیر انت من ازواج النبیؐ قالت وفی بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعلیؑ وفاطمہؑ والحسنؑ والحسینؑ رضی اللہ عنھم۔

ترجمہ:۔ بی بی ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ تحقیق یہ آیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا" میرے گھر میں نازل ہوئی اور میں گھر کے دروازے پر بیٹھی ہوئی تھی عرض کی یا رسول اللہ کیا میں اس اہلبیت سے ہوں؟ فرمایا کہ تو نیک ہے تو رسولؐ کے ازواج سے ہے۔ بی بی ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ اس بیت تطہیر میں رسول اللہ اور علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔

اس حدیث سے صاف ظاہر ہو گیا کہ اَزْوَاجُ النَّبِیْ اور ہیں اور اَھْلبیتِ تطہیر اور ہیں۔ رسولؐ خدا اور بی بی ام سلمہؓ کے بیان نے خود ہی فیصلہ کر دیا۔ قریشی صاحب یا سیالوی صاحب کو نظر آئے یا نہ آئے۔

نوٹ:۔ یہ وہ حدیث ہے جس پر خالد محمود وغیرہ سنکھترہ ضلع سیالکوٹ میں لفظ اہلبیت کی تحقیق پر مقابلہ میں منہ کی کھا چکے ہیں اس پر صداقت کے سابقہ شماروں میں پوری تفصیل آ چکی ہے

حدیث سوم

عن ام سلمۃ زوجۃ النبی قالت بینما رسول اللہ فی بیتی اذ قالت الخادم ان علیا وفاطمۃ بالسدۃ قال قومی عن اھل بیتی قالت فقمت فتنحیت فی ناحیۃ البیت قریبا فدخل علیؑ وفاطمۃؑ ومعھم الحسنؑ والحسینؑ صبیان صغیران فاخذ الصبیین فقبلھما وضعھما فی حجرہ واعتنق علیا وفاطمۃ ثم اعذت علیھما ببردۃ لہ وقال اللھم الیک لا الی النار وانا واھلبیتی قالت فقلت یا رسول اللہ وانا فقال وانت رواہ احمد فی المسند ص ۳۰۴ ۳۰۵ ج ۶ تفسیر ابن کثیر ص ۴۸۴ ج ۳۔

ترجمہ: بی بی ام سلمہؓ زوجۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے

کہ حضور پرنور سرکار دو عالم میرے گھر میں بیٹھے تھے کہ خادم نے آواز دی کہ حضور دروازہ پر علیؓ اور فاطمہؓ کھڑے ہیں حضورؐ نے مجھے فرمایا کہ تو میرے اہلبیتؑ خاص سے اٹھ کر دور ہو جا پس میں اٹھی اور مکان کے ایک کنارہ میں قریب ہی بیٹھ گئی پس حضرت علیؓ اور فاطمہؓ تشریف لائے ان کے ساتھ حسنؓ اور حسینؓ بھی تھے اور اس وقت وہ دونوں بچے ہی تھے پس حضورؐ نے ان کو پکڑا اور بوسے دیئے اور گود میں بٹھایا اور علیؓ و فاطمہؓ کو اپنی دونوں بغلوں میں لیا اور گردن سے لگایا اور پھر اپنی چادر اوڑھ کر دعا کی' الخ

اگرچہ اس حدیث میں آیۂ تطہیر کا ذکر نہیں مگر اس نے مسمّی اہلبیت کے متبادر معنی سے ازواج النبیؐ کو خارج کر دیا بی بی ام سلمہؓ کی درخواست پر حضورؐ نے بی بی ام سلمہؓ کا خیر پر ہونا ارشاد تو ضرور ظاہر فرمایا مگر قومی و تنحی عن اھل بیتی کہ اٹھ کر میرے اہلبیت سے دور ہو جا فرما کر اہلبیت تطہیر اور شرف سے خارج کر دیا اگر بی بی ام سلمہؓ اس اہلبیت میں داخل ہوتیں تو قومی و تنحی عن اھل بیتی نہ فرماتے اس کی تائید ایک دوسری روایت سے بھی ہوتی ہے۔

حدیث چہارم صلوٰۃ بر محمدؐ و آلِ محمدؐ است

عن امّ سلمہ ان رسول اللہ قال لفاطمۃ ایتنی بزوجك وابنیك فجاءت بھم فالقی علیھم کساء فدکیاً قال ثم وضع یدہ علیھم ثم قال اللّٰھم ان ھولاءِ آل محمدؐ فاجعل صلواتك وبرکاتك علی محمد وعلی آل محمد انك حمیدٌ مجید قالت امّ سلمۃ فرفعت الکساء لادخل معھم فجذبہ من یدی وقال انك علی خیر۔

ترجمہ: بی بی امّ سلمہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے جناب سیدہ فاطمہؓ سے فرمایا کہ اپنے شوہر اور بیٹوں کو بلا لاؤ۔ پس حضورؐ نے ان پر چادر فدک کی اڑھا دی پھر اُن

پر ہاتھ رکھ کر دعا مانگی یا اللہ تحقیق یہ لوگ ہیں محمدؐ کی آل پس اپنی صلوٰت اور برکات نازل فرما اوپر محمدؐ اور آل محمدؐ کے تحقیق تو حمید اور بزرگ ہے۔ بی بی اُم سلمہؓ کہتی ہیں کہ میں نے وہ چادر اٹھائی کہ میں بھی اس میں داخل ہو جاؤں پس حضورؐ نے میرے ہاتھ سے اس کو کھینچ لیا اور فرمایا تو نیکی پر ہے ——— اس حدیث سے ازواج کی صاف نفی ہو گی حضورؐ نے چادر اُس کے ہاتھ سے چھین لی اب بتائیے اور نفی کیا ہو سکتی ہے؛

ایک شُبہ کا ازالہ!

بعض لوگ کہا کرتے ہیں چونکہ ازواج النبی علیہ السّلام پہلے ہی داخل تھیں لہٰذا ان کو داخل کرنے کی ضرورت نہ ہوئی ——— جواب یہ ان لوگوں کا وہم ہے اور بلا دلیل نظریہ ورنہ ازواج النبیؐ تو خواہش فرما رہی تھیں مگر ان کو داخل ہی نہیں کیا جا رہا اگر وہ پہلے سے داخل ہوتیں اور ان پر یہ نور رحمت چمک جاتا تو تمنّا کیوں کرتیں۔

نُورِ رحمت کا ہبوط

عن عبد اللہ بن ابی طالب لما نظر رسول اللہ الی الرحمۃ ھابطہ قال ادعو لی ادعو لی فقالت صفیۃ من یا رسول اللہ قال اھل بیتی علیا وفاطمۃ والحسن والحسین فالقی علیھم النبیؐ کساء ثم رفع یدیہ ثم قال اللّٰھم ھؤلاء آلی فصل علی محمد وآل محمد وانزل اللہ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا (مستدرک حاکم)

ترجمہ: کہ حضورؐ نے جب نور رحمت خاصہ کا نزول دیکھا تو فرمایا میرے لئے بلاؤ بی بی صفیہ نے عرض کی یا رسول اللہ کس کو؟ فرمایا میرے اہلبیت کو یعنی علیؑ اور

فاطمہؓ اور حسنؓ اور حسینؓ کو پس وہ لائے۔ پس حضورؐ نے ان پر چادر تطہیر ڈالی پھر ہاتھ اٹھائے اور فرمایا۔ اے اللہ! یہ ہے میری آل پس صلوٰۃ بھیج اوپر محمدؐ اور آل محمدؐ کے اس وقت اللہ تعالےٰ نے آئیہ انما یرید اللہ الخ نازل فرمائی ــــــ اگر بی بی داخل ہوتی تو بعد ختم دعا برائے اہل بیت اس چادر کو کیوں اٹھا کر اوپر لیتی؟ چنانچہ مسند احمد میں صاف موجود ہے دیکھیئے۔ قالت فدخلت فی الکساء بعد ما قضاءہٗ لابن عمہ وابنیہ وابنۃ فاطمۃ رضی اللہ عنھا۔ (مسند احمد بن حنبل ص۲۹۸ ج ۶)

ترجمہ: کہ میں اس چادر میں اس وقت داخل ہوئی جب حضورؐ اپنے چچا زاد علیؓ اور اپنے بچوں حسنینؓ اور اپنی بیٹی فاطمہؓ کے لئے دعا پوری کر کے نکل چکے تھے۔ سُبحان اللہ! بعد تکرار زوجہ کو اجازت ملی مگر وہ بھی دعا تطہیر پوری ہونے کے بعد۔ قریشی صاحب کی سمجھ پر افسوس آتا ہے کہ جن کو تو ہادی دو عالمؐ خود داخل کریں گھر سے بلایا جائے وہ تو اہلبیتؑ نہ ہوں اور جن کو اس چادر تطہیر میں باوجود ان کی ہزار خواہشوں کے داخل نہ کیا جائے اور اگر وہ بعد تکرار اس چادر کو اوڑھ بھی لیں تو اس وقت جب کہ دُعائے تطہیر پوری ہو چکی ہو وہ اہلبیت ہوں یہ عجیب منطق ہے۔

حل شبہات قریشی

شبہ ۱: جو سیاق و سباق سے پاک ہو ان کو بھی پاک کہنا چاہیئے الخ

الجواب: سیاق اور سباق کی کوئی دلیل نہیں کیونکہ عام سے خاص کی طرف التفات بعید نہیں، لہٰذا ازواج النبیؐ کو ترغیب مطلوب ہے تاکہ انہیں معلوم ہو کہ ہمارا تعلق اب ان سے ہو گیا۔ جن کے بارے میں تطہیر کاملہ کی آیت نازل ہو چکی ہے۔ دوسرا ربط آیات بھی تو بتا دی ہے تمام آیات کا یک دفعہ ہی

نازل ہونا ضروری نہیں، ثالثاً داخلی اور خارجی قرائن بھی موجود ہیں داخلی ضمائر مذکر کا ہونا برخلاف آیات سابقہ کے قرینہ خارجی حدیث کساء کا تواتر اور تکرار رابعاً بیت علیؑ و فاطمہؑ ازواج النبیؐ کے گھروں کے وسط میں تھا۔ کما فی البخاری۔

لہٰذا صرف سیاق اور سباق سے اس آیت میں شمول نہیں ہو سکتا مگر قریشی صاحب اور ان کے حوارئین کے پاس کوئی قول مرفوعاً متصل صحیح حدیث برائے شان نزول در باب ازواج موجود نہیں ہے اقوال صحابہ اور تابعین بعض کی صحت ممنوع ہے اور بعض ناقابلِ حجت ہے اور ان کے معارض اقوال موجود ہیں اور قرائن وغیرہ کے سہارے سیاق و سباق کے بہانے عدم نص کی دلیل ہیں۔

شُبہ ۲: روح المعانی صہ ۱۳ ج ۲۲ عن ابن عباس نزلت فی نساء النبی صلعم۔

الجواب: اس قول کی حجت پر زور دینا قریشی صاحب کی قلتِ نظر پر محمول ہے ورنہ کتب اہلسنت میں صاف لکھا ہے کہ صحیح نہیں چنانچہ دیکھیے حاشیہ الکوکب الدری شرح ترمذی از مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی صہ ۲۵۶ ج ۲

ان اهل البیت فی هذه الاٰیة مختص بزوجاته صلی الله علیه بعید و ان کان هذا القول مرویا عن ابن عباس فلعله لا یصح عنه۔

ترجمہ: کہ اہلبیتؑ کے اس آیت میں مختص بازواج ہونے کا قول صحیح نہیں اگرچہ یہ قول ابن عباس سے مروی ہے تاہم شاید صحیح نہیں ہے یہ قول ابن عباس جس کو قریشی صاحب نے بلا توثیق و تصدیق نقل فرمایا ہے۔ دو طرق سے مروی ہے۔

ابن ابی حاتم اور ابن عساکر میں اسی حضرت عکرمہ سے جس پر جرح ہو

چکی ہے۔

دوم: ابن مردویہ نے سعید ابن جبیر کے طرق سے نقل کیا جس پر ابھی ابھی ہم کوکب دری شرح ترمذی سے قریشی صاحب کے اساتذہ کی جرح دکھلا چکے ہیں اس کے برخلاف اور معارض ہماری تائید میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً حدیث موجود وھو ھذا ـــــ اخرج الحکیم الترمذی والطبرانی وابن مردویہ وابونعیم والبیھقی معاً فی الدلائل عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان اللہ قسم الخلق قسمین فجعلنی فی خیرھما قسما فذالک قولہ واصحاب الیمین واصحاب الشمال فانا من اصحاب الیمین وانا خیر اصحاب الیمین ثم جعل القسمین اثلاثا فجعلنی فی خیرھا ثلثا فذالک قولہ واصحاب المیمنۃ ما اصحاب المیمنۃ واصحاب المشئمۃ ما اصحاب المشئمۃ والسابقون السابقون فانا من السابقین وانا خیر السابقین ثم جعل الاثلاثا قبائل فجعلنی فی خیرھا قبیلۃ وذلک قولہ وجعلناکم شعوباً وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم وانا اتقی ولد آدم واکرامھم علی اللہ تعالیٰ ثم جعل القبائل بیوتاً فذلک قولہ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیراً فانا واھل بیتی مطھرون من الذنوب۔

ترجمہ: ابن عباس سے روایت ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا تحقیق اللہ تعالٰے مخلوق کو دو قسموں پر تقسیم کیا اور مجھ کو بہترین قسم میں داخل کر دیا یہ مطلب ہے اصحاب یمین واصحاب شمال کی آیت کا پھر دو قسموں کے تین حصے بنا دیئے اور مجھے بہترین ثلث میں کر دیا یہ مطلب ہے اصحاب المیمنہ اور اصحاب المشئمہ اور السابقون کی آیت کا بس میں سابقون سے اور تمام سابقون سے بہتر ہوں پھر ان تین حصتوں کو قبائل میں تقسیم کیا اور مجھے بہترین قبیلہ میں داخل کر دیا۔

اور یہ ہے مطلب وجعلنا کم شعوباً وقبائل کی آیت کا اور تم تمام ولد آدم سے پرہیزگار اور اللہ کے نزدیک بزرگ ہو، پھر قبائل کو بیوت بنایا اور مجھے بہترین بیت میں پیدا کیا اور یہ مطلب ہے انما یرید اللہ کی آیت میں بیت کا پس میں اور میرے اہلبیتؑ گناہوں سے پاک کئے گئے ہیں۔

قریشی صاحب اب فرمائیے

کہ یہاں بیت کس معنیٰ میں ہے نسب میں یا سکنیٰ میں اور گناہوں سے حضورؐ کا اور حضورؐ کے اہلبیتؑ تطہیر کا پاک ہونا اہلبیت نبوّت کا شرف ہے یا کچھ اور ہے؟ یہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی تحقیق یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک طرف حضرت عبداللہ آیت تطہیر کو بیت نسب پر اطلاق کریں اور دوسری جگہ ازواج النبیؐ پر ہے

ببیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا

اس کے خلاف اکثر صحابہ اور تابعین کا بھی یہی مذہب تھا کہ یہاں اہلبیتؑ سے مراد صرف خمسہ نجباء ہیں دیکھئے تفسیر خازن ص۲۱۳ ج ۵۔

ذهب ابو سعید الخدری وجماعة من التابعین منهم مجاهد وقتادة وغیرهم الی انهم علی وفاطمة وحسن وحسین رضی اللّٰه عنهم

مسلم شریف میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہٗ راوی حدیث ثقلین کا بیان صاف موجود ہے کہ ازواج النبیؐ اہلبیت نہیں ہیں۔

من اهل بیته نساء قال لا وایم اللّٰه ان المرأة تکون مع الرجل العصر من الدهر ثم یطلقها فترجع الی ابیها وقومها اهل بیته اصله وعصبته الذین حرموا الصدقة بعده (صحیح مسلم ص۲۸۰ ج ۲)

ترجمہ: کہ حضرت زید بن ارقم سے کسی نے سوال کیا کہ حضورؐ کے اہلبیتؑ کون ہیں! حضورؐ کی بیویاں؟ فرمایا نہیں! خدا کی قسم تحقیق عورت مرد کے ساتھ

RAZE

کچھ زمانہ گزارتی ہے۔ پھر طلاق دیتا ہے۔ بس اپنے باپ اور قوم کی طرف رجوع کر جاتی ہے۔ اہلبیت آپ کے اصل اور آپ کے خاندان کے لوگ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے دیکھا صحابہ اور تابعین بھی ازواج کی نفی کر رہے ہیں، شیعہ اس انکار میں تنہا نہیں ہیں۔

؎ نہ من تنہا دریں میخانہ مستم
جنید و شبلی و عطار ہم مست

مگر خدا جانے قریشی صاحب کی نظر کو کیا ہو گیا ہے کہ کچھ نظر ہی نہیں آتا۔

توثیق جرح بر عکرمہ خارجی

چونکہ تفسیروں میں لکھا ہے کہ قول عکرمہ یہ ہے کہ آیت تطہیر مختص بازواج النبیؐ ہے اس کا جواب ہم نے یہ دیا تھا کہ عکرمہ ثقہ نہیں بلکہ اس کا عقیدہ خارجی ہے اور خوارج اگر اہلبیت کی فضیلت اور تطہیر کا انکار کریں تو کوئی بعید نہیں اور کچھ اقوال بھی نقل کئے تھے۔ مگر قریشی صاحب نے حسب عادت تقریب التہذیب ص ۳۶۷ سے اس کی تعدیل کا قول مبیّن دمفسّر نقل کر دیا اور اقوال جرح کا کوئی جواب ہی نہیں دیا اس کا جواب یہ ہے کہ تقریب التہذیب اسماء الرجال کی ایک مختصر کتاب ہے جس کے مصنف علامہ ابن حجر عسقلانی ہیں اور اسی ابن حجر کا قول ہے کہ:۔

الذهبی وهو من اهل الاستقراء التام فی نقد الرجال (شرح نخبة الفکر ص۱۱۱ مطبوعہ دیوبند)

کہ علامہ ذہبی رجال پرکھنے میں صاحب استقراء تام ہے۔ اب ہم اسکی کتاب میزان الاعتدال سے جرح بر عکرمہ پیش کرتے ہیں۔

عکرمة مولیٰ ابن عباس اخذ عنه العلم تکلم فیه الراسة لا لحفظه فانه برای الخوارج وقد وثقه جماعته واعتمده البخاری وانما تجنبه وروی له قلیلاً مقرونا بغیره واعرض

عنه مالك و نحا يده۔

ترجمہ: کہ عکرمہ سے لوگوں نے علم لیا ہے اور اس میں اس کے عقیدہ کی وجہ سے کلام ہے۔ حفظ کی وجہ سے نہیں پس وہ خوارج کی رائے رکھتا تھا اور ایک جماعت نے اس کی توثیق کی اور امام بخاری نے اس پر اعتماد کیا ہے مگر اس نے بچنے کی کوشش کی ہے۔ اس سے بہت قلیل روایت لائے ہیں مگر وہ بھی دوسرے راویوں کی شہادت سے اور حضرت امام مالک نے اس سے اعتراض کیا ہے۔

میزان الاعتدال: کے ص۲۰۹ پر دوسرے اقوال بھی اس کے خروج کے نقل ہیں اس لئے معلوم ہوا کہ ایک جماعت نے اس کی تعدیل کی ہے اور ایک جماعت نے اس پر جرح کی ہے اور اس سے اعتراض کیا ہے اب قاعدہ دیکھنا چاہیئے کہ جب جرح اور تعدیل میں اختلاف ہو جائے تو ترجیح کس کو ہے؛ سو قریشی صاحب کو یاد رہا ہو یا نہ مگر یہ تو علم اصول کے رسالے پڑھنے والے بچے بھی جانتے ہیں کہ والجرح مقدم علی التعدیل شرح نخبۃ الفکر ص۱۱۱ کہ جرح تعدیل پر مقدم ہے۔ اب فرمایئے عکرمہ کی نسبت جرح بھی موجود ہے اور بعض بزرگوں کی تعدیل بھی اب جرح مقدم ہوگی یا تعدیل؟ اگر یہ خیال ہو کہ جرح ہر وقت مقدم نہیں ہوتی بلکہ مشروط ہے۔ ان صدر مبینا من عارف باسبابه لانه ان کان غیر مفسر لم یقدح فی تثبت عدالته وان صادر من غیر عارف بالاسباب لم یعتبر به ایضاً شرح نخبۃ الفکر ص۱۱۲۔

ترجمہ: کہ یہ جرح صادر ہونی چاہیئے ایسے شخص سے جو اس کے اسباب کا عارف ہو کیونکہ اگر وہ غیر مفسر ہوگا تو اس کی جرح راوی کے ثبوت عدالت پر کوئی قدح نہ پیدا کر سکے گی۔ اگر غیر عارف سے صادر ہوگی تو غیر معتبر ہوگی۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ عکرمہ کی نسبت جرح مفسر بھی موجود ہے اور

ایسے افراد سے صادر ہوئی جو عارف بالاسباب جیسا کہ قریشی صاحب کے مذہب کی مشہور کتاب عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ص ۱۱ ج ۱۰ قُلت قد فسر الجرح فی ھؤلاءِ اما عکرمۃ فقال ابن عمر رضی اللّٰہ لنافع لا تکذب علی کما کذب عکرمۃ علی ابن عباس وکذبہ مجاھد وابن سیرین ومالک وقال احمد یرای رای الخوارج الصفریۃ وقال ابن المدینی سیری رائی نجدۃ ویقال کان یری السیف والجمھور وثقوہ احتجوبہ ولعلہ لم یکن داعیۃ۔

ترجمہ! کہ میں کہتا ہوں کہ ان لوگوں کی نسبت جو جرح کی گئی وہ مبین اور مفسر ہے منجملہ ان کے عکرمہ پس حضرت ابن عمر نے حضرت نافع سے کہا کہ مجھ پر جھوٹ نہ بولنا جیسا کہ عکرمہ نے عبداللہ بن عباس پر بولا اور مجاہد اور ابن سیرین اور مالک نے اس کی تکذیب کی ہے اور حضرت امام احمد نے فرمایا کہ اس کی رائے خوارج کی رائے ہے اور علی بن مدینی نے کہا کہ خوارج نجدہ کی رائے رکھتا تھا اور بعض خلفاء پر تلوار اٹھانے کا قائل تھا جمہور نے جو اُس کی توثیق کی اور اس کے ساتھ احتجاج کیا ہے اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ اپنے مذہب کی طرف لوگوں کو دعوت نہیں دیتا تھا ——— لو بات صاف ہو گئی کہ اس کے خارجی ہونے میں کوئی شبہ نہیں مگر دعوت نہ دیتا تھا اب قریشی صاحب کو چاہیئے کہ جو عسقلانی اور علامہ عینی میں خود فرق کر لیں وہ شافعی ہے یہ حنفی ہے اور قریشی صاحب بھی حنفی ہیں۔ قریشی صاحب! جرح تعدیل کا قاعدہ سامنے رکھ کر عکرمہ صاحب کا مقام فی التفسیر واضح کریں۔

توثیق حدیث سدّ الابواب الاّ باب علیؑ

قول قریشی اخبار دعوت بر ص ۵ مجریہ ۷، اکتوبر ۱۹۵۷ء ہے کہ حدیث دوم بر تخصیص پنجتن پاک عنوان سے حدیث نقل کر کے ثابت کرتے ہیں کہ مسجد کے سارے دروازے بند کر دیئے گئے مگر حضرت علیؑ کا دروازہ بند نہ کیا گیا۔ اس طرح قریشی صاحب ارشاد فرماتے

عنہ مالک و نخاید ہ۔

ترجمہ: کہ عکرمہ سے لوگوں نے علم لیا ہے اور اس میں اس کے عقیدہ کی وجہ سے کلام ہے۔ حفظ کی وجہ سے نہیں پس وہ خوارج کی رائے رکھتا تھا اور ایک جماعت نے اس کی توثیق کی اور امام بخاری نے اس پر اعتماد کیا ہے مگر اس نے بچنے کی کوشش کی ہے۔ اس سے بہت قلیل روایت لائے ہیں مگر وہ بھی دوسرے راویوں کی شہادت سے اور حضرت امام مالک نے اس سے اعتراض کیا ہے۔

میزان الاعتدال: کے ص۲۰۹ پر دوسرے اقوال بھی اس کے خروج کے نقل ہیں اس لئے معلوم ہوا کہ ایک جماعت نے اس کی تعدیل کی ہے اور ایک جماعت نے اس پر جرح کی ہے اور اس سے اعتراض کیا ہے اب قاعدہ دیکھنا چاہیئے کہ جب جرح اور تعدیل میں اختلاف ہو جائے تو ترجیح کس کو ہے؟ سو قریشی صاحب کو یاد رہا ہو یا نہ مگر یہ تو علم اصول کے رسالے پڑھنے والے بچے بھی جانتے ہیں کہ وَالجرح مقدمٌ علی التعدیل شرح نخبۃ الفکر ص۱۱۱ کہ جرح تعدیل پر مقدم ہے۔ اب فرمایئے عکرمہ کی نسبت جرح بھی موجود ہے اور بعض بزرگوں کی تعدیل بھی اب جرح مقدم ہوگی یا تعدیل؟ اگر یہ خیال ہو کہ جرح ہر وقت مقدم نہیں ہوتی بلکہ مشروط ہے۔ ان صدر مبینا من عارف باسبابہ لانہ ان کان غیر مفسر لم یقدح فی تثبت عدالتہ وان صادر من غیر عارف بالاسباب لم یعتبر بہ ایضاً شرح نخبۃ الفکر ص۱۱۲۔

ترجمہ: کہ یہ جرح صادر ہونی چاہیئے ایسے شخص سے جو اس کے اسباب کا عارف ہو کیونکہ اگر وہ غیر مفسر ہوگا تو اس کی جرح راوی کے ثبوت عدالت پر کوئی قدح نہ پیدا کر سکے گی۔ اگر غیر عارف سے صادر ہوگی تو غیر معتبر ہوگی۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ عکرمہ کی نسبت جرح مفسر بھی موجود ہے اور

ایسے افراد سے صادر ہوئی جو عارف بالاسباب جیسا کہ قریشی صاحب کے مذہب کی مشہور کتاب عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ج ۱۰ ص ۱۱ قلت قد فسر الجرح فی ھولاءِ اما عکرمۃ فقال ابن عمر رضی اللہ لنافع لا تکذب علی کما کذب عکرمۃ علی ابن عباس وکذبہ مجاھد وابن سیرین ومالک وقال احمد یرای رای الخوارج الصفریۃ وقال ابن المدینی سیری رائی نجدۃ ویقال کان یری السیف والجمھور وثقوہ احتجوبہ ولعلہ لم یکن داعیۃ۔

ترجمہ! کہ میں کہتا ہوں کہ ان لوگوں کی نسبت جو جرح کی گئی وہ مبیّن اور مفسّر ہے منجملہ ان کے عکرمہ پس حضرت ابن عمر نے حضرت نافع سے کہا کہ مجھ پر جھوٹ نہ بولنا جیسا کہ عکرمہ نے عبداللہ بن عباس پر بولا اور مجاہد اور ابن سیرین اور مالک نے اس کی تکذیب کی ہے اور حضرت امام احمد نے فرمایا کہ اس کی رائے خوارج کی رائے ہے اور علی بن مدینی نے کہا کہ خوارج نجدہ کی رائے رکھتا تھا اور بعض خلفاء پر تلوار اٹھانے کا قائل تھا جمہور نے جو اُس کی توثیق کی اور اس کے ساتھ احتجاج کیا ہے اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ اپنے مذہب کی طرف لوگوں کو دعوت نہیں دیتا تھا ——— لو بات صاف ہو گئی کہ اس کے خارجی ہونے میں کوئی شبہ نہیں مگر دعوت نہ دیتا تھا اب قریشی صاحب کو چاہیئے کہ جو عسقلانی اور علاّمہ عینی میں خود فرق کر لیں وہ شافعی ہے یہ حنفی ہے اور قریشی صاحب بھی حنفی ہیں۔ قریشی صاحب! جرح تعدیل کا قاعدہ سامنے رکھ کر عکرمہ صاحب کا مقام فی التفسیر واضح کریں۔

توثیق حدیث سدّ الابواب الّا باب علیؑ

قول قریشی اخبار دعوت بر صـ۵ مجریہ ۷ اکتوبر ۱۹۵۷ء ہے کہ حدیث دوم برتخصیص پنجتن پاک عنوان سے حدیث نقل کر کے ثابت کرتے ہیں کہ مسجد کے سارے دروازے بند کر دیئے گئے مگر حضرت علیؑ کا دروازہ بند نہ کیا گیا۔ اس طرح قریشی صاحب ارشاد فرماتے

ہیں کہ افسوس اس مشکوٰۃ المصابیح میں ایک روایت صدیق اکبر کی شان میں بھی اسی طرح موجود ہے جسے مولوی صاحب نے بغض باطن کی وجہ سے نظرانداز کر کے اپنے مطلب کو ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔"

الجواب فی توثیق سدّ الابواب

بیشک میں ہر دشمن اہلبیت رسالت کے ساتھ بغض رکھتا ہو مگر حدیث خوخہ حضرت ابوبکر کو نقل نہ کرنے کی یہ وجہ نہیں بلکہ تحقیق اور اصول نے حدیث خوخہ نقل کرنے سے منع کیا۔ جس سے قریشی صاحب تہی دامن ہیں۔

اولاً حدیث خوخہ مسلّمات اہل السُّنّت سے ہے مگر میں شیعہ ہوں حدیث سدّ الابواب سے تعارض اس وقت ہوگا۔ جب یہی حدیث مسلّمات شیعہ میں بھی مل جائے جو قریشی صاحب بتلا نہ سکے۔

دوم، حضرت ابوبکر کے متعلق جو حدیث کتب اہلسنّت میں آئی ہے قریشی صاحب اس کا مطلب نہیں سمجھے اور آپ نے اس کے الفاظ مشکوٰۃ شریف سے نقل کر کے غلط ترجمہ کر دیا ہے مثلاً لا یبقین فی المسجد خوختہ الا خوختہ ابی بکر اس کا ترجمہ قریشی صاحب نے یہ کیا کہ "مسجد میں کسی کا دروازہ نہ رہے بغیر ابوبکر کے دروازہ کے" دعوت ص۵ کالم نمبر ۳ اکتوبر ۱۹۵۷ء لیجئے ہم شیخ عبدالحق صاحب،

محدّث دہلوی کا ترجمہ

پیش کرتے ہیں "باقی داشتہ نشود در مسجد ہیچ روزنے در و دیوار مگر روزنے کہ در دیوار ابوبکر است دخوخہ بفتح و دخائے معجمہ ودائی درمیاں آں روزنے کہ گذاشتہ کہ میشود در دیوار تا روشنائی در خانہ در آید و دریچہ باؤ گذرد" اشعۃ اللمعات ص۶۴۷ ج۴ مطبوعہ نولکشور۔

ترجمہ: یعنی کہ "باقی نہ رکھا جائے مسجد میں کوئی روشندان مگر وہ روشندان جو دیوار ابوبکرؓ میں ہے اور خوخہ بفتح دو خا اور درمیان میں واؤ ہیں روشندان کو کہتے ہیں جو دیوار میں رکھا جاتا ہے تاکہ روشنی آتی رہے اور کھڑکی جس سے گزار ہو سکے، پس معلوم ہوا کہ مسجد نبوی میں علیؑ کا دروازہ تھا اور حضرت ابوبکرؓ کی کھڑکی تھی بلکہ روشندان تھا۔ چنانچہ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری صہ ۵۹۲ ج ۷ اور فتح الباری شرح صحیح بخاری صہ ۱۳ ج ۷ بصاف تصریح موجود ہے کہ دروازہ علیؑ حقیقی دروازہ تھا اور ابوبکرؓ کی کھڑکی تھی جس کو مجازاً" دروازہ کہا گیا ہے اس کے لئے اصل لفظ خوخہ کا ہے عمدۃ القاری کے الفاظ یہ ہیں۔ المراد بالباب حدیث علی الباب الحقیقی والذی فی الحدیث ابی بکر یراد بہ الخوخۃ کما صرح بہ فی بعض طرقہ وقال الطحاوی فی مشکل الاثار بیت ابی بکر کان لہ باب ملشی خارج المسجد وخوخۃ الی داخلہ وبیت علیؑ لم یکن لہ باب الا من داخل المسجد قلت فلذالک لم یاذن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لاحد ان یمر من المسجد وھو جنب" الا علی بن ابی طالبؑ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لان بیتہ کان فی المسجد!

ترجمہ! کہ حدیث علیؑ میں دروازہ سے مراد حقیقی دروازہ ہے اور حدیث ابوبکرؓ میں مراد خوخہ یعنی روشندان یا کھڑکی ہے جیسا کہ اس کے بعض طریق میں آیا ہے طحاوی نے مشکل الاثار میں یوں تطبیق دی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کے مکان کا دروازہ تو مسجد سے خارج کی طرف اور خوخہ داخل مسجد کی طرف اور مکان علیؑ کا صرف ایک ہی دروازہ تھا جو داخل مسجد نبوی تھا۔ شارح کہتا ہے کہ اسی وجہ سے حضورؐ نے کسی کو بحالت جنب مسجد سے گزرنے کا اذن نہ دیا سوائے علیؑ کے کیونکہ ان کا مکان ہی مسجد میں تھا اور فتح الباری کے الفاظ بھی ملاحظہ فرما لیجئے تاکہ حقیقت نکھر کر سامنے آ جائے۔ بحمل ما فی قصۃ علیؑ علی الباب الحقیقی وما فی قصۃ ابی بکر علی الباب المجازی المراد بہ الخوخۃ کما صرح بہ فی بعض طرقہ

وکانہم لما امروا بسد الابواب سدوہا واحدثوا خوخا یستقربون الدخول الی المسجد منہا فامروا بعد ذالک بسدہا۔

ترجمہ! کہ قصہ علیؑ میں جس دروازہ کا ذکر ہے وہ حقیقی دروازہ ہے اور قصہ ابوبکر والا دروازہ مجازی ہے ورنہ اصل وہ کھڑکی ہے۔ گویا کہ لوگوں کو جب حکم ہوا کہ دروازے از جانب مسجد بند کر دو تو انہوں نے دروازے بند کر کے کھڑکیاں کھول لیں تاکہ مسجد میں قریب سے داخل ہو سکیں اس کے بعد حکم ہوا کہ تمام کھڑکیاں بھی سوائے کھڑکی ابوبکر کے بند کر لو پس معلوم ہوا کہ مسجد نبوی میں علیؑ علیہ السلام کا دروازہ اور ابوبکر کی کھڑکی یا روشندان جس سے روشنائی وغیرہ آئے اب آپ ہی فرمائیں کہ کھڑکی اور دروازہ میں تعارض کیسا؟ میں دروازہ کی موجودگی میں کھڑکی کا ذکر کیا کرتا؟ جبکہ غیر کو بحالت جنب حضورؐ پر نور گزرنے کا اذن ہی نہ دیں۔ جس کو اذن دیا اور جس کا دروازہ کھلا رہا وہی پاک ہوا اور وہ امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام کی ذات والا صفات ہے۔ حضرت ابوبکر کی یہ فضیلت حضرت علیؑ کے سامنے تو کچھ وقعت نہیں رکھتی کیونکہ صاحب باب کے سامنے کھڑکی اور روشندان والے کی کیا وقعت؟ البتہ حضرت عمر کے سامنے حضرت ابوبکر کی یہ فضیلت ہو سکتی ہے۔ جن کا حضورؐ رحمۃ للعالمین نے باوجود اصرار تکرار کے روشندان بھی مسجد میں نہ رکھنے دیا۔ اگر یہ دیکھنا بھی مقصود ہو کہ حضورؐ نے حضرت عمرؓ کا روشندان بھی بطرف مسجد نبوی پسند نہ فرمایا تو دیکھئے اپنی کتاب اشعۃ اللمعات ص ۶۴۷ ج ۴ شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ "در روایتے آمدہ است کہ عمر رضی اللہ درخواست کرد کہ در دیوار خانہ خود روزنے گذارد کہ نظر کن بر رسول خدا در ہنگامہ می در آئید بمسجد پس فرمود رسولؐ خدا صلی اللہ نگذارد اگرچہ مقدار سوفاء سوزن باشد" یعنی ایک روایت میں آیا ہے۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے درخواست کی کہ یا رسول اللہ مجھے اپنے گھر کی دیوار میں ایک روشندان رکھنے کی اجازت دیجئے جس سے کہ میں حضورؐ کو مسجد میں آتے وقت دیکھ لیا کروں حضورؐ نے حکم دیا بالکل نہ نکالے اگرچہ سوئی کے

نکتے کے مطابق ہو۔

مضحکہ خیز استدلال

اہل سنت کے بعض بزرگوں نے حضرت ابوبکر کے خوخہ سے ان کی خلافت پر استدلال فرمایا ہے۔ جیسا کہ عینی شرح بخاری ص ۵۹۲ ج ، اور فتح الباری ص ج ۱۲ میں لکھا ہے۔ "وَفِيهِ إِشَارَةٌ قَوِيَّةٌ إِلَى اسْتِحْقَاقِهِ لِلْخِلَافَةِ" کہ اس میں قوی اشارہ حضرت ابوبکر کے مستحق خلافت ہونے کی طرف ہے۔ سبحان اللہ! جس کی طرف کھڑکی کھلی رہے وہ بھی مستحق خلافت؟ اور جس کے سوئی کے برابر سوراخ نہ رہے دوسرے درجہ پر وہ مستحق خلافت مگر جس غریب کا پورا دروازہ مسجد نبوی میں بامر پروردگار کھلا رہے وہ نہ درجہ اوّل پر مستحق، نہ درجہ دوم پر نہ درجہ سوم پر، اور اگر درجہ چہارم پر بن بھی جائے تو صحابہ کرام تلواریں لے کر لڑنے کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ اے انصاف تو کہاں ہے! سچ ہے۔ "ولکن اکثر الناس لا یعلمون"

دروازہ جناب امیرؑ بامر پروردگار

طبرانی در اوسط بنقل ثقات می آرد کہ اصحاب ہمہ جمع شدہ آمدند و گفتند یارسول اللہ درہائے ہمہ را بستی و باب علیؑ را کشادہ داشتی فرمود نہ من بستم و نہ کشادم خدا بست و خدا کشاد و من مامورم بسد جمیع الابواب غیر باب علیؑ (جذب القلوب شاہ عبدالحق ص ۱۶۱)

ترجمہ: طبرانی اوسط میں ثقہ راویوں کی سند سے یہ حدیث لایا ہے کہ تمام صحابہ جمع ہو کر دربار رسالتمآب میں آئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! آپ نے سب کے دروازے بند کروا دیئے مگر دروازہ علیؑ کو کھلا رہنے دیا، فرمایا نہ میں نے بند کروائے نہ میں نے کھلوائے خدا ہی نے کھلوائے اور خدا ہی نے بند

کرائے میں تو مامور ہوں کہ تمام دروازے بند کر دیئے جائیں اور دروازہ علیؑ کھلا رہنے دیا جائے۔ خصائص نسائی ص ۳۰ مطبوعہ لاہور پر بھی اس کی تفصیل موجود ہے۔

دلالت حدیث سدّ الابواب بر تطہیر اہلبیتؑ

درباب تطہیر اہلبیت ہم نے اس حدیث کو اس لئے نقل کیا تھا کہ کتب اہل سُنّت میں اس کی وضاحت موجود ہے کہ حضورؐ نے بجواب اصحاب فرمایا کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے وحی بھیجی موسیٰ علیہ السّلام پر کہ ایک مسجد بنا کہ صفت طہارت سے موصوف ہو اور اس میں سوائے تیرے اور ہارونؑ اور پسران ہارونؑ شبّر و شبّیر کے کوئی سکونت نہ اختیار کرے ایسے ہی مجھے وحی ہوئی ہے کہ میں ایک مسجد بناؤں کہ طاہر ہو اور اس میں سوائے میرے اور علیؑ اور پسران علیؑ یعنی حسنؑ اور حسینؑ کے کوئی ساکن نہ ہو (جذب القلوب ص ۱۶۴ مطبوعہ بمبئی) پس یہ حدیث تطہیر پنجتن پاکؑ کی دلیل ہے اور اس میں اہلبیت کا اثبات اور غیر کی نفی بھی موجود ہے مگر قریشی صاحب کو کہاں نظر آئے۔

توثیق سدّ الابواب الاّ باب علیؑ

اس کے بعد قریشی صاحب نے جو جرح بر حدیث سدّ الابواب نقل فرمائی ہے اس کی حقیقت بھی سُن لیجئے فرماتے ہیں کہ " رہا مولوی اسماعیل کا پیش کردہ استدلال اس کو مسند احمد میں بدیں الفاظ نقل کیا گیا ہے' امر رسول اللّٰہ بسد الابواب الشارعۃ فی المسجد و ترک باب علیؑ (قرۃ العینین ص ۲۸۹) میں اسے شاہ ولی اللّٰہ صاحب نے نقل کر کے لکھا ہے۔

۱:۔ فیہ مجہول کہ اس روایت میں مجہول راوی موجود ہے۔

۲:۔ امام نسائی نے بھی اسی طرح فرمایا ہے۔

۳:۔ خطیب نے فرمایا کہ اس میں راوی مجاہیل ہیں۔

۴:۔ بعض نے کہا کہ اس کو شیعوں نے گھڑا ہے، پس بہر حال اس سے بھی مولوی اسمٰعیل کا مدعا بر نہ آیا۔ (دعوت ص۵)

الجواب

قریشی صاحب کا یہ تمام سرمایۂ تحقیق جرح تعدیل شاہ ولی اللہ صاحب کی قرۃ العینین سے ماخوذ ہے۔ جیسا کہ انہوں نے لکھا ہے مگر عرض یہ ہے کہ یہ شاہ ولی اللہ بزرگ وہی ہیں جن کی تحقیق سے قریشی صاحب صدر مبلّغ تنظیم" مناظرہ جھوک دائیہ ضلع جھنگ میں" بدیں قول انکار کر چکے ہیں" کہ میری اپنی تحقیق ہے اور شاہ ولی اللہ کی اپنی" بخاری شریف سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے ہیں خیر اس وقت کا اُس طرح نکلتا تھا اور اب اِس طرح، لیجئے ہم شاہ ولی اللہ صاحب کے تمام تر اثاثہ کی نسبت عرض کر دیتے ہیں اور جو کچھ انہوں نے مجمل فرمایا ہے اسکی تفصیل بھی سامنے رکھ دیتے ہیں تاکہ حدیث باب میں شاہ صاحب کی جرح کا بھرم بھی کُھل جائے۔

اثاثہ شاہ ولی اللہ بر جرح حدیث باب

حضرات! شاہ صاحب نے یہ تمام تر اثاثہ ابن حجر عسقلانی کے رسالہ القول المسدد فی الذب عن المسند للامام احمد ص۱۶ سے لیا ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں۔ امر رسول اللہ صلی اللہ عا ... لسدّ الابواب

الشارعۃ فی المسجد وترک باب علیؓ وھذا ا

بن شریک کان من اصحاب المختار ولکو

الجوزجانی انہ کذّاب وعبد اللہ ب

ایضاً وقد اورد ابن الجوزی ھذا الح

وقال انه باطل لا یصح ثم قال انہ من وضع الرافضة قابلوا به الحدیث المتفق علیٰ صحته فی سد الابواب غیر باب ابی بکر وهو فی الصحیحین الخ

ترجمہ: کہ حدیث سدّ الابواب عبداللہ بن شریک کی وجہ سے معلّل ہے کہ وہ اصحاب مختار سے ہے لیکن بعض کا قول ہے کہ تائب ہو گیا تھا جوزجانی نے کہا کہ وہ کذاب تھا۔ عبداللہ الرقیم کو نسائی نے مجہول کہا۔ مزید آنکہ ابن جوزی نے اس حدیثؓ کو موضوعات میں وارد کیا اور کہا کہ یہ باطل غیر صحیح ہے پھر کہا کہ یہ منجملہ موضوعات روافض ہے کہ انہوں نے اس کے ساتھ حدیث صحیحہ کا مقابلہ کیا جو صحیحین میں ابوبکرؓ کے حق میں ہے۔

جواب جرح از ابن حجر عسقلانی

افسوس شاہ صاحب نے رسالہ المسدد سے سوال کی شق تو نقل فرمائی مگر اسی رسالہ کے ص ۱۶ سے جوابات نقل نہ فرمائے تاکہ فضیلت علیؑ بر عمرؓ نہ ثابت ہو جائے کیونکہ شاہ صاحب مرحوم فاروقی ہیں لہٰذا ہم غلامان حیدر کرارؑ یہ خدمت بجا لاتے ہیں تاکہ ذکر علیؑ عبادة کا ثواب حاصل ہو لیجئے سنئے! احدیث سدّ الابواب الّا باب علیؑ ذکرہ من روایة سعد وعن روایة ابن عمر قول ابن الجوزی انه باطل وانه موضوع دعویٰ لم یستدل علیها الا بمخالفة الحدیث الذی فی الصحیحین وهذا اقدام علی ردّ الاحادیث الصحیحه بمجرد التوهم ولا ینبغی الاقدام علی الحکم بالوضع الا عند عدم امکان الجمع ولا یلزم من تعذر الجمع فی الحال ان لا یمکن بعد ذالك اذ فوق کل ذی علم علیم و طریق الورع فی مثل هذا ان لا یحکم علی الحدیث بالبطلان بل یتوقف فیه الی ان یظهر لغیره مالم یظهر له وهذا

الحدیث من ھذا الباب ھو حدیث مشھور له طرق متعددة کل طریق منھا علی انفرادھا لا تقصر عن رتبة الحسن ومجموعھا مما یقطع بصحة علی طریقه کثیر من اھل الحدیث (القول المسدد صد۱۶ مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف حیدر آباد)

ترجمہ! کہ حدیث سدّ الابواب الّا باب علیؑ کو امام احمد نے روایت سعد اور روایت ابن عمر سے ذکر کیا ہے ابن الجوزی کا قول کہ وہ باطل ہے اور موضوع ہے دعویٰ بلا دلیل ہے جس پر وہ سوائے مخالفت حدیث نوخہ کے جو صحیحین میں ہے کوئی دلیل نہیں لا سکا، اور یہ اس کا اقدام حدیث صحیحہ کو صرف وہم کی بناء پر رد کرنے کا اقدام ہے ایسا اقدام ہرگز نہ کرنا چاہیئے۔ مگر جب جمع کا اقدام ختم ہو جائے تو وہ حدیثوں میں فی الحال جمع متعذر اور محال ہونے سے یہ تو لازم نہیں آتا کہ آئندہ بھی جمع ممکن نہیں کیونکہ فَوْقَ کُلِّ ذِی عِلْمٍ عَلِیْم ہے ایسے مقام میں طریق ورع اور احتیاط یہ ہے کہ حدیث کو باطل نہ کیا جائے بلکہ توقف کیا جائے یہاں تک کہ جو اس کے لئے ظاہر نہیں ہوا وہ غیر کے لئے ظاہر ہو جائے۔ اور یہ حدیث اسی باب سے ہے اور یہ حدیث مشہور ہے اس کے طرق متعدد ہیں ہر ایک طریقہ انفرادی حیثیت بھی رتبہ حسن سے کم نہیں اور تمام کا مجموعہ تو اس کی صحت کو درجہ قطع اور یقین تک پہنچا دیتا ہے بنا بر طریقہ اکثر محدثین، لیجئے! ابن حجر کی اس عبارت سے اس حدیث کی صحت کا قطعی ہونا بھی ثابت ہو گیا۔ اور ابن جوزی کی رد بھی ہو گئی اس کے بعد علامہ ابن حجر نے اس کے متعدد طرق کی فہرست دی ہے ہم اس کو نقل کئے دیتے ہیں تاکہ تائید اور توثیق ہو جائے۔

توثیق طریق اوّل

ما رواہ الامام احمد فی مسندہ فی مسند زید بن ارقم قال

حدثنا محمد بن جعفر حدثنا عوف بن میمون عن زید بن ارقم قال کان لنفر من اصحاب رسول اللہ ابواب شارعة فی المسجد قال فقال یوما سدّوا ھذہ الابواب الا باب علیؑ قال فتکلم فی ذالک اناس

فقال فقام رسول اللہ فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال امّا بعد فانی امرت بسدّ ھذہ الابواب غیر باب علیؑ فقال فیہ قائلکم وانّی واللہ ماسددت شیئاً ولا فتحتہ ولکن امرت بشیٔ فاتبعتہ۔

ترجمہ! زید ابن ارقم سے روایت ہے کہ کچھ صحابہ کرام کے دروازے مسجد سے گزرتے تھے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ایک روز حکم دیا کہ سب دروازے بند کرو سوائے دروازہ علیؑ کے، لوگوں نے اس میں چہ میگوئیاں کیں تو نبی کریمؐ کھڑے ہو کر تقریر فرمائی اور بعد حمد و ثناء کے فرمایا کہ میں نے ان دروازوں کے متعلق سوائے دروازہ علیؑ کے بند کرنے کا حکم فرمایا تھا اور تم نے اس میں اعتراضات کئے پس اللہ کی قسم میں نے کسی چیز کو بند کیا نہ کھولا مگر بس حکم دیا گیا ہوں پس میں نے اُس حکم کی تابعداری کی، اس کے بعد علّامہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو احمد کے علاوہ امام نسائی نے بھی سنن کبریٰ میں محمّد بن بشار بندار سے، اس نے محمّد بن جعفر غندر سے اسی سند کے ساتھ روایت کیا ہے اور حاکم نے مستدرک میں ابوبکر احمد بن جعفر قطعی سے اس نے عبداللہ بن احمد بن حنبل سے روایت کیا اور کہا کہ اس کی سند صحیح ہے اور اس کے علاوہ حافظ ضیاء الدین مقدسی نے الاحادیث المختارہ میں بھی ذکر کیا ہے اور ابن جوزی نے موضوعات میں طریق دیگر سے ذکر کر کے میمون کی وجہ سے اس کو معطل کہا پس یہ ابن جوزی کی خطا ظاہر ہے کیونکہ میمون کو بہت سے لوگوں نے ثقہ کہا ہے اگرچہ بعض نے اس کے حافظے میں کلام کی ہے۔ لیکن ترمذی نے اس کی حدیث کو صحیح کہا ہے حالانکہ وہ اس میں زید بن ارقم سے منفرد اور ہمارے شیخ نے یہ ذکر نہیں کیا الغرض یہ ابن جوزی کی غفلت ہے، منجملہ اس کے طرق کے ایک وہ طریقہ ہے جس کو امام نسائی نے سنن کبریٰ میں محمد بن وہب سے اور اس نے مسکین بن بکیر سے ذکر کیا اور اس کی تخریج معنی الاخبار میں ایک دیگر طریقہ سے بھی موجود ہے اور ترمذی نے محمّد بن حمید سے اور اس نے ابراہیم بن مختار سے دونوں نے شعبہ اُس نے ابو بلج سے اس نے عمرو بن میمون سے اس نے ابن عباس سے کہ حضورؐ نے حکم دیا کہ تمام دروازے

بند کرو سوائے دروازہ علیؑ کے۔

طریق دوم

روی الامام نسائی ایضاً من طریق ابی عوانتہ ابوصناح عن ابی بلج یحیٰی عن عمرو بن میمون قال قال ابن عباس فی اثناءِ حدیث طویل وسدّ ابواب المسجد غیر باب علیؑ فکان یدخل المسجد وھو جنب وھو طریقہ لیس لہ طریق غیرہٗ (مسند ص ۳۳۱ ج۔۱، خصائص نسائی ص ۳۲ مطبوعہ لاہور، القول السدّ ص ۱۷)

ترجمہ ! کہ سوائے دروازہ علیؑ کے تمام دروازے بند کرو پس حضرت علیؑ بصورت جنب مسجد سے گزرلیتے تھے ان کا وہی راستہ تھا اس کے علاوہ کوئی راستہ نہ تھا، یہ حدیث معانی الاخبار میں حاتم بن عقیل یحیٰی بن اسماعیل سے بھی مروی ہے ابن جوزی موضوعات میں طریق ابونعیم سے حلیہ میں ذکر کیا ہے ابوبلج اور یحیٰی بن عبدالمجید کی وجہ سے اس طریقہ کو معطل کہا مگر یہ جرح صحیح اور درست نہیں کیونکہ یحیٰی سے اس کی روایت منفرد نہیں ہے کیونکہ نسائی نے اس حدیث کو سعد بن ابی وقاص سے ایک دوسرے طریق سے اسی معنیٰ میں ذکر کیا ہے اور طبرانی نے اس کو اوسط میں ترجمہ علی بن سعید میں طریق حکم بن عتیبہ سے اُس نے مصعب بن سعد سے اس نے اپنے باپ سے اسی حدیث کو روایت کیا ہے اس پر اعتراض یہ ہے کہ اس کو حکم سے سوائے معاویہ بن میسرہ بن شریح کے کسی نے ذکر نہیں کیا میں کہتا ہوں کہ وہ قاضی شریح کندی کا پوتا ہے امام بخاری نے اس کا ذکر اپنی تاریخ میں کیا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ اس کی کوئی جرح نہیں کی اور ابن حبان نے اس کا ذکر ثقات میں کیا ہے اور طبرانی نے معجم کبیر میں ابراہیم بن مالکہ اصحابی اس نے اسمٰعیل بن عمرو بجلی اس نے ناصح سے اس نے سماک بن حرب سے اس نے جابر بن سمرہ سے یہ پوری حدیث نقل کی ہے اور امام نسائی نے بھی حدیث ابن عمر کو ایک دوسری سند سے صحیح ذکر کیا ہے جس سے تمام رجال صحیح کے ہیں سوائے علاء کے اور وہ بھی ثقہ ہے اس کی توثیق یحیٰی بن معین وغیرہ سے کی ہے اور اعرا اس کے باپ کا نام ہے فھذا الطرق المتظاھرۃ

من روایات الثقات تدل علی ان الحدیث صحیح دلالۃ قویۃ و
ھذہ غایۃ نظر المحدث،

ترجمہ ! پس یہ تمام طرق جو ایک دوسرے کی تائید اور تعاون کر رہے ہیں اس بات پر دلالت قویہ کرتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے اور یہ ہے محدث کی انتہائے نظر اس کے بعد علامہ ابن حجر نے حدیث باب اور حدیث خوخہ کی یہ تطبیق دی ہے کہ وہ دروازہ تھا اور یہ کھڑکی پس کوئی تعارض نہیں اس کے بعد فرماتے ہیں۔ فکیف یدعی الوضع علی الاحادیث الصحیحۃ بمجرد ھذا التوھم ولو فتح ھذا الباب لرد الاحادیث لادعی فی کثیر من الاحادیث الصحیحۃ البطلان ولکن یابی اللہ ذالک والمومنین۔

ترجمہ ! پس صرف توہمات کی بنا پر احادیث صحیحہ پر کیسے وضع کا دعوی کیا جا سکتا ہے انکار حدیث کے لئے اگر یہ دروازہ کھول دیا جائے تو بہت سی صحیح حدیثوں کو باطل کرنے کے لئے بھی یہ دعویٰ ہو سکتا ہے لیکن اللہ اور مومنین اس کا انکار کریں گے،

تنظیمی مولوی کریں یا نہ کریں

اس تحقیق کا خلاصہ علامہ ابن حجر مکی نے فتح الباری صـ ۱۲ ج ۷ میں ایک تنبیہ کے ضمن میں بھی فرمایا ہے۔ جس میں حدیث باب کی پوری توثیق بیان کی ہے قریشی صاحب کو چاہیئے کہ وہاں نظر فرما کر جرح کریں۔

یہ ہے قریشی صاحب کی جرح پر حدیث باب کا جواب

لایاتون بجوابہ لوکان بعضھم لبعض ظھرا" تنظیم اہلسنت کے صدر مبلغ مولوی دوست محمد صاحب قریشی، بریلوی پیرو مرشد سیالوی صاحب کی وکالت فرماتے ہوئے اخبار دعوت صـ ۶ کالم نمبر ا مجریہ ۷ راکتوبر ۱۹۵۷ء میں یوں گوہر افشاں ہیں کہ قرآنی آیات کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اہلبیت کا لفظ گھر والوں پر استعمال کیا جاتا

ہے اور گھر والے اولاد بالذّات ازواج ہی ہوتی ہیں ۔

الجواب: افسوس قریشی صاحب اپنی کتب سے کس قدر ناواقف ہیں پڑھنے پڑھانے کے درسیات کو بھی زیب طاق نسیان کر رکھا ہے کہ ازواج کو "اولاد بالذّات" گھر والے بنا رہے ہیں حالانکہ ان کی اپنی درسی کتاب ھدایۃ آخرین جلد ۴ ص ۶۷۹ کتاب الوصایا میں صاف لکھا ہے کہ

ولواوصی لاھل بیت فلان یدخل فیہ ابوہٗ وجدہٗ لان الاب اصل البیت، ولواوصٰی لاھل نسبہ اولجنسہ فالنسب عبارۃ عمن ینسب الیہ والنسب یکون من جھۃ الآباء جنسہ اھل بیت ابیہ دون آلہ لان الانسان یجنس بابیہ بخلاف قرابتہ حیث یکون من جانب الام،

ترجمہ: اگر کسی نے کسی کے اہلبیت کے لئے وصیّت کی تو اُس کے اہلبیت میں اس کا باپ اور دادا بطریق اولیٰ داخل ہوں گے کہ گھر کی اصل باپ ہوتا ہے اور اگر کسی اہل نسب یا اُس کی اہل جنس کے لئے وصیّت کی تو نسب سے مُراد وہ لوگ ہونگے جو اس کی طرف منسوب ہیں اور نسب اباؤ اجداد کی طرف ہوتا ہے اور جنس سے مُراد باپ کے اہلبیت ہوں گے نہ کہ ماں کے کیونکہ انسان اپنے باپ کی جنس ہوتا ہے بخلاف قرابتداری مادری کے، معلوم ہوتا ہے قریشی صاحب کو اہل الرجل اور اہل البیت اور آل فلاں میں فرق معلوم نہیں اہل الرجل زوجتہٗ امام ابوحنیفہ کا مذہب ضرور ہے مگر صاحبین قاضی ابویوسف اور امام خود ان کے شاگرد ہی اس کے خلاف ہیں کما فی البدائیہ فانونی باھلیکم اجمعین سے ان کی تائید بھی موجود ہے مگر اہل بیت فلاں یا آل فلاں سے مراد مُطلق بیوی تو کسی نے بھی نہیں لکھی ۔

اگر مزید تفصیل درکار ہو تو!

قریشی صاحب کو چاہیئے کہ ہدایہ شریف کھول کر یہ بھی دیکھ لیں ولواوصٰی

لآل فلاں فھو لاھل بیتہ لان الآل القبیلۃ التی نسب الیھا
(ھدایہ آخرین صد ۶۷۹)

ترجمہ! کے آل فلاں سے مراد اُس کے اہل بیت ہوتے ہیں کیونکہ آل اصل میں قبیلہ ہے جس کی طرف مرد منسوب ہوتا ہے اہل الرّجل کی تحقیق ذیل میں آرہی ہے۔
معلوم ہوا کہ زوجہ اولاد بالذّات گھروالی نہیں ہوتی بلکہ مرد ہوتا ہے عورت گھر میں آبھی سکتی ہے اور خارج بھی ہوسکتی ہے مگر کیا کیا جائے قریشی صاحب کا تو مطالعہ ہی محدود ہے

اب رہیں قرآنی آیات

تو اس کی تحقیق یہ ہے، آیت نمبر ۱: اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ رَحْمَتُ اللّٰہِ وَبَرَکٰتُہٗ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ اِنَّہٗ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۱۲/۷" قریشی صاحب فرماتے ہیں کہ دیکھئے اس آیت میں پیغمبر کی بیوی پر اہل بیت کا لفظ اطلاق کیا گیا ہے۔

الجواب

معلوم ہوتا ہے کہ قریشی صاحب نے نہ تو اپنے علماء کے ترجمے دیکھے ہیں نہ تفسیریں اور نہ ہی اس آیت کی تفسیر پر نگاہ کی نہ حقائق پر بس سرسری نگاہ سے جو کچھ سمجھ میں آگیا فوراً پیر سیالوی کا دم بھرنے کی خاطر لکھ دیا ورنہ قریشی صاحب کے مشہور مسلم بزرگ مولوی اشرف علی تھانوی صاحب اپنے ترجمہ میں یہاں بیوی کی بجائے اس خاندان کے لوگ لکھ رہے ہیں دیکھئے ترجمہ تھانوی صاحب مطبوعہ تاج کمپنی لاہور، کراچی پ ۱۲ سورہ ھود کی آیت ر ۷۳، ترجمہ، اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ الخ فرشتوں نے کہا کہ کیا تم خدا کے کاموں میں تعجب کرتی ہو اور خصوصاً اس خاندان کے لوگو! تم پر تو اللہ کی خاص رحمت اور اس کی انواع قسم کی برکتیں نازل ہوتی رہتی ہیں دیکھئے! یہاں لفظ اہل بیت سے مراد تھانوی صاحب کے نزدیک "اُس خاندان کے لوگ ہیں" اور قریشی صاحب کے نزدیک صرف بیوی نہ معلوم اب کون

سچا ہے شاید اب قریشی صاحب جان چھڑانے کے لئے۔

مناظرہ جھوک دائیہ والا کردار

یہاں بھی پیش کرتے ہوئے فرمادیں کہ "میری اپنی تحقیق ہے اور تھانوی صاحب کی اپنی" کیونکہ مذہب اہل سُنّت میں فقدان دلائل کی بدولت قریشی صاحب مسلمات کا انکار کرنے کے عادی ہوتے جاتے ہیں بھلا جو بخاری شریف سے انکار کر جائے اور امام زہری کو شیعہ کہہ کر جان بچائے اس کے سامنے حضرت تھانوی صاحب کیا چیز ہیں حالانکہ تھانوی صاحب مقتدائی و مُرشد علماء دیوبند ہیں شاید قریشی صاحب نے آیت کی ترکیب معنوی پر غور نہیں فرمایا ورنہ آپ کی تفسیروں میں یہ نظر آجاتا کہ رحمۃ اللہ وبرکاتہ الخ کلام مثالف حاشیہ بیضاوی صہ۵ ج ۲ کہ رحمۃ اللہ وبرکاتہ' کلام جدید ہے دوسرا یہاں پر اہل البیت سے مراد اہل بیت نبوۃ ہے نہ کہ اہل بیت سکونت جیساکہ بیضاوی شریف میں ہے اھل البیت النبوۃ والمعجزات۔

قریشی صاحب سنیئے

بی بی اہلبیت نبوۃ میں چار وجہ سے داخل ہے۔ ○ ابراہیم نبی کی چچازاد بھی ہے خاندان واحد ہے ○ اسحاق نبی کی ماں، یعقوب نبی کی دادی، انبیاء بنی اسرائیل کی اصل ○ مکالمہ مشارفہ الیہ سے مشرف ○ رؤیت ملائکۃ اللہ سے ممتاز ایسی زوجہ رسول کو ہم ضرور اہل بیت نبوۃ میں داخل سمجھتے ہیں چنانچہ ازواج النبی میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ کو یہ شرف حاصل ہے۔ بحث اہل بیت تطہیر اور اہلبیت نبوۃ میں ہو رہی ہے۔ نہ کہ اہلبیت سکونت میں قریشی صاحب! ۔۔۔ اَتَعْجَبِیْنَ تک ہر ف بی بی صاحبہ سے خطاب ہے اور رَحْمَتُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ عَلَیْکُمْ

اَھْلَ الْبَیْتِ میں تمام اہلبیتؑ میں تمام نبوّۃ حضرت ابراہیمؑ معہ سلسلۂ انبیآء بنی اسرائیل سب داخل ہیں اور اس کی تفصیل قرآن مجید میں متعدد مقامات پر موجود ہے جیسا کہ تفسیر مظہری ص ۲۹ ج ۵ میں ہے کہ رحمت سے مراد نبوّت اور برکات سے مراد انبیآء بنی اسرائیل ہیں دیکھیے، قیل الرحمۃ النبوۃ والبرکاتہ، الاسباط من بنی اسرائیل لان انبیآء بنی اسرائیل منھم وکلھم من اولاد سارہ،

ترجمہ یا رحمت سے مُراد نبوّت اور برکات سے مُراد تمام سبط ہیں بنی اسرائیل کے کیونکہ تمام بنی اسرائیل اولاد حضرت سارہ سے ہیں۔ پس یہاں بھی ثابت ہوا کہ اہلبیت سے مُراد خاندانِ ابراہیمؑ کے معصوم افراد قابل رحمت و برکت مُراد ہیں نہ صرف زوجہ مِنْ حیثُ الزّوجہ آل ابراہیمؑ کے فضائل کی تمام آیات اس کی شاہد ہیں آیت نمبر ۲ میں قریشی صاحب فرماتے ہیں کہ اب لفظ بیت کے بغیر اہل کا اطلاق ملاحظہ فرمائیے اِذْ قَالَ لِاَھْلِہِ امکثوا، جبکہ موسیٰ نے اپنے اہل کے لئے یعنی بیوی کے لئے۔

الجواب

اہل سے مراد صرف بیوی لینے والوں کی سب سے بڑی دلیل یہ آیت ہے کہ یہاں بیوی کے ساتھ احتمال غیر نہیں حالانکہ یہاں بھی صرف بیوی نہ تھی جیسا کہ قریشی صاحب کے مذہب کی مشہور کتاب جلالین کے حاشیہ تفسیر صاوی ص ۴۲ ج ۳ میں ہے:"

قولہ، امکثوا انما اتی الجمع الذکور ان کان الخطاب لامراتہ تعظیما او مراعاۃ لمن معھا من الخدم والاولاد،

ترجمہ یہاں پر صیغہ جمع مذکر یا تو برائے تعظیم زوجہ موسیٰؑ ہے یا ان لوگوں کی رعایت کے واسطے ہے جو ہمراہ تھے خادم اور اولاد اِذا جاءَ الاِحتمالُ فَبَطَلَ الاِستدلال، جناب قریشی صاحب کو لفظ اہل سے صرف بیوی مراد لینے کے لئے یہ آیت تو نظر آگئی مگر اسی سورۃ "طٰہٰ" میں وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَھْلِیْ ھَارُوْنَ اَخِیْ پ ۱۶ نظر نہ آئی جس سے حضرت موسیٰؑ کا بھائی حضرت ہارونؑ داخل اہل بنتا ہے۔

کیوں قریشی صاحب

جب آپ لفظ اہل کو صرف زوجہ کے لئے صرف کرنا چاہتے ہیں اور آپ کے امام اعظم بھی اہل البیت بمعنی زوجہ کے قائل تھے تو فرمائیے کہ ان آیات کا کیا جواب ہے:

(۱) رب ان ابنی من اھلی (۲) یا نوح انه لیس من اھلک

(۳) واتینه اھله ومثلھم (۴) فابعثوا حکما من اھله وحکما من اھلھا

(۵) فانجینه واھله (۶) ودیة مسلمة الی اھله

لیجئے یہ آیات مطلق اہل کو بھی خاندان اور کنبہ کے معنی میں بتلا رہی ہیں لہٰذا بلا قرینہ مطلق لفظ "اہل" کو زوجہ کے لئے لینا معنی ندارد اگر کسی قرینہ سے آجائے تو ہمیں انکار نہیں مگر آیت تطہیر میں لفظ اہل بیت کے اندر جن کو قریشی صاحب داخل کرنا چاہتے ہیں وہ نہ تو از روئے معانی، نہ از روئے حدیث، اور نہ ہی از روئے تفسیر داخل ہیں،

حضرات قارئین! آپ کو معلوم ہے کہ پیر سیالوی کے انکار پنجتن پاک کی بحث اصل میں پیر صاحب سیال شریف سے چل رہی ہے مگر مولوی دوست محمد صاحب نے جب دیکھا کہ پیر صاحب جواب نہیں دے سکتے تو خواہ مخواہ درمیان میں حسب عادت کود پڑے کیونکہ قصیر القامت ہونے کی وجہ سے مُقدر کتنا کودنا تو اُن کی طبیعت میں داخل ہے یعنی آپ نے وکالت سنبھال کر خود انکار پنجتن پاک کے دلائل دینا شروع کر دیئے سب سے بڑی دلیل جو آپ نے انکار پنجتن پاک پیش کی ہے اور جس چیز پر اترا رہے ہیں وہ یہ ہے کہ قرآن مجید میں بعبارۃ النص نام لے کر پنجتن پاک کی تطہیر کی تخصیص دکھلاؤ ورنہ پنجتن پاک کہنا غلط ثابت ہوا۔

الجواب

معلوم ہوتا ہے قریشی صاحب نے سیالوی صاحب کی وکالت سنبھالتے وقت ابتدائی رپورٹ نہیں پڑھی ورنہ اس دعویٰ اور دلیل کی حقیقت معلوم ہو جاتی، قریشی صاحب ذرا

بیر صاحب کا ابتدائی خط جس پر بحث شروع ہوئی پڑھیئے تاکہ آپ کو اپنی دلیل کی درزنیت سمجھ آجائے سیالوی کا اصل خط[1] جو صداقت مجریہ ۲۰ر اپریل ۱۹۵۷ء میں شائع ہوا تھا۔ اس کے الفاظ یہ ہیں کہ" لفظ پنجتن پاکؑ قرآن و حدیث کی اصطلاح تو ہے نہیں نہ ہی سلف صالحین سے مروی ہے بہت بعد میں ایرانی لغت اور اصطلاح ہے الخ یہ ہے بیر صاحب کا دعویٰ کہ لفظ پنجتن پاکؑ نہ قرآن کی اصطلاح، نہ مذہب کی، نہ سلف صالحین سے مروی ہے' اب قریشی صاحب کی دلیل کا خصوص اور دعویٰ کا عموم دیکھو فیصلہ فرمایئے کہ قریشی صاحب کہاں اور سیالوی کہاں،

قریشی صاحب کا فرض تھا

بیر صاحب سے کہہ دیتے کہ حضور میں تو صرف قرآن کی بات سنبھال سکتا ہوں کیونکہ وہ ذرا اجمال میں اصولوں سے بحث کرتا ہے تفصیل میں جاتا نہیں اسماء شماری اس کا اسلوب نہیں یہ حدیث اور سلف صالحین کی جو آپ نے نفی کی ہے اس کو آپ جانیئے اگر ایسا کہہ دیتے تو سیالوی آپ کو وہاں نامراد بلکہ جھگڑالوی بے دین کہہ کر وکالت سے برطرف کر دیتے کیونکہ پورا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے آپ کے پاس دلائل نہیں ہیں بے چارے کریں تو کیا کریں، مجھے آپ کی مجبوریوں کا پورا احساس ہے قرآن و حدیث اقوال سلف صالحین میں تخصیص پنجتن پاکؑ کے ہزاروں دلائل موجود ہیں اگر مانیں تو برادری نہیں مانتی اگر انکار کریں تو کثرت ادلہ کا جواب نہیں بنتا قریشی صاحب اگر جرأت ہے تو بیر صاحب کا پورا دعویٰ نبھایئے ورنہ ہٹ جایئے وہ دولت مند ہیں کوئی اور وکیل کر لیں گے بریلویت کو جھگڑالویت میں کیوں مدغم کر رہے ہیں؛ قریشی صاحب بیر صاحب کی تو یہ فراخدلی ہے کہ قرآن و حدیث

---

[1]: یہ مکمل خط اس کتاب کی ابتدا میں شامل اشاعت ہے۔ ۱۲ر حیدری

اور سلف صالحین کی آڑ لے کر پہلو تہی کرنا چاہتے ہیں ۔

انکارِ پنجتن پاک کے انحصار بقرآن کی حقیقت

آپ کا اس بات پر اتر آنا کہ قرآن مجید میں وہ کون سی آیت ہے جس میں صراحتاً اسماء کے ساتھ سیدنا علیؓ سیدنا حسنؓ سیدنا حسینؓ سیدہ فاطمہؓ کا ذکر ہے ! کوئی نئی بات نہیں، کوئی انوکھا اجتہاد نہیں، اور کسی اعلیٰ علمیت پر بھی مبنی نہیں، ایسا استدلال جملہ مخالفان اسلام کا مرتدان ناہنجار اور نیچریان بے لگام دورِ حاضرہ میں ہر روز کر کے اسلام کے بنیادی اصولوں کا انکار کرتے چلے جا رہے ہیں ۔ قریشی صاحب ! پنجتن پاکؓ کی اصطلاح تو اہل بیت کے باب فضائل سے تعلق رکھتی ہے شیعہ کے اصول چہارم مسئلہ امامت میں خمسہ نجباء کے خصوصی فضائل کی بات ہے بایں قیود تو شاید آپ اصول خمسہ اسلام بھی نہ ثابت کر سکیں اگر یقین نہ ہو تو ذرا برائے کرم

اِسلام کے ابتدائی پانچ اصول

بعبارۃ النص بنی الاسلام علی خمس کے مطابق کلمہ طیبہ، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کی تخصیص بعبارۃ النص باسماء خاص مع نفی غیر ذرا قرآن مجید کی کسی آیت میں صراحتاً دکھلائیے ۔ ۱ ۔ پھر براہ کرم کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ بعبارۃ النص بلا قطع برید آیات بیک مقام جس طرح پڑھا جاتا ہے قرآن مجید میں دکھلائیے (۲) پانچ نمازیں مع نام و اوقات بعبارۃ النص مع نفی غیر قرآن مجید میں دکھلائیے لفظ صلوٰۃ خمسہ مع اوقات اور اسماء کی قید یاد رہے (۳) زکوٰۃ مع قید چالیسواں حصہ قرآن مجید میں دکھلائیے اور احتمالات کی بھرمار سنیئے، مگر روایت سے مدد نہ لیجئے اور یہ پانچ [illegible]ل اسلام جو کہ اسلام کے لئے سنگِ بنیاد کا حکم رکھتے ہیں دکھلائیے

(۴) تیس یا انتیس روزے یا پورا ماہ رمضان شریف بعبارۃ النص مع نفی غیر قرآن مجید
میں دکھلایئے (۵) حج بیت اللہ الحرام مع قید تاریخ حج و قیودات دیگر مع نفی احتمالات
غیر قرآن مجید میں دکھلایئے اور احتمالات کی بھرمار نیئے مگر روایات سے مدد نہ لیجئے اگر
آپ نے یہ اصول جو کہ اسلام کے لئے سنگ بنیاد کا حکم رکھتے ہیں دکھلا دیئے اور
احتمالات غیر کی نفی بھی بعبارۃ النص قرآن مجید سے کر دی تو ہم سمجھ لیں گے کہ آپ نے
پنجتن پاکؑ کے اسماء کی تطہیر تخصیص اسماء بعبارۃ النص قرآن مجید سے طلب کر
کے ہم کو ایک اصولی دلیل کے ساتھ عاجز کر دیا ہے ورنہ آپ کو اپنی اس بڑ کی
حقیقت سمجھ کر کچھ منفعل ہو جانا چاہیئے اگر آپ کچھ آیات سے رابطہ لگا کر اصول
اسلامی ثابت کرنے کے لئے کوشش کریں گے تو ہم پنجتن پاکؑ کے لئے بھی بفضلہ تعالےٰ
قرآن مجید سے آیات پیش کریں گے اصول استدلال وہی ہوگا جو آپ اختیار کریں
گے اگر آپ اصول اسلامی بھی قرآن کی عبارۃ النص سے ثابت نہ کر سکے تو آپ
کو پنجتن پاکؑ کی تخصیص بعبارۃ النص کا مطالبہ خود سمجھ لینا چاہیئے کہ کس وزن کا ہے،

میدان میں آئیے

اور اصول خمسہ اور صلوٰۃ خمسہ کی تخصیص اور تخصیص بعبارۃ النص قرآن مجید
سے دکھلایئے ان کی تخصیص اور تخمیس کے خلاف قرآن مجید سے ہم پنجتن پاکؑ کی
تخصیص ثابت کرنے کو تیار رہوں۔ وَاِلَّا فَمَا جَوَابُکُمْ فَهُوَ جَوَابُنَا۔

تنبیہہ! قارئین کرام! قریشی صاحب ہمارے پیش کردہ حوالہ جات
اور دلائل کا جواب نہ دے سکے اور نہ قیامت تک دے
سکیں گے ہم ان کے مسلّمات میں ذکر پنجتن پاکؑ تو بجائے خود تخصیص پنجتن پاکؑ
کے صریح الفاظ دکھا چکے ہیں۔

قریشی صاحب کے جوابات کی حقیقت

قریشی صاحب کے جوابات اور ہمارے دلائل "صداقت" اور "الفاروق" سامنے رکھ کر پڑھیئے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ قریشی صاحب کس طرح بلا دلیل وسند عوام کو تڑپاتے جا رہے ہیں نہ کوئی آیت نہ حدیث، نہ حوالہ نہ نقص اور نہ معارضہ بس جواب ہو گیا زبانی کلامی فلاں حدیث غلط، فلاں میں لفظ زیادہ، فلاں میں اختلاف لہذا غلط اگر پوچھے معنی ندارد اس قرآن مجید کی نص صریح بعبارۃ النص درباب تطہیر خمسہ نجباء پوچھنے والے ملے ہم نے صرف یہ پوچھا تھا کہ حضور ایک صحیح السند مرفوع متصل حدیث کسی معتبر تفسیر یا حدیث کی ایسی کتاب سے پیش کیجئے جس میں حضورؐ نے صاف صاف فرمایا ہو کہ یہ آیت دراصل میرے ازواج کے متعلق ہی نازل ہوئی ہے اور خمسہ نجباء بالتبع شامل ہیں معاملہ ختم ہو جائے مگر جناب کو حدیث نہ مل سکی، بار بار وہی اقوال اور احتمالات پیش کئے جا رہے ہیں جس کا جواب ہو چکا ہے یہ ہے عبارۃ النص آیت پوچھنے والے کی حقیقت کہ خود تو ایک صحیح مرفوع متصل حدیث بھی پیش نہیں کر سکتے اور دوسروں سے آیات کا مطالبہ کر رہے ہیں، قول عکرمہ اور عبداللہ بن عباس پیش کرتے وقت یا تو قریشی صاحب کو نظر نہیں آیا یا فقدان دلائل اور مجبوری کی وجہ سے شرم جواب دے گئی ورنہ جس مضمون کا آپ جواب دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اخبار صداقت ۲ر جنوری ۷۰ء کے پورے صفحہ پر اس کا جواب موجود ہے اور اس قول کی عدم صحت کے عقلی اور نقلی دلائل موجود ہیں لا یصح عنہ کی نص اور اس کے معارض روایات موجود ہیں اگر قریشی صاحب کو جواب نہیں سوجھا تو نہ دیں ہضم کر کے ڈکار کیوں نہیں لیتے! اب میں ذرا ان کے مضمون کی رکاکت آپ کو دکھلاتا ہوں۔

لا علاج مریض کون ہے؟

جس کے دل میں بغض علیؑ کی بیماری ہے مریض ہے۔ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ

لَا یُبْغِضُکَ اِلَّا مُنَافِقٌ، ہیں نے تو سمجھا تھا کہ جھوک دائیہ میں شکست اور غلام رسول خان اور محمد خان کی شیعت اور مباہلہ کے اشتہار نے دماغ کچھ درست کر دیا ہو گا۔ مگر وہ لوگ شیعہ ہو گئے لیکن یہ بزرگ الآن کما کان۔

کشف حقیقت موضوع

اصل حقیقت قرآن حدیث اور اقوال سلف صالحین سے تطہیر کاملہ پنجتن پاکؑ کی تخصیص کا ثابت کرنا تھا مگر قریشی صاحب گھبرا کر حدیث اور اقوال سلف کو تو چھوڑ ہی گئے اور صرف قرآن مجید کا نام لے کر جان چھڑانے لگے حالانکہ آیت مباہلہ اور آیت تطہیر کے مفہوم سے تطہیر پنجتن پاکؑ ثابت ہے۔

چیلنج منظور ہے!

اگر قریشی صاحب کو ذرا بھر بھی میری نسبت عبارت میں اختلاف ہو تو ابتدائی خط پڑھیں اگر خلاف اصل صرف کتاب اللہ پر انحصار کا اصرار ہو تو اصول خمسہ اسلام اور ان کے تخصیصات صرف کتاب اللہ سے ثابت کرنے کے بعد ہم سے آیات کا مطالبہ برائے تطہیر پنجتن پاکؑ کریں ورنہ وجہ ترجیح بتلائیں آیت تطہیر اور مباہلہ دونوں کو جمع کر کے تطہیر پنجتن پاکؑ دیکھ لیں۔

ہمارا زاویۂ نگاہ درباب تطہیر پنجتن پاکؑ

ہم بارہا اعلان کر چکے ہیں اور اب بھی پوری ذمہ داری سے اعلان باعث فخر سمجھتے ہیں کہ ان نفوس طاہرہ یعنی محمدؐ است و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کو ہم

تطہیر کاملہ تامہ پاک سمجھتے ہیں ان کے فضائل و محاسن ہیں غیر کو ان کا ہم پلہ نہیں سمجھتے اور ساتھ ساتھ ہمارا یہ بھی دعویٰ ہے کہ اگرچہ اور نفوس بھی پاک ہیں مگر ان جیسے نہیں جس کا پتہ یُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْراً کے مفعول مطلق سے اور حدیث کساء کے متعدد طریق سے چلتا ہے صرف انہی کا حصّہ ہے مگر سب دنیا کے پاک نفوس تطہیر میں ان سے کم ہیں اگر مولوی دوست محمد قریشی تعصّب کی پٹی اتار کر دیکھنے کی کوشش کریں تو ان کو ان کی خصوصیت نظر آجائے ۔ ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

مولوی دوست محمد قریشی کی جہالت اور حماقت

جب ہم نے کتب اہلسنّت میں تاجدار مدنیؐ، صحابہ کرامؓ اور سلف صالحین کی زبانی پنجتن پاکؑ کی نسبت تخصیص اور خاص کے لفظ پیش کر دیئے تو جاہلانہ طور پر خارجیوں اور چکڑالویوں کی طرح احادیث نبویہؐ کا انکار کر کے صرف قرآن کریم کی آڑ لینے لگے اصل حقیقت یہ ہے کہ مولوی دوست محمد صاحب غلط مذہب کے وکیل ہیں اور غلط محدود مطالعہ کی وجہ سے حقائق سے بالکل کورے ہیں ورنہ آپ کو پتہ چل جاتا کہ بریلوی کا دعوٰی یہ نہیں جس پر اڑے بیٹھے ہیں اور یہ بھی جان جاتے کہ میں کس دعوٰی کی تائید میں لکھ رہا ہوں اور مجھے کس نوعیت کا جواب لکھنا چاہیئے ۔

ہمارا مطالبہ درباب تطہیر کاملہ

یہ تھا کہ کسی ایک مرفوع متصل صحیح السند حدیث سے بلا تاویل و قیاس جو کسی حدیث یا تفسیر کی معتبر کتاب میں ہو، صرف یہ ثابت کر دیجئے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ آیت تطہیر

دراصل میرے ازواج کے حق میں نازل ہوئی ہے خمسہ نجباء بعد میں بالتبع شامل کئے جا رہے ہیں۔ پس ہم تطہیر کاملہ تامہ میں ازواج النبی کو بھی شامل مان لیں گے اور اپنا دعویٰ بھی چھوڑ دیں گے مگر جب قریشی صاحب کو ایسی کوئی حدیث نہ ملی تو لگے آئیں بائیں شائیں کرنے کہ فلاں رحم میں، فلاں ہڈی میں، فلاں پوست میں اور فلاں اہل بیت میں داخل ہے اگر قریشی صاحب میں ذرا بھی علمیت یا دیانت ہوتی تو اوّلین فرصت میں ایک مرفوع حدیث بلا تاویل ایسی پیش کر دیتے کہ جس میں صراحتاً ذکر ہوتا کہ آیت تطہیر میرے ازواج کے متعلق نازل ہوئی ہے مگر جب انہوں نے اپنے آپ کو عاجز ہوتے دیکھا تو اپنا اصل دعویٰ جو پیر سیالوی نے کیا تھا وہی چھوڑ کر صرف قرآن مجید کی بے محل اور خلاف اصول آڑ لینے لگے ورنہ ثابت کریں جبکہ اصول خمسہ اسلام بھی قرآن مجید میں بعبارۃ النص مع نفی غیر موجود نہیں تو پنجتن پاکؑ کی تخصیص صرف کتاب اللہ سے کس اصول پر طلب فرما رہے ہیں۔

دوٹوک فیصلہ اور بحث کا خاتمہ

قریشی صاحب کو مناسب تھا کہ وہ نہایت دیانتداری سے اعلان کر دیتے کہ حدیث مرفوع صحیح بکتب معتبرہ حدیث و تفسیر تو ایسی کوئی روایت نہیں ملتی جس کا مطلب یہ ہو کہ آیت تطہیر ازواج کے حق میں ہے نفی غیر اور خمسہ نجباء بعد میں شامل کئے گئے تو وہ دوٹوک فیصلہ ہو جاتا اور نہ قریشی صاحب کی بے اصولی جہالت اور خارجیت بھی بے نقاب نہ ہوتی اور وہابیت بھی نہ کھلتی، دوسرا طریقہ یہ تھا کہ احادیث صحیحہ مرفوعہ بکتب معتبرہ تو ایسی تصریح سے خالی ہیں ہاں البتہ عکرمہ مقاتل وغیرہ مجروح لوگوں کے اقوال موجود ہیں۔ وہ اگرچہ درجہ صحت تک نہیں پہنچتے اور خلاف قرآن و حدیث ہیں ان کی وجہ سے ازواج کو علی سبیل الشمولیت اہل بیت سکونت میں

شامل سمجھ لیا جائے تو اور بات ہے ہم کہہ دیتے کہ صحیح ہے نظر اپنی اپنی، پسند اپنی اپنی، اگر اس طرح کہہ دیتے تو قریشی صاحب کا دامن مجھ حقیر کے پنجہ سے تو چھوٹ سکتا تھا مگر اپنی برادری میں بہت رسوائی ہوتی اور منہ دکھانے کے قابل نہ رہتے۔

پنجتن پاک کے علاوہ اور بھی بالاصل اہلبیت تطہیر ہیں

ہمارا دعویٰ ہے کہ نزول آیت کے زمانہ میں پنجتن پاکؑ کے علاوہ اور کوئی آیت تطہیر میں شامل و داخل نہیں بحث اہلبیت تطہیر میں ہو رہی ہے حرف لفظ اہلبیت میں نہیں قریشی صاحب اب میدان چھوڑنا چاہتے ہیں جتنے حوالے آپ نے پیش کئے ہیں ایک جگہ بھی آیۂ تطہیر میں شمول یا نزول نہیں دکھلا سکے صرف لفظ اہلبیت نسب یا اہل بیت سکونت کا لفظ آپ کو فائدہ مند نہیں ہو سکتا بلکہ لفظ اہلبیت تو مجازاً کتب اہلسنّت میں بلّی پر بھی آیا ہے۔

بلّی پر لفظ اہل بیت

عن عبد اللہ بن ابی قتادہ عن ابیہ و اتہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم یقول السنور من اھل البیت رواہ احمد (مسند احمد بن حنبل ص ۳۰۹ ج ۵ مطبوعہ مصر)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن ابی قتادہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول خداؐ سے سُنا کہ بلّی بھی اہلبیتؑ میں سے ہے۔ اگر مزید حوالہ درکار ہو تو حنفیوں کی مشہور کتاب الآثار مصنفہ قاضی ابو یوسف صاحب ص۲ مطبوعہ مصر دیکھ

لیجئے" عن ابی حنیفہ عن حماد عن ابراھیم انہ قال لا باس بسنور السنور انما ھی من اھلبیت

ترجمہ: کہ حضرت ابو حنیفہ نے اپنے استاد حماد سے اور انہوں نے ابراہیمؒ سے روایت کی ہے کہ بلی کے جوٹھا کا کوئی حرج نہیں کیونکہ منجملہ اہلبیت کے ہے کیوں قریشی صاحب! یہ بلی پر لفظ اہلبیت مجازاً ہے یا حقیقتاً" بلحاظ سکونت ہے تو آپ ایسے الفاظ مجازیہ کی آڑ لے کر خمسہ نجباء کی تخصیص بتطہیر کاملہ تامہ کیسے باطل کر سکتے ہیں؟ اور اگر حقیقتاً ہے تو آپ کا ازواج کے لئے لفظ اہلبیت بعض مقامات پر پیش کرنا چہ معنی دارد؟ ہماری بحث اہل بیت سے نہیں، ہماری بحث اہل بیت تطہیر اور اہلبیت شرف میں ہے جن کو کہتے ہیں پنجتن پاکؑ علیہم السلام۔

سیدہ خدیجۃ الکبریٰ اہلبیت میں کسطرح شامل ہیں

قریشی صاحب نے ایک حوالہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ صلواۃ اللہ علیہا کی نسبت حیات القلوب سے پیش کیا ہے کہ حضورؐ پرنور نے ان کو اہلبیت کہہ کر سلام کیا ہے، اگرچہ وہ بھی آپ کے دعویٰ کے مطابق نہیں کیونکہ تطہیر کی آیت کے نزول یا شمول کا کوئی ذکر نہیں اور "بحث ہو رہی ہے پنجتن پاکؑ کی تخصیص میں" مطلق اہلبیت میں نہیں مگر قریشی صاحب دلائل نہ ہونے کی وجہ سے ادھر اُدھر ہاتھ مارے جا رہے ہیں اب دیکھتے جائیے ایک جگہ بھی آیت تطہیر میں بالاصل غیر کو شامل نہیں کر سکیں گے۔

رہا خدیجۃ الکبریٰ کا اہلبیت ہونا

سو بے شک ہم اس کے قائل ہیں کیونکہ بی بی خدیجۃ الکبریٰ صرف زوجہ رسولؐ

ہی نہیں، بلکہ اُمّ المومنین، اصل اہلبیت رسالت مآبؐ ہیں دیکھو قریشی صاحب کے مذہب کی مشہور کتاب "فتح الباری شرح صحیح بخاری ص۱۰۴ ج۷ میں ہے:۔ فی ذکر البیت معنی اخبر لان مرجع اهل بیت النبی صلی الله علیه و آله وسلم ب ما ثبت فی تفسیر قوله تعالیٰ انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهلبیت قالت ام سلمةؓ لما نزلت دعاء النبی فاطمة وعلیاً والحسن والحسینؑ فجللهم بکساء فقال اللهم هولاء اهل بیتی الحدیث اخرجه الترمذی وغیره مرجع اهل البیت هولاء الی خدیجة لان الحسنینؑ من فاطمة بنتها وعلی نشاء فی بیت خدیجةؑ وهو صغیر ثم تزوج بنتها بعد فظهور رجوع اهل البیت النبوی الی خدیجة دون غیرها۔

ترجمہ: کہ لفظ اہلبیتؑ جو در شان سیدہ خدیجۃؑ الکبریٰ، بخاری شریف کی حدیث میں آیا ہے اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ بی بی خدیجۃ الکبریٰؑ اہل البیت النبیؐ کی اصل ہے اور مرجع ہے اور اہلبیت تطہیر وہ ہیں جن کی شان میں آیت تطہیر نازل ہوئی جیسا کہ حضورؐ نے اس کی تفسیر میں بی بی اُمِ سلمہ رضؓ کی روایت میں چادر اوڑھا کر ان کو اہلبیت فرمایا ان اہلبیت تطہیر کا مرجع بی بی خدیجۃ الکبریٰؑ ہے کیونکہ حسنینؑ سیدہ فاطمہؑ سے ہیں اور سیدہ فاطمہؑ جناب خدیجہؑ کی دختر نیک اختر ہے اور حضرت علی علیہ السّلام نے بیتِ خدیجہؑ میں نشو و نما پائی صغر سنی کی حالت میں پھر آپ کی دختر سے شادی ہوئی، پس ظاہر ہو گیا کہ اہلبیت نبوی کا رجوع اور اصل جناب خدیجۃ الکبریٰؑ کی طرف ہے اس کے غیر کی طرف نہیں یعنی اہل بیت تطہیر کی اصل صرف سیدہ خدیجہؑ ہیں اس میں دیگر ازواج شامل نہیں، قریشی صاحب اب سمجھ ہیں آیا کی بی بی خدیجہؑ کس قسم کی اہلبیت ہے۔ اہلبیت شرف میں داخل ہے یا سکوت ہیں جن کی نسبت آپ کو شان ہیں ان کو یہ شرف حاصل ہے یا نہیں۔

؎ ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ!

لہٰذا قلم سے تردید کی ضرورت نہیں اصل اہلبیت تطہیر ہی خمسہ نجباء ہیں اُنکے ساتھ جیسا کسی کا تعلق ہوگا، نسب کا ہوگا تو اہل نسب ہو جائے گا، ولادت کا ہوگا تو اہل ولادت ہو جائے گا، سکونت کا ہوگا تو اہلبیت سکونت ہو جائے گا مگر اہلبیت تطہیر پانچ ہیں ذرا سمجھ کر بات کیجئے غلط مبحث سے اب جان نہ چھوٹے گی خمسہ نجباء کے ساتھ آیت تطہیر میں غیر کا شمول تو دکھلائیے، مجاز کو حقیقت اور حقیقت کو مجاز، سکونت کو شرف اور شرف کو سکونت کے مقام پر استعمال کر کے مغالطہ نہ دیجئے روزی خدا دے گا دیانت کا دیوالہ تو نہ نکالیئے۔

؎ شیخ جی دام خیانت جس قدر چاہے بچھائے
مُدعا ثابت ہے اپنے عالم تقریر کا

ماریہ قبطیہ سلام اللہ علیہا کے واقعہ میں قریشی کی جہالت و خیانت

قریشی صاحب ا جناب ماریہ قبطیہ کی بابت لکھتے ہیں کہ اہل تشیع نے ان کی نسبت ایک غلط واقعہ مشہور کر دیا جس کو حیات القلوب میں سیّد باقر مجلسیؒ نے ص۲۶ پر نقل کیا ہے۔

جہالت قریشی

اوّل آپ کی جہالت سنیئے پھر خیانت فرماتے ہیں کہ اہل تشیع نے ایک غلط واقعہ مشہور کر دیا ہے یعنی یہ واقعہ کتب اہلسنّت میں موجود نہیں صرف اہل تشیع کی تصنیف و افتراء ہے یہ ہے آپ کی اپنی کتب معتداولہ مشہورہ سے جہالت ورنہ یہ واقعہ تو اہل سنّت کی

مشہور کتاب صحیح مسلم میں موجود ہے دیکھو" باب براءة حرم النبی عن انس ان رجلا کان یتھم بام ولد رسول اللہؐ قال لعلی ذھب فاضرب عنق فاتاہ علی فاذا ھو فی رکی یتبرد فقال لہ علی اخرج فناد لہ یدہ فاخرجو فاذا ھو مجبوب لیس لہ ذکر فکف علی عنہ ثم الی النبیؐ فقال یا رسول اللہ انہ لمجبوب مالہ ذکر،

باب حرم نبی کا بہتان عظیم سے بری ہونا

انس بن مالک سے روایت ہے کہ ایک شخص امّ ولد رسول اللہ حضرت ماریہ قبطیہ سے معاذ اللہ ایک شخص تہمتم کیا جاتا تھا۔ پس حضورؐ نے حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ جا اور اس کی گردن مار دے پس حضرت علیؓ آئے تو وہ ایک جوہڑ میں غسل کر رہا تھا آپ نے اس کو فرمایا نکل آ اور اس کا ہاتھ پکڑ کر نکالا وہ جب نکلا مجبوب یعنی مقطوع الذکر ثابت ہوا پس حضرت علیؓ اس کے قتل سے رُک گئے اور حضورؐ کے پاس آ کر عرض کی کہ حضورؐ یہ مجبوب ہے یعنی اس کے تو ذکر ہی نہیں ہے۔

قریشی صاحب یہی واقعہ جو حیات القلوب میں شیعہ نے غلط لکھ دیا ہے یا کوئی اور ہے اگر یہی ہے تو فرمایئے کہ آپ اپنی کتب سے جاہل ہیں کہ نہیں اگر ہیں تو فرمایئے صرف بھڑک کو دہی رہ گئی ہے یا کوئی اور چیز بھی، پتہ ہے کہ باوجود صحیح واقعہ ہونے کے آپ کے علماء اسے کیوں بیان نہیں کرتے تاکہ سورہ نور کی آیات افک کا صحیح حل لوگوں کو معلوم ہو جائے اور امّ المومنین کی شان میں اٹھارہ آیات کا کوئی محل اور نہ ہو جائے، اب فرمایئے کہ اگر یہ واقعہ صحیح ہے اور کان یتھم ماضی استمراری ہے اور استمرار تکرار کو چاہتا ہے زمانہ سابقہ میں تو فرمایئے یہ کون نامراد لوگ تھے جو

حرم رسول اللہ کو تہمت لگاتے تھے پھر ذرا یہ بھی سمجھا دیجئے کہ جس حرم رسول کی برئیت اللہ تعالےٰ نے اس طرح فرمائی کہ محسوس اور مشاہدہ کے طور پر بہتان عظیم لگانے والے کاذب ثابت ہوئے اس بی بی غریب کی شان میں یا اس بہتان لگانے والوں کی سرزنش میں بھی کوئی آیت آئی ہے یا نہیں ؟ اگر نہیں تو کیوں ؟ جب کہ یہ بی بی حرم رسول بھی ام ولد حضرت ابراہیم ابن رسول اللہ کی ماں بھی تھیں کیا اللہ تعالیٰ کو اس پر جوش رحمت یا غضب نہ آیا ؛ اور وہ آیات اس کے شان میں کیوں نہ سمجھ لئے جائیں ۔ کیونکہ بعبارۃ النص ام المومنین حضرت عائشہ کا نام تو وہاں ہے نہیں اور بہتان عظیم یہاں بھی موجود ہے حرم رسول پر سے برائت بھی اور بہتان لگانے والوں کے منہ میں خاک بھی پڑ چکی ہے الخ الغرض یہ صرف آپ کی جہالت دکھائی گئی ہے تاکہ لوگ نام نہاد فاتح مناظرہ بھوک دائیر کی کثرت مطالعہ کا اندازہ لگالیں جس کے برتے پر پاکستان میں اچھلتے کودتے پھرتے ہیں ،

اب خیانت سنیئے

حیات القلوب کی اصل عبارت تو یہ ہے کہ " بدیہا را از ما اہل بیت دور گردانند " قریشی صاحب ترجمہ کرتے ہیں کہ ہمارے اہل بیت سے برائیوں کو دور کرتا ہے قریشی صاحب اگر " از ما اہل بیت " کی ترکیب نحوی کر کے یہ ترجمہ صحیح کر دیں تو میں انعام دوں گا یا خود مان لیں گے کہ آپ کو عربی سے قطع نظر فارسی بھی نہیں آتی یا بدیانتی اور خیانت کر رہے ہیں یہ تو فارسی کی ابتدائی کتابیں پڑھنے والے بھی جانتے ہیں کہ یہ ترجمہ " از اہل بیت ما " کا ہے کیونکہ ترجمہ میں " اہل بیت " کو مضاف اور " ما " کو مضاف الیہ ظاہر کیا گیا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے ۔ " از ما اہلبیت " منا اہل البیت کا ترجمہ ہے جس کا مطلب یہ ہے " ہم اہلبیت سے " اور قریشی صاحب ترجمہ کرتے ہیں " ہمارے اہل بیت سے "

ع ببیں راہ از کجا است تا بہ کجا

عبارت کا مطلب صاف ہے کہ حضورؐ نے اپنے آپ کو اہلبیت سے فرمایا اور ضمیر جمع سے اہل بیت تطہیر کی طرف اشارہ کیا جن کو خداوند تعالیٰ نے عار اور ننگ اور اضافت بد سے محفوظ رکھا ورنہ اہلبیت شرف پر عار لاحق ہو جاتی غلام اور کنیز کی تو بات کیا کیونکہ وہ غلام ہے اور ام ولد جناب ماریہ کنیز ہے دونوں غیر معصوم اور غیر مطاہر ہیں اگر معاذ اللہ یہ اتہام ثابت ہو جاتا تو اہل بیت شرف پر عار اور ننگ لاحق ہو جاتا خداوند تعالےٰ نے حکمت عملی سے اس گھر کو ایسی عار سے محفوظ رکھا یہاں حضرت ماریہ کی نسبت اہل بیت کا لفظ نہیں اگر ہے تو ام ولد ہے حضورؐ کے بچہ کی ماں ہے اہل ولادت سے تعلق ہو کر داخل نسب ہو جائے گی۔

سلمان منّا اہلبیت کا کیا مطلب ہے

قارئین! قریشی صاحب ہم سے آیت کا مطالبہ کرتے کرتے ایسے پھسلے ہیں کہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا معمولی باتوں میں ہاتھ پاؤں پھر مار رہے ہیں خلاف معقول اور منقول جا رہے ہیں مثلاً کتب معتبرہ سے گر کر کتب غیر معتبرہ اور غیر مستند میں چلے گئے ہیں قرآن کا نام لینے والے اب کتب اربعہ، کافی، استبصار، تہذیب من لا یحضرہ فقیہ اور صحیفہ سجادیہ، نہج البلاغہ زیارات متواترہ سے گزر کر حیات القلوب اور مجالس المومنین فارسی کی کتابیں جو علمائے متاخرین نے بلا قید و شرط صحت لکھی ہیں وہاں چلے گئے ہیں اور معقول کی حالت یہ ہے کہ حقیقت اور مجاز کا بھی پتہ نہیں چلتا، اضافت میں ادنیٰ ملابست کی خبر نہیں پڑتی حقائق پر نظر نہیں جو کچھ منہ میں آتا ہے لکھے جاتے ہیں تائید میں شواہد دستیاب ہوں یا نہ، اس بوتے پر فاتح

جھوک دائیہ ہونے کا ڈھنڈورا بھی ساتھ ساتھ پیٹتے جا رہے ہیں۔

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خُدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں!!

سلمان فارسیؓ بھی اہلبیت ہیں کی تحقیق

قریشی صاحب حضرت سلمان فارسیؓ کی نسبت ایک دو حوالے حیات القلوب اور مجالس المومنین سے نقل کر کے فرماتے ہیں "افسوس کہ جو فارسی الاصل ہے وہ شیعوں کے نزدیک اہلبیت ہے اور جو ساتویں پشت سے حضورؐ کا نسبی حیثیت سے رشتہ دار ہے ان کو اہلبیت تو کیا شیعہ انہیں عزت کی نگاہ سے دیکھنا گوارا نہیں کرتے" قریشی صاحب! اس میں شیعہ کا کیا قصور ہے یہ تو حضورؐ رسالتمآب سے پوچھئے کہ حضورؐ اہل بیت کے مخلص غلاموں کو بھی منا اھل البیت سے نواز دیتے ہیں دیکھیے اپنی کتاب الکمال فی الرجال لصاحب المشکوٰۃ ص۵۹۷ مطبوعہ اصح المطابع دہلی، کہ حضورؐ نے فرمایا، سلمان ہم اہلبیت سے ہے، اور آپ کے خلیفہ صاحب کو باوجودیکہ وہ قریشی صاحب بھی ہیں، ساتویں پشت میں بھی شریک ہیں، سُسر بھی ہیں، اور حضرت امّ المومنین عائشہ محبوبہ رسولؐ خدا کے والد شریف بھی، لیکن پھر بھی اہل السنّت اُسے نکال دیتے ہیں اور نفی کر دیتے ہیں کہ یہ اہلبیت نہیں اگر کوئی شُبہ ہو تو اپنی کتب دیکھیئے مثال کے طور پر فی الحال صرف تفسیر ابن کثیر پر نظر ڈالیے تاکہ حقیقت نکھر کر سامنے آجائے کہ۔

حضرت ابُوبکر اہلبیت نہیں

عن زید بن یثیغ قال نزلت براۃ فبعث رسول اللہ ابوبکر

ثم ارسل علی فاخذ ھا فلما رجع ابوبکر قال نزل فی بیئی قال لا ولکن امرت ان بلغھا، انا او رجل من اھل بیتی، تفسیر ابن کثیر صہ ۳۵۳ ج ۲ ۔

ترجمہ! تبلیغ سورۂ برأت کے سلسلہ میں جب علیؑ نے جا کر ابو بکر کو واپس کر دیا تو ابو بکر نے واپس آ کر عرض کی کہ حضورؐ میرے بارے میں کوئی خبر نازل ہوئی ہے فرمایا نہیں صرف یہ حکم ہوا ہے کہ سورہ برأۃ کی تبلیغ یا میں خود جا کر کروں یا وہ مرد جا کر کرے جو میری اہلبیت سے ہو لیجئے قریشی صاحب! اب تو معاملہ صاف ہو گیا کہ فارسی الاصل منا اھل البیت کا مصداق ہے مگر آپ کے خلیفہ صاحب نہیں اب فرمائیے، حقیقت اور مجاز کا فرق ہے کہ یہاں حقیقت کی نفی ہے؟! اور وہاں مجاز کا اثبات ہے یا اِنَّہٗ لَیْسَ مِنْ اَھْلِکَ اور عمل غیر صالح کی حقیقت کا فرمایئے جون سی راہ آسان نظر آئے اختیار کر لینا اگر آپ کے بزرگوں کے رہے سہے پول بھی نہ کھل گئے تو انکار پنجتن پاکؑ کا مزہ کیسے آئے گا۔

شعر
چوں خدا خواھد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکاں برد!!

یہ راز کہ سلمان اہلبیت کے ساتھ کس طرح ملحق ہے یا اس حدیث کا کیا مطلب ہے۔

سلمان منّا اہل البیت کی تحقیق

بے شک سلمان منّا اہل البیت کی حدیث صحیح اور مسلّمہ فریقین ہے جیسا کہ آئمہ اہلبیت علیہم السّلام فرماتے ہیں "فقال ابو جعفرؑ لا تقولو سلمان الفارسی ولکن قولو سلمان المحمدی ذالک رجل منا اھل البیت بحار الانوار باب فضائل سلمان جلد ۶) حضرت محمّد باقر علیہ السّلام کے پاس جب سلمان فارسی

کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ سلمان فارسی نہ کہو بلکہ سلمان محمدی کہو وہ ایک مرد ہے ہم اہلبیت سے، ایک دوسری روایت میں ہے کہ سلمان منا اھل البیت الحکمۃ ویوتی البرھان (بحار بحوالہ مذکورۃ الصدر) کہ جناب رسالتمآبؐ نے ایک حدیث طویل کے ضمن میں فرمایا کہ سلمان ہم اہل بیت سے حکمت اور برہان دیا گیا ہے بحار الانوار کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت امام جعفر الصادقؑ نے فرمایا ادرک سلمان العلم الاوّل والعلم الآخر وھو بحر لا ینزح وھو منا اھل البیت ۔

ترجمہ: سلمان نے علم اوّل و آخر پایا اور وہ بحر بے پایاں ہے اور وہ ہم اہلبیت سے ہے ایک اور روایت میں آیا ہے کہ علم اوّل سے مراد علم رسولؐ خدا اور علم آخر سے مراد علم علیؑ ہے ۔

کتب اہل السنّت

میں بھی یہ روایت موجود ہے کہ روز جنگِ خندق جبکہ مہاجرین نے کہا کہ سلمان ہم سے ہوگا اور ہمارے ساتھ کام کرے گا اور انصار نے کہا ہم سے ہوگا تو حضورؐ پرنور نے فرمایا کہ نہیں "سلمان منا اھل البیت"، سلمان ہم اہل بیت سے ہوگا۔

(مدارج النبوۃ ص ۶۵۵ ج ۲)

مگر اس کا یہ مطلب نہیں

کہ حضرت سلمانؓ یا دیگر صحابہ یا نیک بندے جن کی نسبت ایسے الفاظ آئے ہیں وہ حقیقتاً اہل بیت میں داخل ہیں بلکہ حقیقت اور مجاز، الحاق اور اصل منسوب اور منسوب الیہ کا فرق ہے لفظ "منا" "منی" کے مفہوم میں بحث ہے ورنہ اہلبیت وہی ہیں جو اہلبیت نسب ولادت اور شرف کے ہر سہ مصادیق صادق آتے ہیں چنانچہ اہلسنّت کی مستند کتاب سنن کبریٰ بیہقی ص ۱۵۲ ج ۲ مطبوعہ حیدرآباد میں ہے کہ کاتہ جعل واثلۃ فی حکم الاھل تشبیھا

بمن یستحق ھذا الاسم لا تحقیقاً۔

ترجمہ! کہ دائرہ کو جو حضورؐ نے حکم اہل بیت میں داخل فرمایا ہے یہ اصلی اور حقیقی اہلبیت کیساتھ بعض امور میں تشبیہ کی وجہ سے مجاز حقیقت نہیں معلوم ہوتا ہے کہ صدر مبلغ تنظیم اہل السنّت مولوی دوست محمد صاحب قریشی کی نہ اپنی کتب پر نظر ہے اور نہ ہی حقیقت و مجاز کا فرق یاد ہے ورنہ سلمان منّا اہل البیت یا من صلح فھو منّا اہل البیت میں غلطی نہ کھاتے۔ دوئم! اسلئے بھی سلمان منّا اہل البیت کا مصداق ہے کہ سلمان حضورؐ کا آزاد کردہ غلام ہے اور مولیٰ القوم منھم مشہور ہے جیسا کہ اہل سنّت کے مشہور بزرگ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی اپنی کتاب فتوحاتِ مکیہ ص۱۹۷ ج ا میں فرماتے ہیں کہ فیسو سلمان الّذین الحقہ باھل البیت ما اعطاء النبی من اداء کتابتہ وفی ھذا فقہ عجیب فھو عتیقہ صلی اللہ علیہ وسلّم ومولی القوم منھم، **ترجمہ!** یعنی سلمان کے ملحق با اہل بیت ہونے کا راز یہ ہے کہ حضور پر نور نے اس کا زرکتابت یعنی آزاد ہونے کا بدل خود عطا فرمایا تھا پس وہ حضورؐ کے آزاد کردہ غلام اور مولیٰ القوم منھم کہ اسکی قوم کا آزاد کردہ غلام انہیں میں شمار ہوتا ہے مشہور ہے پس بطور فقہ بھی سلمان کا شمار بایں لحاظ اہلبیت میں ہوگا۔ سوئم: مِنّی اور مِنّا کا لفظ بعض اوقات تابعداروں کے حق میں استعمال ہوتا ہے جیسے فَمَن تَبِعَ فَاِنَّہٗ مِنّی کہ جس نے میری تابعداری کی وہ مجھ سے ہے یا فَمَن رَغِبَ عَن سُنّتی فَلَیسَ مِنّی کہ جس نے میری سُنّت سے منہ پھیرا وہ مجھ سے نہیں یعنی میرا تابعدار نہیں اس حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ باقی صحابہؓ تو صرف میرے تابعدار ہیں مگر سلمان ہم سب اہلبیت کا تابعدار اور مخلص شیعہ ہے جیسا کہ:۔

صادقِ آلِ محمدؐ کا ارشاد ہے

عن الفضل بن عیسیٰ الھاشمی قال دخلت علی ابی عبد اللہ انا و ابی فقال امن قول رسول اللہ سلمان رجل منّا اھل البیت فقال نعم فقال ای من ولد عبد المطلب فقال منّا اھل البیت فقال لہ ای من ولد ابی طالب فقال منّا اھل البیت فقال لہ انی لا اعرفہ فقال فاعرفہ یا عیسیٰ فانہ منّا اھل البیت ثم اومأ بیدہ الی صدرہ ثم قال لیس حیث تذھب ان اللہ خلق طینتنا من علیین وخلق طینۃ عدونا من سجین وخلق طینۃ شیعتنا من دون ذالک وھم منھم وسلمان خیر من لقمان۔

ترجمہ! فضل بن عیسیٰ ہاشمی سے روایت ہے کہ میں نے جناب صادق آل محمدؑ سے سوال کیا کہ کیا یہ قول حضورؐ رسالتمآب کا ہے کہ سلمان منا اهل البیت؟ آپ نے فرمایا ہاں! یہ قول صحیح ہے میں نے عرض کی کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ سلمان اولادِ عبد المطلبؑ سے ہے؟ فرمایا نہیں ہم اہلبیت سے ہے میں نے پھر عرض کی کہ وہ اولادِ ابو طالبؑ سے ہے؟ فرمایا نہیں وہ ہم اہلبیت سے ہے میں نے عرض کی حضورؐ میں اس کا مطلب نہیں سمجھ سکا فرمایا اے عیسیٰ اچھی طرح سمجھ لے پس تحقیق وہ ہم اہلبیت سے ہے پھر آپ نے اپنے سینہ کی طرف اشارہ کیا پھر فرمایا جہاں تیرا خیال جا رہا ہے وہ بات نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ ہماری طینت کو علیین سے پیدا کیا اور شیعہ کی طینت کو اس سے نچلے درجہ کی طینت سے پیدا کیا پس وہ شیعہ ہم سے ہیں شیعہ ہم سے متصل ہیں بلحاظ طینت یعنی ہمارے تابعدار ہیں اور ہمارے دشمنوں کی طینت کو سجین سے پیدا کیا اور ان کے تابعداروں کی طینت کو اس سے نچلے طبقہ سے پیدا کیا لہذا وہ ان سے ہیں اور ہمارے شیعہ ہم سے ہیں اور سلمان لقمان سے بہتر ہے، یہی حدیث حیات القلوب صفحہ ۹۸ ج ۲ ترجمہ فارسی میں بھی موجود ہے مطلب یہ ہوا کہ سلمان ہم اہلبیت کا حقیقی معنوں میں تابعدار ہے چہارم! عند العارفین یہ پاک لوگ کثرت اتباع کی وجہ سے فَنَا فِی اللّٰہ اور فَنَا فِی الرَّسُوْل، اور فَنَا فِی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ عَلَیْہِمُ السَّلَام ہو کر اَھْلَ اللّٰہ، اَھْلَ الرَّسُوْل اور مِنَّا اَھْلَ الْبَیْت کا خطاب پا چکے ہیں ورنہ حقیقت میں نہ اللہ ہیں، نہ رسول، اور نہ ہی اہلبیت صرف نسبت اور اضافت ہے جیسا کہ حدیث شریف میں اهل القرآن اهل اللّٰه و خاصته رواه الترمذی کہ اہل قرآن اہل اللہ ہیں یعنی اللہ کے خاص ہیں یعنی اللہ کی طرف سے ان کی نسبت اور اضافت پختہ ہو گی چنانچہ محی الدین ابن عرب فتوحاتِ مکیہ جلد اول صفحہ ۱۹۶ میں فرماتے ہیں واذا ان لا یضاف الیھم الا مطهر مقدس وخصلته له العنایة الالٰهیة بمجرد الاضافة فما الملک باهل البیت فی نفوسهم فهم المطهرون بل هم عین الطهارة یعنی کہ سلمان منا اہل البیت کہنے کی وجہ یہ ہے کہ پاکوں کی طرف منسوب بھی پاک ہو سکتا ہے لہذا سلمان منسوب باہلبیت ہوا تو عنایات الٰہیہ صرف نسبت کی وجہ سے سلمان کے حال پر متوجہ ہو گئی اب آپ غور کیجئے کہ صرف نسبت کا یہ عالم ہے تو اہل بیت تطہیر بذات خود کتنے پاک ہوں گے پاک کیا وہ تو عین طہارت ہوں گے۔

یہ ہے حقیقت

سلمان منا اہل البیت کی جس سے صدر مبلغ تنظیم اہلسنت جناب قریشی صاحب مغالطے دے رہے ہیں اصل بات یہ ہے کہ ان لوگوں کے پاس نہ حقائق ہیں اور نہ ہی یہ مطالعہ کرتے ہیں انکا کام صرف مغالطہ دہی کے علاوہ اور کچھ نہیں

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

۷۸۶

اِنَّ مِن شِیعَتِہٖ لَاِبرَاھِیمَ (القرآن)

یا اَبَا الحَسَن اَنتَ وَشِیعَتُکَ فِی الجَنَّۃ (الحدیث)

اثبات الشیعہ

(دوسرا جز)

حضرات! استاذی المکرم والمعظم وکیل آل محمد حضرت مبلغ اعظم مولانا محمد اسمٰعیل اعلیٰ اللہ مقامہ قدس سرہ نے جہاں میدان تقریر میں مذہب شیعہ خیر البریہ کی اسطرح خدمت کی کہ مومنین کو فضائل و مصائب کے علاوہ مذہب حقہ کے دلائل سے بھی مستفید اور میدان مناظرہ میں مخالفین کو گنگ اور لال کردیا وہاں تحریراً بھی مخالفین کے ہر حملہ کا دفاع کیا خصوصاً مولوی دوست محمد قریشی صدر مبلغ تنظیم کا شاذ و نادر کوئی مضمون یا جواب لا استفسار ہوگا جسکو آپنے بے تعاقب چھوڑا ہو چنانچہ یہ بھی مولوی دوست محمد صاحب کے ایک مضمون کا جواب ہے جس میں اس نے مذہب شیعہ کے خلاف زہر افشانی کی تھی مبلغ اعظمؒ نے اس کا جواب دیا جو نہایت مقبول ہوا اب میں ان جواہر پاروں کو مرتب کر کے آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں تاکہ مومنین کے پاس اپنے مذہب کا ایک تحقیقی لاجواب رسالہ موجود ہو اور حملہ مخالف کا بروقت جواب دے سکیں۔

چونکہ فن مناظرہ میں وکیل آل محمدؐ نے ایک حاضر دماغ پایا لہذا آپکے مناظرانہ مضمون بھی ایک خاص انداز کے حامل ہیں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

احمد علی حیدری رتہ متہ جھنگ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ نَوَّرَ قُلُوْبَنَا بِوَلَاءِ عَلِیٍّ وَ الْحُسَیْنِ وَشَرَّفَنَا بِاِتِّبَاعِ الثَّقَلَیْنِ وَجَعَلْنَا شِیْعَۃَ الْحَقِّ وَصَلَاتُہٗ وَ سَلَامُہٗ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ فِی الدَّارَیْنِ۔

اخبار دعوت ص۵ مجریہ ۲۰ر اکتوبر ۱۹۵۵ء باب الاستفسارات کے کالموں میں مولوی
۲۷
دوست محمد صاحب قریشی کا ایک مضمون بتفسیر آیۃ کریمہ اِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرٰھِیْمَ
۳۷/۸۳ نظر حقیر سے گزرا تفسیر بالرائے اور خلاف معقول و منقول کا ایک مرقع سامنے آگیا برا ہو تعصب کا اسکی بدولت آدمی حقائق و بدیہات پر بھی پردہ ڈالنے کی کوشش کرتا ہے حقیقت الامر یہ ہے کہ قریشی صاحب صدر مبلغ تنظیم اہلسنت کے لقب کو برقرار رکھنے کے لئے کوشاں تو بہت رہتے ہیں مگر مذہب اہلسنت کا مبنی بر حقائق نہ ہونا اور قریشی صاحب کا اسباب تحقیق سے تہی دامن ہونا آپ کے بس کا روگ نہیں آپ کو غلط سلط جو کچھ سوجھتا ہے لکھ مارتے ہیں۔ اگر صحیح نہ نکلے اور قرآن و حدیث و علم جدل کے قواعد مطابقت نہ کریں تو قریشی صاحب کیا کریں۔ لیکن ارباب تنظیم کو تو یہ بھی کافی ہے کیوں کہ اندھوں میں کانا راجہ مشہور ہے۔ اب ذرا آپ کے تحقیقی جواہر کی تفصیل ملاحظہ فرمائیے آپ کو شق بندی سے نمبر بڑھانے کا تو بہت شوق ہے مگر مفہوم کچھ نہیں ہوتا پہلی دو شقوں میں آپ نے صرف یہ فرمایا ہے، کہ شیعوں کو اس آیت سے استدلال کرنیکا کوئی حق نہیں کیوں کہ وہ علیؑ کے شیعہ ہیں ابراہیمؑ شیعہ نہیں ہیں۔

سُبْحَانَ اللّٰہ! شاید اس لحاظ سے تو ہمیں مسلمان کہلانے کا حق بھی نہ ہو کیوں کہ مِلَّۃَ اَبِیْکُمْ اِبْرٰھِیْمَ ھُوَ سَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ الخ ۲۲/۷۸ کے مطابق تو ہمارا نام مسلمان بھی حضرت ابراہیمؑ ہی نے رکھا تھا۔ اور ہم محمدی مسلمان ہیں اگر مسلمان فی الحقیقت ابراہیمی مسلمان ہیں تو شیعہ علیؑ ابراہیمی شیعہ کیوں نہیں ہوسکتے بلکہ اس لحاظ سے تو شاید قریشی صاحب کو حنفی کہلانے کا بھی حق نہ ہو کیوں کہ آپ تو امام ابوحنیفہ کے حنفی ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ یا حنیفا کیطرف تو منسوب نہیں ہیں۔ اگر توافق الفاظ یا اشتقاق صغیر یا کبیر کی کسی مناسبت سے آپ حنفی کہلاتے ہیں تو شیعہ علیؑ کا حضرت ابراہیمؑ کے شیعہ نوحؑ ہونے کے ساتھ

کیوں تطابق و توافق نہیں مانا جاتا اثناعشریہ اس پر کیوں نہ فخر کریں کہ ان کے مذہب کا نام وہی نام ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل کے لئے پسند فرمایا ہے اسی لئے شہید ثالث نور اللہ مرقدہٗ نے احقاق الحق کے خطبہ میں براعتہ استہلال کے طریق پر شکر اور فخر بدیں الفاظ فرمایا تھا کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ مقام شِیْعَۃِ الْحَقِّ عَلِیًّا وصیّرھم مع نَبِیِّہٖ اِبْرَاھِیْم فِیْ ذٰلِکَ الاسم سمیّاً احقاق الحق ص۲

یعنی جملہ تعریفیں اس محمود کے لئے زیبا ہیں جس نے شیعہ حق کے مقام کو بلند کیا اور ان کے شیعہ ہونے میں نبی اکرم ابراہیم خلیل کے ساتھ ہمنام کر دیا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ

شق نمبر ۳

میں فرماتے ہیں کہ آئمہ کرامؑ نے اپنی روایات میں کہیں اس آیت کو اپنی شیعت کے اثبات میں بطور دلیل پیش نہیں کیا۔

الجواب

یہ آپ کی سادگی اور ناواقفی ہے حالانکہ آئمہ اطہارؑ اس آیت کو بطور استشہاد برائے مذہب حقہ شیعہ پیش فرما چکے ہیں۔ دیکھئے تفسیر صافی ج۲ ص۱۳۳ مطبوعہ ایران

عَنِ الباقر لیھنکم الاسم قِیْلَ وَمَا ھو قال الشِّیْعَۃِ قیل اِنَّ النَّاس یعیرونا بذالِکَ قَالَ اَمَا تسمع قول اللہ عزّ وجلّ اِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرَاھِیْمَ وقولہ فاستغاثہ الَّذِی مِنْ شِیْعَتِہٖ

امام محمد باقر علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ تم کو یہ نام مبارک ہو عرض کیا گیا حضور کون سا؟ آپنے فرمایا شیعہ، عرض کیا گیا حضور لوگ تو ہمیں اس نام پر عار دلاتے ہیں فرمایا کیا تم نے قول باری تعالیٰ اِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرَاھِیْمَ اور فَاسْتَغَاثَہُ الَّذِی مِنْ شیعتہ ۲۸/۱۵ نہیں سنا۔

دیکھا یہ تو وہی نام ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل اور شیعہ موسیٰ علیہ السلام پر اطلاق فرمایا ہے

یہ ہے قریشی صاحب کی جہالت اور خیانت کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اس آیت کو بطور دلیل پیش فرما چکے ہیں مگر قریشی صاحب انکار پر مُصر ہیں اور اس مبلغ علم پر مناظر ہونے کا دعویٰ بھی ہے۔ اور تنظیم کے صدر مبلغ بھی ہیں ؎

ع گر ہمیں مکتب است و ایں ملّاں = کار طفلاں تمام خواہد شد

شق نمبر ۴

میں فرماتے ہیں اس سے قطع نظر کہ اس آیت میں شیعہ کا معنیٰ کیا ہے۔ لفظ شیعہ مضاف ہے اس سے بطور ضرور ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نوحؑ کے گروہ میں سے تھے رہا یہ کہ حضرت ابراہیمؑ بھی شیعہ تھے کسی طرح یہ ثابت نہیں ہوتا۔

الجواب

شاید اس شق کا مطلب تو خود قریشی صاحب بھی نہ سمجھے ہوں مہمل ہو تو ہو مگر ایک نمبر تو بڑھ گیا۔ اس خدا کے بندے سے کون پوچھے کہ حضرت! شیعہ کے کیا معنی ہیں یہ لفظ مشتق ہے یا غیر مشتق بصورت مشتق اس کا مادہ کیا ہے۔ شیعہ کے معنی ہر وقت گروہ کے ہوتے ہیں۔ یا تابعدار کے بھی شیعہ اور گروہ میں کیا نسبت ہے اور تابعدار کے معنی کب ہوتے ہیں اور گروہ کے کب اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نوحؑ کے گروہ کے مان لیا تو حضرت ابراہیمؑ شیعہ نوحؑ کیسے نہ ہوئے اور آپ کی مراد گروہ سے کون سا گروہ مراد ہے حضرت نوحؑ کا تابعدار یا مخالف، اگر مخالف مراد ہے تو جناب نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ میں تخالف دکھائیے اور اگر تابعدار گروہ مراد ہے تو لفظ تابعدار سے احتراز کرنا کچھ معنی نہ دارد اور جب بقول آپ کے لفظ گروہ کی عربی شیعہ ہے تو حضرت ابراہیمؑ کو شیعہ نوحؑ کہیے۔ ہچکچاہٹ اور جھجک کیسی مکر و فریب کیوں؟ آپ کی یہ مہمل عبارت کہ گروہ ہیں اور شیعہ نہیں ،، اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ قرآن کریم اردو میں نازل ہوا ہے جس میں لفظ گروہ آیا ہے اور شیعہ نہیں حالانکہ قرآن عربی ہے اور عربی میں لفظ شیعۃ آیا ہے

اور حضرت ابراہیم پر استعمال ہوا ہے۔ اور آپ اس کو چھپانا چاہتے ہیں اور حیلے بہانے بناتے ہیں مگر یہ چل نہ سکیں گے۔ لیجئے! ہم عرض کر دیتے ہیں کہ اس لفظ کے لغوی معنی کیا ہیں اور اصطلاحی کیا، بمعنی تابعدار کب ہوتا ہے اور بمعنی گروہ کب! در اسلام میں کس گروہ کا نام شیعہ ہے اور اس کے کیا عقائد ہیں اور اس گروہ کے اس لقب کی ابتدا کب ہوئی آیا خیر القرون میں یا اس کے بعد اور یہ بھی عرض کریں گے کہ اہلسنت نے اس لقب کو کب ترک کیا ہر چیز اپنے محل پر نمبروار عرض ہو جائے گی۔

لغوی معنی لفظ شیعہ

لفظ شیعہ بروزن فعلۃ اسم صفت ہے ہر اس بندے کا، یا اس عورت کا، یا اس جماعت کا، جو تابعداری کرے کما فی الکشاف ص ۲۱۹ ج ۲ مطبوعہ مصر حیث قال المراد بالشیعۃ وھی فعلۃ کفرقۃ وفتیۃ الطائفۃ التی شاعت ای تبعت یعنی شیعہ کا وزن فعلہ ہے جیسے فرقہ اور فتیہ اور مراد اس سے وہ جماعت ہے جس نے تابعداری کی اور اس کا مادہ شیاع ہے کما فی البیضاوی ص ۲۴۹ ج ۱ مطبوعہ مصر والجمل ص ۵۲۱ اور اس میں مذکر اور مؤنث، جمع اور واحد برابر ہوتے ہیں کما فی القاموس ص ۴۷ ج ۳ ویقع علی الواحد والاثنین والجمع والمذکر والمؤنث یعنی لفظ شیعہ واحد تثنیہ جمع مذکر اور مؤنث پر مساوی طور پر واقع ہوتا ہے اور اس کی جمع بروزن شِیَعٌ اور جمع الجمع اَشْیَاعٌ ہے کما فی تفسیر الجمل ص ۵۲۱ ج ۳ مطبوعہ مصر، حیث قال الجمع شِیَعٌ مِثْلُ سِدْرَۃٍ وَسِدَرٌ وَالْاَشْیَاع جَمْعُ الْجُمُوْعِ یعنی شیعہ کی جمع شیع ہے جیسے سدرۃ کی جمع سدر اور اشیاع اس کی جمع الجمع ہے صرفی قاعدے کی بنا پر یہی جمع آنی چاہیے کیونکہ یہ اسم صفت بروزن فِعْلَۃٌ کما قال سیبویہ کل ما ھو علی فِعْلَۃٍ من الاوصاف تکسّر علی فِعَالٍ نحو کَمِشَۃٌ وکِمَاش وَجعدۃٌ وَجعادٌ (رضی شرح شافیہ ص ۱۵۶ باب الجمع) یعنی سیبویہ نے فرمایا ہے کہ وزن فعلہ جب وصفی ہو تو اس کی جمع مکسر بروزن فعال آتی ہے جیسے کمشۃ کی جمع کماش اور جعدہ کی جمع جعاد اور اس کا مادہ

مختلف بابوں میں جاکر مختلف معانی پیدا کرتا ہے۔ مثلاً ثلاثی مجرد میں شاع الشیع اشاعتِ خبر کے معنی دیتا ہے۔ کما فی القاموس اور باب افعال میں تقریباً یہی معنی ہوتے ہیں صرف لازم اور متعدی کا فرق پڑتا ہے۔ اور باب تفعیل میں کسی کو از راہ محبت وداع کرنے کے معنی میں آتا ہے جیسا کہ المنجد ص۴۲۳ پر سب کی مثالیں بالتفصیل موجود ہیں ہم صرف باب مفاعلہ کی مثال نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں کیوں کہ اس باب میں اس کے معنی محبت کے ساتھ پیروی کرنے کے ہوتے ہیں دیکھو شایعہٗ تابعہٗ ووالاہ علیٰ امرٍ یعنی کسی کی مشایعت کرنے کا مطلب اس کی پیروی اور محبت کرنا ہے کسی امر میں چونکہ شیعان حیدر کرار جناب امیر کی پیروی و محبت کرتے ہیں۔ لہٰذا وہ شیعہ علیؑ ہیں اور بصورت اضافت الی الرجل اس معنی میں آتا ہے۔ کما فی المنجد ص۴۲۳ شیعۃ الرجل اتباعہٗ وانصارہٗ کہ کسی مرد کے شیعہ سے مراد اس کے تابعدار مددگار ہوتے ہیں دیگر کتب میں بھی یہی ہے حوالہ اور عبارت پر کفایت کی جاتی ہے ترجمہ یہی ہے منتہی الارب ص۳۵۰ ج۲ پر ہے کہ شیعۃ الرجل پیروان و یاران مرد، تفسیر جمل ص۵۱۲ ج۳ پر ہے کہ فی المختار الشیعۃ اتباع الرجل وانصارہ اور بلا اضافت اس کے معنی ایسی جماعت کے ہوتے ہیں جو کسی امر میں متفق اور مجتمع ہو جائے کما فی البیضاوی ص۲۲۹ ج۱ شِیَعَتِہٖ وَھِیَ فِرْقَۃ المتفقۃ علی طریق ومذھب من شاعہ اذا تابعہٗ کہ شیع جمع شیعہ کی ہے اور وہ اس فرقہ کا نام ہے جو متفق ہو اوپر کسی طریقہ اور مذہب کے اور اسی لئے اسکی جمع کی مذمت آتی ہے کیوں کہ منافی اتفاق واتحاد ہے۔ کما لا یعلم الخبیر ـــــ معلوم ہوا کہ شیعہ مذہب واحد کا نام ہے مختلف ہوئے تو شیعہ نہ رہے اور تفسیر جمل ص۵۱۲ ج۴ میں ہے کہ کُلّ قومٍ اِجْتَمَعُوا عَلٰی اَمْرٍ فَھُمْ شِیَعَۃٌ کہ جو قوم کسی امر پر مجتمع ہو جائے پس وہی شیعہ ہیں پس ہیں لفظ شیعہ کے لغوی معنی بصورت اضافت وبلا اضافت کہ بصورت اضافت تابعدار و مددگار افراد کو کہتے ہیں اور بلا اضافت متفق اور مجتمع قوم کا نام ہے جس قوم کے افراد صالح ہوں گے اور امر نیک پر اتحاد ہو گا وہ قوم صالح ہو گی کما قال حکیم المشرق۔ ع

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ

یعنی شیعہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے پیروی کی علیؓ کی بالخصوص اور وہ آپ کی امامت ولایت کے قائل ہوئے نص اور وصیت کی رو سے خواہ وہ نص جلی ہو یا خفی اور انہوں نے یہ اعتقاد کیا کہ امامت اولاد علیؓ سے باہر نہ نکلے گی اگر نکلی تو وہ غیر کے ظلم کی وجہ سے اور یہی عبارت شرح مواقف ص۵۲۳، پر بھی موجود ہے ۔

ابتداء لقب شیعہ

اس لقب کی ابتداء جماعتی طور پر ۳۷ھ میں ہوئی جبکہ جناب امیر المومنینؓ خلافت ظاہرہ پر متمکن ہوئے جیسا کہ تحفہ اثنا عشری مطبوعہ نولکشور کے ص۲۸ پر شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ "ابتداء ایں لقب در ۳۷ھ بود از ہجرت" یعنی اس لقب کی ابتداء ۳۷ھ میں ہوئی

اہل سنّت نے کب لقب شیعہ ترک کیا

بقول شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اہلسنّت والجماعت شیعہ اولے ہیں جیسا کہ اسی تحفہ اثنا عشری کے ص۹ پر فرماتے ہیں کہ "افتراق شیعہ چہار فرقہ کہ یک فرقہ از انہا ملقّب باہل سنّت و جماعت اند وهم الشیعۃ الاولیٰ والمخلصون من الصحابۃ والتّابعین لھم باحسان" یعنی شیعہ کے چار فرقے ہیں ایک فرقہ ان سے وہ ہے جو اہل سنت والجماعت کے لقب سے ملقّب ہو چکا ہے اور وہی شیعہ اولیٰ تھے اور مخلصین صحابہ اور تابعین بھی شیعہ اولیٰ تھے پھر اسی تحفہ کے ص۱۷ پر فرماتے ہیں "کہ باید کہ دانست کہ شیعہ اولیٰ فرقہ سنّیہ و تفضیلیہ اند در زمان سابق بشیعۃ ملقب بودند وچوں غلات و روافض و زیدیہ و اسماعیلیہ بایں لقب خود را ملقب کردند و مصدر قباح و شرور اعتقادیہ و عملی گردیدند خوفاً عن التباس الحق بالباطل فرقہ سنیہ و تفضیلیہ ایں لقب را برخود نہ پسندیدند و خود را باہل سنّت والجماعت ملقب کردند"

ترجمہ: جاننا چاہیئے کہ شیعہ اولیٰ فرقہ سنیہ اور تفضیلیہ کا نام ہے پہلے زمانہ میں یہ لوگ بھی شیعہ لقب سے ملقب تھے لیکن جب غالیوں اور رافضیوں، زیدیوں اور اسماعیلیوں نے اس

الحمد للہ! مذہب شیعہ کے افراد محمد وآلِ محمد علیہم السلام کے تابعدار و محب رہیں اور ساری قوم شیعہ مذہب آل محمدؐ پر متفق و مجتمع ہے وللناس فیما یعشقون مذاہب ۔

اصطلاحی معنی لفظِ شیعہ

اور شیعہ اصطلاح میں اہل اسلام میں اسم مذہبی ہے محب داران علیؑ اور فاطمۃ الزہراؑ کا جیسا کہ قاموس ج ۳ ص ۴۷ اور المنجد ص ۴۲۳ اور تفسیر مدارک ج ۱ ص ۴ حاشیہ ۶ پر ہے کہ قد غلب ھذا الاسم علیٰ کل من یتولی علیاً واھل بیتہ حتیٰ صار لھم الاسم خاصاً یعنی لفظ شیعہ اسم بالغلبہ ہے ہر اس شخص کا کہ محبت کرتا ہے حضرت علیؑ سے اور آپ کے اہلبیتؑ سے حتیٰ کہ یہ ان کا خاص نام ہو چکا ہے اور معنی عام سے معنی خاص کیطرف ایسا منقول ہو چکا ہے کہ بلا قرینہ لفظ شیعہ سے محب داران علیؑ و فاطمہؑ سمجھے جاتے ہیں اور یہی تعریف لفظ منقول کی ہے کما فی التلویح ص ۱۹۸ مطبوعہ دیوبند جیسا کہ الٰہ ہر معبود پر اطلاق ہوتا ہے لیکن اب معبود برحق کا اسم بالغلبہ ہے مدارک ص ۲ اور صراح ص ۳۱۴ میں ہے شیعتہ الرجل بالکسر اتباع و انصار مرد و ہواداران اولاد فاطمہؑ مشایعت دلپے کسے رفتن یعنی شیعۃ الرجل سے مراد اس کے تابعدار اور مددگار ہیں اور یہ نام ہے محب داران اولادِ فاطمہؑ کا اور مشایعت کے معنی کسی کے پیچھے چلنا ہے اور یہی معنی شیعہ کے منتہی الارب ج ۲ ص ۳۹۰ پر مرقوم ہیں کہ گروہ از ہواداران علیؑ و فاطمۃؑ والادِ ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنھم، وھو اسم لھم خاص ۔

عقائد شیعہ

کتاب الملل والنحل شہرستانی ج ۱ ص ۲۷ میں ہے الشیعۃ ھم الذین شایعوا علیاً علیہ السلام علی الخصوص وقالوا بامامتہ وخلافتہ نصاً ووصیۃ اما جلیاً او خفیاً واعتقدوا ان الامامۃ لا تخرج من اولادہ وان خرجت فبظلم یکون من غیرہ

لقب سے اپنے آپ کو ملقب کرلیا اور اعتقادی اور عملی برائیوں کے مرتکب ہونے لگے۔ تو التباس باطل کے خوف سے فرقہ سنیہ اور تفضیلیہ نے اس لقب کو اپنے آپ پر پسند نہ کیا اور اپنا لقب اہلسنت والجماعت رکھ لیا ـــــ یہ ہے اصل حقیقت جسے قریشی صاحب چھپانے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہے تھے سیدھا نہ کہا کہ ہم سنّی بعد میں بنے اور پہلے ہم سب لوگ شیعہ ہی تھے، چونکہ خیر القرون زمانہ صحابہ اور تابعین کا نام ہے اور اس لقب کی ابتدا اسی زمانہ ہی میں ہوئی تھی لہٰذا خیر القرون میں تو صحابہ کرام و تابعین بقول شاہ عبدالعزیز شیعہ ہی تھے فرقہ سنّیہ تو بعد کی پیداوار ہے۔

اَلْحَقُّ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَاء

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

تحقیق لفظ حنیفا

شق ۵! میں قریشی صاحب فرماتے ہیں کہ مذہب ابراہیمی کے متعلق جہاں بھی قرآن میں آیا ہے لفظ "حَنِیْفًا مُسْلِمًا" آیا ہے۔

الجواب! معلوم ہوتا ہے کہ قریشی صاحب اس آیت سے حضرت ابراہیمؑ کو حنفی مسلمان بلکہ ابوحنیفہ کا مقلد ثابت کرنا چاہتے ہیں مگر مشکل یہ ہے کہ شیعہ سے پہلے دیگر اہلسنت شافعی حنبلی، مالکی اور اہل حدیث وغیرہ ناراض ہو جائیں گے۔ کہ اگر حضرت ابراہیمؑ حنفی تھے تو ہم کہاں گئے جن کو ابوحنیفہ سے قدم قدم پر اختلاف ہے دوسرے قریشی صاحب یہ نہیں بتلا سکے کہ حَنِیْفًا حال ہے یا صفت اور اس کے معنی کیا ہیں اگر حال ہے تو اس کا ذوالحال کون ہے اور حال مقصود ہوتا ہے یا ذوالحال اور حال ہیئت فاعل بوقت فعل کا نام ہے اور فعل کیا ہے جس کی طرف حضرت ابراہیمؑ باین حال گئے۔

لیجئے! میں عرض کرتا ہوں تفسیر جلالین صنہ پر ہے حَالٌ مِنْ اِبْرَاهِیْمَ مَائِلًا عَلَى الْاَدْیَانِ کُلِّهَا اِلَى الدِّیْنِ الْقَیِّمِ یعنی حنیفا حال ہے ابراہیم سے جس کے معنی یہ ہیں تمام دینوں سے انحراف کرتے ہوئے طرف دین قیم کے جھکنے والا اور یہی تفسیر مدارک جلد ۱ ص ۶۰ پر بھی ہے اب حنیفا کے معنی تو ہوتے ہر دین باطل سے انحراف کر کے دین حق کی طرف جانے والا

لیکن قریشی صاحب نے یہ بتایا کہ اس دین حق کا اصولی نام کیا ہے اور فروعی نام کیا؟
لیجئے ہم عرض کر دیتے ہیں اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ (۳/۱۹) اس کا اصولی نام اسلام ہے جس کے اصول از آدمؑ تا خاتمؐ متفق چلے آتے ہیں کما قال اللہ تعالیٰ قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ (۳/۸۴) وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (۳/۸۵)۔

ترجمہ! کہدے اے میرے حبیب ہم ایمان لائے ساتھ اللہ کے اور جو نازل کی گئی ہم پر اور اوپر ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ اور اسباط پر، اور جو دیئے گئے موسیٰؑ اور عیسیٰؑ اور باقی نبیؑ انکے رب کی طرف سے ہم ان میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے اور ہم واسطے اس کے مسلمان ہیں اور جو شخص پسند کرے سوائے اسلام کے کوئی اور دین پس اس سے نہیں قبول کیا جائے گا اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں سے ہے ــــ

اور اس کا فروعی نام شیعہ ہے کما قال اللہ تعالیٰ اِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ (۳۷/۸۳) جس کے فروع اور قوانین مرسل اول حضرت نوحؑ پر نازل ہوئے اور حضرت ابراہیمؑ ان پر پورے طور پر چلے اور دو ہزار چھ سو سال کے بعد ان کو زندہ کیا اور ان کے بعد باقی انبیاءؑ بلا تفریق ان پر چلتے رہے حتیٰ کہ وہی شریعت طاہرہ ہم تک پہنچی کما قال اللہ تعالیٰ شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ۭ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ۭ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ (۴۲/۱۳)

ترجمہ! مقرر کیا ہے واسطے تمہارے دین سے وہ چیز کہ حکم کیا تھا ساتھ اس کے نوحؑ کو اور جو وحی کی ہم نے طرف تیرے اور حکم کیا تھا ہم نے ساتھ اس کے ابراہیم کو اور موسیٰؑ و عیسیٰؑ کو یہ کہ قائم رکھو دین کو مت متفرق ہو بیچ اس کے بہت بڑی ہے اوپر مشرکین کے وہ چیز کہ پکارتا ہے تو ان کو طرف اس کے اللہ کھینچ لیتا ہے طرف اپنی جس کو چاہتا ہے اور راہ دکھاتا ہے

طرف اپنی اس شخص کو کہ رجوع کرتا ہے طرف اس کے ـــــ یہ تھا وہ دین جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام چلے اور عمل پیرا ہوئے لہٰذا اُن کو خداوند عالم نے اِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرَاھِیْمَ ۳۷/۸۳ کہہ کر شیعانِ نوحؑ میں داخل فرمایا لہٰذا یہ قید احترازی ہوگئی اور شیعہ قید وجودی، تو مطلب یہ ہوگیا کہ دینِ نوحؑ پر چلنے کے لئے دو اصول ضروری ہیں تبرّا اور تولاّ ادیانِ باطلہ سے تبرا اور دینِ حق کے ساتھ تولا اور یہی دو اصول شیعیان حیدر کرارؑ کے ہیں کہ باطل سے انحراف اور حق سے پیار ـــــ اس کے بعد آپ

شق ۶! میں فرماتے ہیں کہ سارے قرآن یا ابراہیمی صحف میں کوئی بھی یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے مذہب کو شیعہ کہا ہو

الجواب! قریشی صاحب شاید اللہ میاں کے کہنے پر یقین نہیں رکھتے کہ قول باری تعالیٰ کے بعد قول حضرت ابراہیمؑ کے متلاشی ہیں حالانکہ خداوند کریم نے نہایت تاکید سے مؤکد بدو تاکید یعنی اِنَّ و لام تاکید جملہ اسمیہ بصورت ثالث اِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرَاھِیْمَؑ فرمایا ہے کہ یہ ضرب حسب انکار منکر ہوتی ہے جس میں تاکید واجب ہے اب اس عقدے کو تو قریشی صاحب ہی حل کریں گے کہ اِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرَاھِیْمَؑ کا جملہ خبریہ ہے کہ انشائیہ؟ بصورت خبریہ شکایت مقصود ہے یا خبر بصورت خبر فائدہ خبر مطلوب ہے لازم فائدہ خبر بصورت اول ایقاع نسبت کا مفہوم تصور ہوگا یا صرف ادراک معنی وقوع نسبت کا اعلام مقصود بصورت ایقاع ہوگا ذرا اِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرَاھِیْمَؑ کی ترکیب نحوی اور معنوی پر غور فرمائیں کہ خداوند لایزال اور علّام الغیوب کا اس خبر سے مقصود کیا ہے۔ اور جب کوئی حضرت ابراہیمؑ کی شیعت سے منکر موجود ہی نہ تھا ضرب اولی ابتدائی اور ضرب ثانی طلبی چھوڑ کر اس کلام کو بصورت ضرب ثالث انکاری کیوں واقع کیا گیا اور حضرت ابراہیمؑ کی شیعت سے کون منکر تھے جن کے انکار کو زائل کرنے کے لئے اس جملہ کو اتنی تاکیدات سے مؤکد فرمایا گیا اولاً جملہ کو سہ تاکیدات سے مؤکد کیا۔

ثانیاً حرف اِنَّ سے اس جملہ کو شروع فرمایا جو برائے تحقیق مضمون جملہ اسمیہ ہوتا ہے جیسے اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ اَیْ حَقِیْقَۃُ قِیَامِ زَیْدٍ کَمَا لَایُخْفٰی عَلَی الْمُبْتَدِیْ اور برائے تاکید ہوتا ہے جیسے اِنَّا اِلَیْکُمْ لَمُرْسَلُوْنَ کما فی المطوّل۔ افسوس قریشی صاحب کو اس تحقیق اور تاکید کے بعد بھی حضرت ابراہیمؑ کے منجملہ شیعہ ہونے کا انکار ہے ے

ع گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ۔ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اب قریشی صاحب ہی سمجھائیں گے کہ جب حضرت ابراہیمؑ جناب نوحؑ کی شریعت سنت اور ان کے مذہب پر ہی تھے تو خدا تعالیٰ نے ان کو دو ہزار چھ سو چالیس سال کے بعد شیعہ نوحؑ کیوں کہا ہے؟ اور ان لوگوں میں کیوں شامل کیا ہے جو حضرت نوحؑ کے مذہب پر چلنے والے تھے اگر یہ لوگ مراد نہیں ہیں تو اور کون لوگ مراد ہیں؟

کیا یہ حقیقت نہیں کہ نوحؑ مرسل اول اور بانی شریعت تھے اور حضرت ابراہیمؑ ان کے شیعہ اور اِمَامُ النَّاس تھے اور ہم تمام لوگ ملت ابراہیمؑ پر چلنے والے ہیں کیا اس لحاظ سے مذہب شیعہ حضرت نوحؑ سے شروع ہو کر تا آل محمدؐ تک گیا یا نہیں؟ اور سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علیؑ کو امام اول سمجھتے ہوئے یَا عَلِیُّ اَنْتَ وَشِیْعَتُکَ فِی الْجَنَّۃِ فرمایا ہے یا نہیں؟ تمام مصنوعی شیعہ مٹ گئے، شیعان حیدر کرارؑ کا یہ اسم بالغلبہ اب تک باقی ہے یا نہیں۔؟

اگر ہے تو انکار کیسا؛ فرار کیسا؛ صاف کہو کہ مذہب نوحؑ اور مذہب ابراہیمؑ اور مذہب علیؑ کا نام شیعہ ہی ہے اور سنی بعد میں بنے ہیں بلکہ یار لوگوں کی ایجاد ہے باقی صحف ابراہیم دیکھنے کی ضرورت کیا جب اِنَّ هٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی صُحُفِ اِبْرٰهِیْمَ وَمُوْسٰی ۸۷/۱۹ کے مطابق قرآن کریم ہی صحف ابراہیمؑ وموسیٰؑ کا ترجمان ہے اور جب قرآن میں وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِیْمَ کی آیت موجود ہے تو صحف ابراہیمؑ وموسیٰؑ میں کیوں نہ ہوگی پھر شق نمبر ۷ میں فرماتے ہیں کہ جب زمانہ ابراہیمیؑ میں موجودہ شیعت کا وجود ہی نہ تھا تو اس میں الجھنا ہی بیکار ہے

(الجواب)

اصول مذہب شیعہ و حضرت ابراہیم علیہ السلام

موجودہ شیعت کا مفہوم نہ معلوم قریشی صاحب نے کیا سمجھا ہے ہمارے نزدیک تو موجودہ شیعت اصول خمسہ، توحید، عدل، نبوت، امامت اور قیامت، اور فروع ستہ، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، خمس اور جہاد کا نام ہے تولا، تبرا، رجعت، عصمت انبیاء وغیرہ اس کے خواص میں سے ہے اور ان تمام عقائد و اعمال کی اصل الاصول

ملت ابراہیم میں نجات ہے

توحید ابراہیمی

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا ؕ فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَ
هُمْ ظٰلِمُوْنَ (۱۴) فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ وَجَعَلْنٰهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (۱۵) وَاِبْرٰهِيْمَ
اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (۱۶) اِنَّمَا
تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ
لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (۱۷)

ترجمہ! اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے نوح کو اس قوم کی طرف پس ٹھہرا وہ اپنی قوم میں پچاس کم ایک ہزار سال پھر پکڑا ان کو طوفان نے اور وہ ظالم تھے پس نجات دی ہم نے اس کو اور کشتی والوں کو اور بنایا ہم نے اس کو نشانی واسطے عالمین کے اور بھیجا ہم نے ابراہیم کو جب کہا اس نے اپنی قوم کو کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو یہ بہتر ہے تمہارے لئے اگر تم جانتے ہوتے، سوائے اس کے نہیں کہ تم اللہ کو چھوڑ کر بتوں کی عبادت کرتے ہو اور بہتان باندھتے ہو اور تحقیق وہ لوگ کہ جن کی تم سوائے اللہ کے عبادت کرتے ہو وہ تمہارے لئے رزق کے مالک نہیں ہیں پس رزق اللہ سے طلب کرو اور اس کی عبادت کرو اور شکر کرو اس کا اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ آیت ہذا سے معلوم ہوا کہ جناب نوح باالاستقلال توحید کے پہلے علمبردار ہیں۔ جنہوں نے مشرکین سے مناظرے کئے جیسا کہ سورہ نوح میں مفصل مذکور ہے اور مرسل اول بھی ہیں دوسرے مرسل اور مواحد ثانی حضرت ابراہیم ہیں۔ جنہوں نے مشرکوں پر ایسی فتح عظیم پائی کہ ہمیشہ کے لیے امام الموحدین ہو گئے اور یہی مطلب ہے وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ۔ کہ حضرت نوح علیہ السلام بانی شریعت تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کے پیرو کار تھے

بت شکنی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام

وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ (۵۱) اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ

وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ (۵۲) قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا
لَهَا عٰبِدِيْنَ (۵۳) قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (۵۴) قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا
بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ (۵۵) قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِيْ
فَطَرَهُنَّ وَاَنَا عَلٰي ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ (۵۶) وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَ
لُّوْا مُدْبِرِيْنَ (۵۷) فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ (۵۸) قَالُوْا مَنْ
فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ (۵۹) قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ
لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ (۶۰) قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓي اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ (۶۱) قَالُوْٓا
ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ (۶۲) قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْئَلُوْ
هُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ (۶۳) فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓي اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ
(۶۴) ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰي رُءُوْسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ (۶۵) قَالَ اَ
فَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَّلَا يَضُرُّكُمْ (۶۶) اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا
تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (۶۷) قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ
كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ (۶۸) قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓي اِبْرٰهِيْمَ (۶۹) وَاَرَادُوْا
بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ (۷۰) وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا
فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ (۷۱) وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ ط وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ط وَكُلًّا جَعَلْنَا
صٰلِحِيْنَ (۷۲) وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ ا
لْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ (۷۳) وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ
حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ ط اِنَّهُمْ
كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ (۷۴)

ترجمہ! اور آگے دی تھی ہم نے ابراہیمؑ کو اس کی نیک راہ اور ہم رکھتے تھے اس کی خبر جب کہا اس نے اپنے باپ کو اور اپنی قوم کو کہ یہ کیا مورتیں ہیں۔ جن پر تم لگے بیٹھے ہو بولے ہم نے پایا اپنے باپ دادوں کو انہیں کو پوجتے ہیں بولا تم اور تمہارے باپ دادے صریح غلطی میں ہیں وہ بولے کیا تو ہمارے پاس سچی بات لایا ہے یا کھلاڑیاں کرتا ہے بولا نہیں

رب تمہارا وہی ہے جس نے بنایا زمین اور آسمان کو اور اسی کی بات کا گواہ ہوں اور قسم اللہ کی میں علاج کر دوں گا۔ تمہارے بتوں کا جب تم جا چکو گے پیٹھ پھیر کر پھر کر ڈالا اُن کو ٹکڑے سوائے ایک بُت بڑے کے کہ شاید اس کے پاس پھر آویں کہنے لگے کس نے کیا یہ کام ہمارے ٹھاکروں سے وہ کوئی بے انصاف ہے ان میں سے بعض بولے ہم نے سنا ہے ایک جوان کو کچھ کہتا ہے اور اس کو ابراہیم کہا جاتا ہے تو وہ بولے اس کو لے آؤ لوگوں کے سامنے شاید کہ وہ دیکھیں تو وہ بولے کیا تو نے کیا ہے یہ ہمارے ٹھاکروں کے ساتھ اے ابراہیمؑ! وہ بولا نہیں لیکن یہ کیا ہے ان کے بڑے نے سو ان سے پوچھ لو اگر وہ بول سکتے ہیں۔ پھر وہ سوچنے لگے اپنے جی میں پھر بولے لوگو! تم ہی بے انصاف ہو پھر اوندھے ہو رہے سر ڈال کر بیشک تو تو جانتا ہے جیسا یہ بولتے ہیں۔ بولا کیا پھر تم پوجتے ہو سوائے اللہ کے ایسے کو جو نہ تمہارا بھلا کر سکتا ہے نہ برا بیزار ہوں میں تم سے اور جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا۔ کیا تم کو سوجھ نہیں تو وہ بولے کہ اس کو جلاؤ اور مدد کرو اپنے ٹھاکروں کی اگر کچھ کر سکتے ہو۔ تو ہم نے کہا اے آگ ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی والی ابراہیم پر اور چاہنے لگے اس کا برا پھر انہی کو ہم نے نقصان میں ڈالا اور بچا نکالا ہم نے اس کو اور لوطؑ کو طرف اسی زمین کے جس میں برکت رکھی ہم نے تمام دنیا کے لئے اور دیا ہم نے اسحٰقؑ اور یعقوبؑ انعام میں اور سب کو نیک بخت کیا اور ان کو کیا ہم نے پیشوا راہ بتاتے تھے ہمارے حکم سے اور ان کو نیکیاں کرنے اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کی وحی کی اور وہ تھے ہماری بندگی کرنے والے اور لوطؑ کو ہم نے حکم اور علم دیا اور نجات دی اس شہر سے جس میں گندے کام ہوتے تھے۔ اور تحقیق وہ قوم بہت بری اور فاسق تھی اور داخل کیا اس کو اپنی رحمت میں بے شک وہ صالحین میں سے تھا یہ تھی حضرت ابراہیمؑ کی بت شکنی اور عملی اقرار توحید اب

۲ اُمیرُ المؤمنینَ اِمامُ المتقین

حضرت علیؑ کی کعبہ میں بت شکنی بھی سن لیجیے،

شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ ص۳۸۵ پر تحریر فرماتے ہیں کہ "یا علیؑ تو پاے برکتف من نہ واین کار بکن علی امثالاً - پاے بر کتف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہاد و آنہار افرو گرفت دریں حالت حضرت از وے پرسید کہ خود را چگونہ می یابی گفت یا رسول اللہ چناں می بینم کہ حجب مکشوف شدہ گویا سر من بساق عرش رسیدہ است و بہر چہ دست درازی می کنم بدست من می آید حضرتؐ فرمود اے علیؑ خوشا وقت تو کہ کار حق را می کنی و حبذا حال من کہ بار حق می کشم،

ترجمہ! حضورؐ نے فرمایا اے علیؑ تو میرے کندھے پر سوار ہو جا اور بت شکنی کر جناب امیر علیہ السلام حضورؐ کے حکم دینے پر آپ کے کندھوں پر سوار ہوئے اور بت گرانے شروع کر دیئے چنانچہ اسی حالت میں حضورؐ نے علیؑ سے پوچھا کہ اے علیؑ تو خود کو کہاں پاتا ہے عرض کی حضورؐ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پردے کھل چکے ہیں اور میرا سر عرش کے کناروں تک پہنچا ہوا ہے اگر ہاتھ بڑھاؤں تو ہر چیز میرے ہاتھ میں آجائے۔ حضورؐ نے فرمایا اے علیؑ تجھے مبارک ہو کہ تو حق کا کام کر رہا ہے اور مجھے مبارک ہو کہ میں حق کا بوجھ اٹھائے کھڑا ہوں

شیعہ کا دوسرا عقیدہ عدل اور حضرت ابراہیمؑ

ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ط وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (۱۶/۱۲۳) پھر ہم نے وحی کی طرف تیرے کہ تمام ادیان سے منہ پھیر کر ملت ابراہیمؑ کی پیروی کر اس کی تفصیل یوں ہوئی وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ (۴۲/۱۵) اور کہو میں اللہ کی نازل فرمودہ کتاب پر ایمان لایا ہوں اور تمہارے درمیان امر

بالعدل ہو کر آیا ہوں یعنی میرے عقائد منزل مِنَ اللہ ہیں اور میری شریعت مبنی بر عدل بأمر اللہ ہے اور یہ دو چیزیں خلاصہ ملت ابراہیم ہیں جن کے اتباع کی مجھے وحی ہوئی ہے۔

نزولِ کلماتِ صدق و عدل

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ۭ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (پ ۸ ع ۱۵) تیرے رب کے کلمات صدق اور عدل سے پر ہیں اس کے کلمات کو ن بدلنے والا ہے اور وہی سمیع اور علیم ہے۔

خلاصہ یعنی تیرا رب صادق اور عادل ہے

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَاۗىِٕمًۢا بِالْقِسْطِ ۭ (پ ۳ ع ۱۸) گواہی دی اللہ تعالیٰ نے اس بات کی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دی فرشتوں اور اہل علم نے اس حال میں کہ خداوند تعالیٰ قائم ہے ساتھ عدل کے یعنی عالم کی تدبیر بعدل کرنے والا ہے اور ذات میں بھی کامل ہے جس کا بیان لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔ میں ہے اور اپنے افعال میں بھی کامل ہے جسکا بیان "قَاۗىِٕمًۢا بِالْقِسْطِ" میں ہے۔

نفی ظلم از باری تعالیٰ

اَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ (پ ۴ ع ۱۰) یعنی تحقیق اللہ اپنے بندوں سے ظلم نہیں کرنے والا۔ خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عادل ہے۔ ظالم نہیں۔ افعال کا حسن قبح عقلی ہے شرعی نہیں شریعت ظاہر کاشف اور مبین ہے۔ اس کو منسوب بخدا کرنا غلط ہے یہ ہے ملت ابراہیم کا عقیدہ عدل جو مذہب شیعہ میں ہے اور اہلسنت اور اشاعرہ اس کے برخلاف ہیں تعالیٰ اللہ عما یصفون۔

شیعہ کا تیسرا عقیدہ نبوت اور حضرت ابراہیم علیہ السلام

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَ

اَلْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ـــ

ترجمہ: ہم نے نوحؑ اور ابراہیمؑ کو رسول بنایا اور ان دونوں کی اولاد میں نبوت اور کتاب قرار دی پس ان میں سے بعضے ہدایت پر ہیں اور اکثر ان میں سے فاسق ہیں یعنی ہر چہار کتب توریت، انجیل، زبور اور فرقان ذریت ابراہیمؑ میں ہی نازل ہوتی ہیں (جلالین صفحہ ۲۱ ج ۲ مطبوعہ مصر)

قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۖ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۲/۱۳۶

ترجمہ: کہدو ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس چیز پر جو نازل کی گئی طرف ہمارے اور نازل کی گئی ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ و اسحاقؑ و یعقوبؑ اور ان کے بیٹوں کیطرف اور جو دی گئی موسیٰ و عیسیٰ کو اور جو تمام نبیوں کو ان کے رب کیطرف سے اور نہیں فرق کرتے ہم کسی ایک میں ان میں سے اور ہم واسطے اس کے مسلمان ہیں۔ یعنی ہم قرآن اور حضرت ابراہیمؑ صحف عشرہ اور توریت موسیٰؑ اور انجیل عیسیٰؑ اور باقی انبیاءؑ کے کتب اور آیات و معجزات پر ایمان رکھتے ہیں (جلالین صفحہ ۱۹)

ہمارے آقا محمد رسول اللہ بھی دعائے ابراہیمؑ کے مطابق اولاد ابراہیمؑ کے آخری رسولؐ ہیں

چنانچہ خداوند کریم نے حضرت ابراہیمؑ کی دعا کو بایں الفاظ قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۲/۱۲۹

ترجمہ: اے رب ہمارے مبعوث کر ان میں رسولؐ جو ان پر تیری آیات پڑھے اور ان کو کتاب و حکمت سکھلائے اور ان کو پاک کرے تو غالب اور صاحب حکمت ہے۔ الغرض شیعہ انبیاء بنی اسرائیل اور حضرت ابراہیمؑ کی اولاد کے انبیاءؑ پر پورا ایمان رکھتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ابنا فارس سے آج تک ہنوں

نے کوئی رسول نہیں بنایا

شیعہ کا چوتھا عقیدہ امامت اور حضرت ابراہیمؑ

وَاِذِ ابْتَلٰی اِبْرٰهِیْمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ؕ قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ ۱۲۴/۲

ترجمہ! اور جس وقت آزمایا اس کے رب نے حضرت ابراہیمؑ کو ساتھ چند کلمات کے تو پس حضرت ابراہیمؑ نے ان کو پورا کر دکھلایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ابراہیمؑ میں تجھ کو لوگوں کے واسطے امام بنانیوالا ہوں حضرت ابراہیمؑ نے عرض کی کہ میری اولاد میں سے بھی امام بنا ارشاد ہوا کہ عہد امامت ظالموں کو نہیں پہنچے گا۔ آیت ہذا نے امامت کی پوری تعریف کر دی ہے مع جنس اور فصل، بلکہ رسومات بھی ذکر ہو گئے ہیں اور یہ بھی ثابت ہو گیا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ شیعہ نوحؑ اور امام اوّل ہیں اور قیامت تک امامت ان کی اولاد میں جاری وساری ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ امامت ایک عہد خداوندی ہے کہ شوریٰ اور اجماع سے اس کا تعلق نہیں اور یہ بھی ثابت ہوا کہ باقی آئمہؑ بھی باولادِ ابراھیم ہوں گے۔ اصحاب اور امت حقدار نہیں اور یہ بھی ثابت ہوا کہ آئمہؑ معصوم ہوں گے ظالم اور گناہگار کو یہ عہد نہیں پہنچ سکتا۔

امامت بآلِ ابراہیمؑ

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ذُرِّیَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ ؕ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۳/۳۴

ترجمہ! تحقیق اللہ نے مصطفے بنایا اور چنا آدمؑ کو اور حضرت نوحؑ کو اور آل ابراہیمؑ کو اور آل عمران کو تمام عالموں پر اس حال میں کہ وہ ایک دوسرے کی اولاد سے چلے آتے تھے اور اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

کتاب و حکمت اور ملک عظیم با آل ابراہیم علیہ السلام

فَقَدْ اٰتَیْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَیْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِیْمًا (پ ۵ ع ۵)

ترجمہ : پس تحقیق ہم نے آل ابراہیم کو کتاب و حکمت عطا فرمائی اور دیا ہم نے ان کو ملک عظیم ۔

برکت اور اہل بیت ابراہیم علیہ السلام

اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَیْكُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ اِنَّهٗ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (پ ۱۲ ع ۷) ترجمہ ! کیا تعجب کرتی ہے تو قدرت خدا سے اے ابراہیم کی اہلبیت اللہ کی تم پر رحمت اور برکت ہے تحقیق وہ حمید اور مجید ہے ۔

اصطفا و تطہیر با اہل بیت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا (پ ۲۲ ع ۲) ترجمہ ! سوائے اس کے نہیں کہ اللہ ارادہ کرتا ہے کہ رجس کو تم سے دور کرے اے محمدؐ کے اہلبیت تم کو پاک کرے ایسا جیسا حق ہے پاک کرنے کا ۔

پس معلوم ہوا کہ امامت مختص باآل ابراہیمؑ ہے اور ابراہیمؑ کے بعد مختص باآل محمدؐ ہے اور یہی شیعہ کہتے ہیں کہ اصحاب اور امت کا اس میں کوئی حصہ نہیں جیسا کہ قریشی صاحب کا زعم ہے ۔

دعائے ابراہیمؑ اور امامت علی علیہ السلام

وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ (پ ۱۹ ع ۸) عرض کی حضرت ابراہیمؑ نے مقرر کر واسطے میرے زبان صدق بیچ پچھلوں کے یعنی امت آخر میں ایک صادق کو میرا خلیفہ بنا جو اپنی زبان صدق سے میرے مذہب کی تبلیغ اور تجدید کرے یہ دعا یوں قبول ہوتی ہے ۔ وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِیًّا (پ ۱۶ ع ۵) ہم نے ابراہیمؑ ،

اسحٰق اور یعقوب کو اپنی رحمت میں سے حصہ بخشا یعنی رحمۃ العالمین دیا اور ان کے واسطے لسان صدق علیؑ کو بنایا =

شیعہ کا پانچواں عقیدہ قیامت اور حضرت ابراہیم

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰىؕ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْؕ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّیَطْمَىٕنَّ قَلْبِیْؕ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَكَ سَعْیًاؕ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۔ ترجمہ ! اور جب کہا حضرت ابراہیمؑ نے اے ربّ میرے مجھے دکھلا کہ تو مردوں کو کس طرح زندہ کرتا ہے ۔ آواز آئی کیا تو مومن نہیں عرض کیا مومن ہوں لیکن ایمان کے ساتھ اطمینان قلب چاہتا ہوں فرمایا چار پرندے لے کر ان کو اپنی طرف رغبت دے پھر ہر پہاڑ پر ان میں سے ایک جز رکھ دے پھر بلا ان کو اپنی طرف دوڑتے ہوئے آئیں گے اور جان تو تحقیق تیرا اللہ غالب اور حکیم ہے یہ ایک تمثیل ہے جو حیات بعد الموت سمجھانے کے لئے ارشاد ہوئی ہے یعنی روز قیامت مردے بحکم پروردگار اٹھیں گے ۔ اور حشر بالاجساد ہوگا ۔ اور حضرت ابراہیمؑ نے عملی رنگ میں حیات بعد الموت کا منظر دیکھا شیعہ سنی ! حشر بالاجساد کے قائل ہیں صوفیہ اور ارباب حنفیہ اور معتزلہ کی طرح صرف حشر بالارواح کے قائل نہیں کیونکہ یہی عقیدہ حضرت ابراہیمؑ کا ہے یہ تھے اصول خمسہ مذہب شیعہ کے جو مطابق ملت ابراہیمؑ ہیں اور قرآن میں مذکور ہیں اب فروعات سنیئے ۔

فروعات مذہب شیعہ اور حضرت ابراہیمؑ بانی ملت و مذہب

وَمَنْ یَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗؕ وَلَقَدِ اصْطَفَیْنٰهُ فِی الدُّنْیَاۚ وَاِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗۤ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَوَصّٰى بِهَاۤ اِبْرٰهٖمُ بَنِیْهِ وَیَعْقُوْبُؕ یٰبَنِیَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّیْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۲/۱۳۲،۱۳۱ = سوائے پاگل اور بیوقوف

سکے مذہب ابراہیمؑ سے کون منہ پھیر سکتا ہے۔ البتہ تحقیق ہم نے اس کو دنیا میں چنا اور تحقیق وہ آخرت میں صالحین سے ہے وہ بلاواسطہ مسلمان ہے جب اسکو اس کے رب نے بلاواسطہ کہا اے ابراہیمؑ تو اسلام لا عرض کی میں رب العالمین کے لئے اسلام لایا اسی اسلام کی ابراہیمؑ نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی اور اسی کی یعقوبؑ نے کہ اے میرے بیٹو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے واسطے دین اسلام پسند فرمایا ہے پس جب مرو تم اسلام پر مرنا اسلام کے سوا تمہیں موت نہ آنے پائے مِلَّةَ اَبِیْکُمْ اِبْرٰهِیْمَ ط هُوَ سَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ مِنْ قَبْلُ وَفِیْ هٰذَا ۲۲/۸ یہ دین تمہارے باپ ابراہیمؑ کا ہے اسی نے تمہارا نام مسلمان رکھا تھا اس سے پہلے دور میں اور اس قرآن میں بھی یہی ہے۔

محمدؐ و امتِ محمدؐ ہی دینِ ابراہیمؑ پر ہیں

اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِیُّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ط وَاللّٰهُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ ۳/۶۸ سب لوگوں سے زیادہ حق دار مذہب ابراہیمؑ کے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اُن کی تابعداری کی ان کے زمانہ میں اور یہ نبی اور وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اللہ ولی ہے پرہیز گاروں کا یہ آیت یہود و نصاریٰ کی رد میں نازل ہوئی ہوئی جو کہتے تھے کہ ہم اصلی دینِ ابراہیمؑ پر ہیں، کہ تم دینِ ابراہیمؑ کے حق دار نہیں بلکہ یا وہ تھے جو ان کی امت اپنی تھی یا نبی ہے جس نے دینِ ابراہیمؑ کو اصولاً اور فروعاً زندہ کیا اس سے معلوم ہوا کہ دینِ محمدؐ اصلی دینِ ابراہیمؑ ہے اور محمدؐ مصطفےٰ کے خلیفہ اوّل منصوص من اللہ باقوالِ رسولِ کریمؐ حضرت علی علیہ السلام ہیں لہٰذا آپ کے شیعہ اصلی دینِ محمدؐ پر ہوئے ان کی شیعت وہی ہے جو ابراہیمؑ کی تھی لہٰذا ان کے ہر مسئلہ کے اصل فروع بھی نقل کرتا ہوں۔

بنائے مرکزِ اسلام یعنی کعبۃ اللہ او حضرت ابراہیمؑ

وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ ط رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ط

اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۲/۱۲۷ اور یاد کرو اسوقت کو جب ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کعبہ کی دیواروں کو بلند کر رہے تھے (اور کہتے جاتے تھے) اے رب ہمارے قبول کر ہم سے تو سننے اور جاننے والا ہے۔

مُصلّٰی ابراہیمؑ

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ط وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى ط ۲/۱۲۵ جب ہم نے بیت اللہ شریف کو لوگوں کے لئے مرجع و مقام امن بنایا اور حکم دیا کہ مقام ابراہیمؑ کو جائے نماز بناؤ۔

مرکز ہدایت اوّل بیت مقام ابراہیمؑ میں ولادت حیدر کرارؑ

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ فِيْهِ اٰيٰتٌ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۳/۹۶ تحقیق پہلا گھر جو لوگوں کے لئے مقرر کیا گیا وہ مکہ میں ہے مبارک اور ہدایت ہے واسطے جہانوں کے اس میں نشان روشن ہیں خصوصاً مقام ابراہیمؑ سبحان اللہ یہ مبارک گھر اہلبیتؑ کے امام اوّل کو ولادت کے لئے مِلا یوں مذہب شیعہ مذہب ابراہیمؑ ہوا کہ نہ؟

ثبوتِ ولادت حضرت علی علیہ السّلام در کعبہ

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۹۰ میں قسم کھاتا ہوں اُس شہر مبارک کی اس حال میں کہ اے میرے محبوب اترا تو اس شہر میں اور قسم والد اور اس کی جو مولود ہوا یعنی قسم بشہر مکہ مقصد نزول حلول حبیب اللہ ہے اور قسم دوم والد اور مولود مبارک کی ہے، اگرچہ والد و مولود کے تعین میں اختلاف ہے، مگر اصح اور مختار قول حرف مولود کعبہ پر ہی صادق آتا ہے کیوں کہ اگرچہ آدم علیہ السلام کعبہ کے بانی اوّل اور حضرت ابراہیمؑ معمار متولی کعبہ ہی نگران کی ولادت کا تعلق کعبہ سے نہیں اور والد

اور مولود کا لفظ مشعر اور مظہر ہے کہ قسم بحجہ جب مقید بنزول سرکار دو عالمؐ ہے تو مولود کعبہ آپ کا خلیفہ اور شاہد ہی ہوگا جس کو ولادت فِی الْکَعْبَۃ کا شرف حاصل ہے جس کی ولادت فِی الْکَعْبَہ کے شیعہ وسنی گواہ ہیں۔

گواہ اوّل اھل السنّت کے خاتم المحدثین شیخ الاسلام شاہ ولی اللہ صاحب بحوالہ مستدرک قرۃ العینین صـ ۱۳۸ پر فرماتے ہیں" تولد او در خانہ کعبہ بود" کہ حضرت علی علیہ السلام کی ولادت خانہ کعبہ میں ہوئی۔

گواہ دوم شیخ الکل حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ کے صـ ۲۲۶ ج ۲ پر لکھتے ہیں کہ" بود ولادت وے درجوف کعبہ" یعنی حضرت علی کی ولادت وسط کعبہ میں ہوئی۔

گواہ سوم علامہ برہان الدین الحلبی الشافعی صاحب سیرت حلبیہ $\frac{۲۹۱}{ج۲}$ پر لکھتے ہیں کہ" ولد علی ابن ابی طالبؑ کرم اللہ وجہہ فِی الْکَعْبَۃ" یعنی علی ابن ابی طالبؑ کعبہ میں پیدا ہوئے۔

گواہ چہارم ابو طلحہ شافعی مطالب السئول کے صـ ۱۱ پر فرماتے ہیں" ولد بالکعبۃ البیت الحرام" کہ امیر علیہ السلام حرمت والے گھر کعبہ شریف میں پیدا ہوئے

بغرض اختصار چار پر اکتفا کیا جاتا ہے ورنہ گواہوں کی کمی نہیں۔

نماز اسلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام

رَبَّنَا اِنِّیْ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ پ $\frac{۱۳}{۷}$ اے رب ہمارے میں نے اپنی اولاد کا بعض حصہ بے آب و گیاہ وادی میں تیرے حرمت والے گھر کے پاس بسایا اے رب ہمارے تاکہ وہ نماز قائم کریں، رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ پ $\frac{۱۳}{۱۴}$ اے رب ہمارے کر دے مجھکو نماز قائم کرنے والا اور میری اولاد میں سے اے رب ہمارے دعا قبول فرما۔

آغازِ نماز کی دُعا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام

اِنِّی وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّ مَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۷۹/۶ ، قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰىنِیْ رَبِّیْۤ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا وَمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۱۶۱/۶ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۱۶۲/۶ ۞

عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان النبیؐ اذا قام الی الصلوٰۃ کبر ثم قال اِنِّیْ وَجَّهْتُ لِلَّذِیْ الیٰ آخرہٖ

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت رسولِ خدا آغازِ نماز میں اِنِّیْ وَجَّهْتُ الخ پڑھا کرتے تھے اس کے برخلاف سُبْحٰنَکَ اللّٰهُ والی آیت حضرت عمر اور حضرت عائشہ سے مروی ہے غلامانِ حیدرؑ میں ہر طرح اتباعِ ابراہیمؑ کا ہی رنگ غالب نظر آتا ہے۔

زکوٰۃ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام

وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ ؕ وَیَعْقُوْبَ نَافِلَةً ؕ وَکُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِیْنَ ۲/۲۱ وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَیْنَاۤ اِلَیْهِمْ فِعْلَ الْخَیْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَآءَ الزَّکٰوةِ ۚ وَکَانُوْا لَنَا عٰبِدِیْنَ ۳/۲۱ - اور ہم نے حضرت ابراہیمؑ کو اسحاقؑ اور یعقوبؑ بخشے اور سب کو صالحین بنایا اور ان کو امام بنایا الہدہ ہدایت کرتے تھے ہمارے امر سے ہم نے ان کی طرف وحی کی نیک کام کرنے کی اور نماز قائم کرنے کی اور زکوٰۃ دینے کی اور وہ سب ہمارے عابد تھے۔

روزہ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ

قَبْلِکُمْ ۲/۱۸۳ اے لوگو! جو ایمان لائے۔ روزے تم پر فرض کیے گئے جیسے کہ پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے۔

حج اور حضرت ابراہیم علیہ السلام

وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِیْمَ مَكَانَ الْبَیْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِیْ شَیْــٴًـا وَّ طَهِّرْ بَیْتِیَ لِلطَّآىٕفِیْنَ وَ الْقَآىٕمِیْنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۲۲/۲۶ وَ اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّ عَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ ۲۲/۲۷

جب ہم نے حضرت ابراہیمؑ کو بیت میں مکان دیا اور حکم کیا کہ کسی چیز کو شریک نہ کر اور میرے گھر کو پاک رکھ طواف و قیام اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لیے اور لوگوں میں آواز دے حج کے لیے چلے آئیں گے تیرے پاس پیادہ اور لاغر اونٹوں پر سوار ہو کر ہر دور دراز کے راستے سے۔

قربانی حسینؑ اور حضرت ابراہیمؑ

قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْۤ اَرٰى فِی الْمَنَامِ اَنِّیْۤ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَا ذَا تَرٰىؕ قَالَ یٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ٘ سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ ۳۷/۱۰۲ فَلَمَّاۤ اَسْلَمَا وَ تَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ ۝ وَ نَادَیْنٰهُ اَنْ یّٰۤاِبْرٰهِیْمُ ۝ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۝ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِیْنُ ۝ وَ فَدَیْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ ۝ وَ تَرَكْنَا عَلَیْهِ فِی الْاٰخِرِیْنَ ۳۷/۱۰۸

ترجمہ! کہا اے میرے بیٹے تحقیق خواب میں دیکھ رہا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں تیری کیا رائے ہے عرض کی کہ اے میرے باپ جو امر ہے کیجیے آپ مجھے انشاء اللہ صابرین پائیں گے پس جب دونوں امر الٰہی کے سامنے جھک گئے اور بیٹے کو پیشانی کے بل لٹایا تو ہم نے اس کو پکارا کہ اے ابراہیمؑ تو نے اپنا خواب سچا کر دکھایا تحقیق ہم تیری طرح دیگر احسان کرنے والوں کو بھی جزا دیں گے اور فدیہ دیا۔ ہم نے اس کا بسبب ذبح عظیم یعنی بڑی قربانی کے اور اس پر زمانہ آخری میں ہم نے سلام چھوڑا۔

ذبحِ عظیم سے مراد فرزندِ رسولؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جگر گوشۂ بتولؑ امام حسین علیہ السلام کی قربانی ہے

کیونکہ آیت صاف بتلا رہی ہے کہ حضرت ابراہیمؑ اور ان کے بیٹے حضرت اسمٰعیلؑ نے اختیاری طور پر اس قربانی کو قبول کیا قدرت نے اس تسلیم پر ان کو انعام دیا۔ اور جزا دی اور دیگر آنے والے محسنین کے لیے بھی جزا کا وعدہ کیا اس قربانی کو بسبب آنیوالے ذبح عظیم کے ملتوی فرمایا اور حضرت ابراہیمؑ کے آخری فرزندوں میں سلام اور درود اور قربانی کو باقی رکھ دیا۔ اللّٰھم صلّ علیٰ محمدٍ وّعلیٰ آل محمدٍ کما صلیتَ علیٰ ابراھیم وعلیٰ آل ابراھیم اِنّکَ حمیدٌ مجیدٌ۔ معلوم ہوا آنے والے محسنین اہلبیت محمدؐ ہیں اور ذبح عظیم کا مصداق سیّد الشہداء حضرت امام حسین علیہ السّلام جو دریائے فرات کے کنارے پیاسے ذبح ہوئے اور خواب ابراہیم علیہ السّلام کی تعبیر کربلا میں آکے پوری ہوئی۔

عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال کان النبیؐ یعوذ الحسن والحسین ویقول ان اباکما کان یعوذ بھا اسمٰعیل واسحٰق اعوذ بکلمات اللّٰہ التامۃ من کل شیطان و ھامۃ ومن کل عین لامۃ (بخاری شریف صہ ۴۷۷ ج ۱) سعید ابن جبیر نے ابن عباس سے روایت کی کہ رسولِ خداؐ حسنین ہمامین شریفین کے لیے پناہ مانگتے تھے اور کہتے تھے کہ تحقیق تمہارا باپ حضرت ابراہیمؑ پناہ مانگتا تھا اس کے ساتھ حضرت اسمٰعیلؑ واسحٰق کے لیے اور کہا کہ میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے پورے اور کامل کلمات کے ساتھ ہر شیطان سے اور ہر زہریلی چیز سے اور بیمار کرنے والی آنکھوں سے۔

یہ ہے فرزندانِ محمدؐ کی تشبیہ فرزندانِ ابراہیمؑ سے

عن ابن عباس انہ قال رایت النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم فیما

یری النائم ذات یوم بنصف النھار اشعث اغبر بیدہ قارورۃ فیھا دم فقلت بابی وانت وامی ما ھذا قال ھذا دم الحسین ؑ واصحابہ ولم ازل التقطہ منذ الیوم فاحصی ذالک الوقت فاجد قتل ذالک الوقت ، ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے ایک روز رسول ؐ خدا کو خواب میں اس حال میں دیکھا کہ دوپہر کا وقت اور آپ پریشان حال غبار آلودہ ایک شیشی ہاتھ میں لیے ہوئے ہیں جس میں خون بھرا ہوا ہے میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یہ کیا ہے ؟ آپ نے فرمایا یہ حسین ؑ اور ان کے اصحاب کا خون ہے جس کو میں صبح سے اس وقت تک اس شیشی میں اکٹھا کرتا رہا ہوں ابن عباس کہتے ہیں کہ خواب میں جو وقت رسول ؐ خدا نے فرمایا تھا میں نے اس کو یاد رکھا تو امام حسین علیہ السلام ٹھیک اسی وقت قتل کیے گئے ۔

سنّت قربانی اور حضرت ابراہیم ؑ

وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْئًا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۲۲/۲۶ وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ۲۲/۲۸ جب ہم نے حضرت ابراہیم ؑ کو مکان بیت اللہ میں ٹھہرایا اور کہا کہ تو میرے ساتھ شک نہ کر اور میرا گھر طواف قیام و رکوع و سجود کرنے والوں کے لیے پاک رکھ اور لوگوں میں حج کی آواز دے تیرے پاس پیادہ اور کمزور اونٹوں پر سوار ہو کر چلے آئیں گے دور دراز راستوں سے تاکہ اپنے منافعوں کو حاضر ہو جائیں اور اللہ کا نام ایام معلومہ میں اللہ کے دیئے ہوئے حلال جانوروں پر یاد کریں پس تم اس قربانی سے کھاؤ اور سخت محتاجوں کو بھی کھلاؤ ۔

تقیہ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام

قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْئَلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ

۲۱/۶۳ بتوں کو خود توڑ کر فرمایا یہ ان کے بڑے نے کیا پوچھ لو ان سے اگر بولتے ہیں

تبرّاء اور حضرت ابراہیمؑ

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَن مَّوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِّلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ ۹/۱۱۴ حضرت ابراہیمؑ کا استغفار اپنے چچا کے لیے اس وعدہ کی وجہ سے تھا جو اس سے کر چکے تھے پس جب معلوم ہوا کہ تحقیق وہ اللہ کا دشمن ہے اس سے تبرّاء کیا اور بیزار ہوئے۔

رخسارہ زنی اور زوجہ ابراہیمؑ

فَأَقْبَلَتِ امْرَأَتُهُ فِي صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوزٌ عَقِيمٌ

۵۱/۲۹ پس آئی بیوی حضرت ابراہیمؑ کی چلاتی ہوئی پس اس نے اپنا منہ پیٹ لیا یہ ہیں مذہب ابراہیمؑ کے شواہد جو مذہب شیعہ میں پائے جاتے ہیں۔

اب قریشی صاحب

سنی مذہب کے شواہد مذہب ابراہیمؑ کے مطابق قرآن وحدیث سے ثابت کریں ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ قرآن میں حضرت ابراہیمؑ کے لیے لفظ شیعہ ہی نہیں بلکہ تمام مذہب شیعہ حضرت ابراہیمؑ کا مذہب ہے۔

مولوی دوست محمد قریشی کا بے معنی تکرار

رسالہ الفاروق یکم جولائی ۱۹۵۸ء صفحہ ۳۲ پر مولوی دوست محمد قریشی صدر مبلغ تنظیم کا ایک بے معنی مضمون نظر سے گزرا جس کا بارہا جواب ہو چکا ہے مگر جن کا گزارہ ہی رٹ بٹ پر ہو۔ ان کو تسکین کیسے ہو؟

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مذہب

وَ لٰکِنْ کَانَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا ؕ ۳/۷ ترجمہ ! کہ حضرت ابراہیمؑ نہ تو یہودی تھے نہ نصرانی، لیکن متوجہ اِلَی الْحَقِّ مسلمان تھے، اس آیت نے جہاں یہودیت اور نصرانیت کے قلعے کو مسمار کر دیا وہاں موجودہ شیعت کے زعم باطل کو بھی بے نقاب کر دیا کیونکہ شیعہ حضرت ابراہیمؑ کا مذہب شیعہ بتلاتے ہیں حالانکہ ہم نے بارہا اپنی تصنیفات میں اس امر کی تصریح کر دی ہے کہ شیعہ کے معنی گروہ، متبع و مطیع آتا ہے لیکن شیعہ قرآن و حدیث میں کسی مذہب کا عنوان بن کر نہیں آیا۔ **الجواب** :-

معلوم ہوتا ہے کہ قریشی صاحب کی نظر اپنی تفاسیر پر نہیں ورنہ ان کو اپنی تفاسیر میں لفظ دین نظر آجاتا جو مذہب کا عنوان اور مترادف ہے۔

تفسیر اوّل جلالین

وان من شیعتہ ای ممن تابعہ فی اصل الدین لابراھیم وان طال الزمان بینھما وھوالفان وستمائتہ واربعون سنۃ وکان بینھما ھود و صالح : اور تحقیق اس کے شیعوں سے یعنی ان لوگوں سے جنہوں نے حضرت نوحؑ کی اصل دین میں پیروی کی۔ البتہ حضرت ابراہیمؑ ہیں اگرچہ ان دونوں کے درمیان دو ہزار چھ سو چالیس سال ہو چکے تھے اور دو نبی ہودؑ اور صالحؑ بھی ان دونوں کے درمیان گزر چکے تھے مگر پھر بھی حضرت ابراہیمؑ اصل دین اور مذہب میں حضرت نوحؑ کے پیروکار تھے۔ کیوں قریشی صاحب ! شیعہ کے معنی اصل دین میں تابعدار کے ہوئے کہ نہیں؟ جیسے مسلم کے معنی اسلام لانے والے کے ہیں مگر آپ کو شیعہ کے معنی میں دین اور مذہب نظر ہی نہیں آتا۔

تفسیر دوم صاوی علی جلالین صـ ۲۸۳ ج ۳

فی اصل الدین ای وان اختلفۃ فروع شرائعھما فلا تباع فی اصول الدین وھوالتوحید لافی الفروع کالصلوٰۃ مثلا وان طال

الزمان الجملة الحالية والمعنی انہ من اتباعہ علی عھدکہ۔ کہ حضرت ابراہیمؑ اصل دین میں پیروکار تھے اگرچہ دونوں کی شریعتوں کے فروع کا اختلاف بھی ہو پس تابعداری اصول دین میں ہے اور وہ توحید ہے نہ فروع میں جیسے نماز اگرچہ دونوں کے درمیان زمانہ لمبا گزر چکا ہے یہ جملہ حالیہ ہے مطلب یہ ہے کہ ایسے تابعدار تھے۔ جیسے حضرت کے زمانہ کے تابعدار تھے اب قریشی صاحب ہی بتلائیں کہ نوحؑ مرسل اوّل اور حضرت ابراہیمؑ ان کے شیعہ ہوئے یا نہیں اور ملت حضرت ابراہیمؑ سے نبی کریمؐ تک آ گئی یا نہیں گویا مذہب شیعہ کی ابتداء جناب نوحؑ سے چل کر نبی کریمؐ تک پہنچ گئی۔ نوحؑ بانی شریعت اور حضرت ابراہیمؑ شیعہ نوحؑ اور بعد کے لیے امام ہوئے نبی کریمؐ ملت ابراہیمؑ کے تابع اب سوائے مذہب شیعہ کے دوسرا مذہب آئے گا کہاں؟

تفسیر سوم جمل ج ۳ ص ۵۴۱

وان من شیعتہ فی المختار الشیعۃ اتباع الرجل وانصارہٗ فیھما معنی المشتق فلذالک قال ای ممن تابعہ وفی المصباح الشیعۃ الاتباع والانصار کل قوم اجتمعوا علی امر ھم شیعۃ ثم صارت الشیعۃ مما الجماعۃ مخصوصۃ والجمع شیع مثل سدرۃ وسدر مالاشیاع جمع الجمع وقولہ فی اصل الدین ای ان اختلف فروع شرائعھما ویجوزان یکون بین شریعتھما اتفاق کلی او اکثری وان من شیعتہ : کتاب مختار میں ہے کہ شیعہ کے معنی تابعدار اور مددگار کے ہیں ان میں مشتق کے معنی پائے جاتے ہیں اسی لیے فرمایا کہ ان لوگوں سے جو تابعدار نوحؑ ہوئے ان کے مذہب پر چلے اور کتاب مصباح میں ہے کہ شیعہ کے معنی تابعدار اور مددگار کے ہیں جو قوم کسی امر پہ جمع ہو جائے وہ شیعہ ہے پھر یہ نام ایک جماعت کا مخصوص ہو گیا یعنی شیعان علیؑ یہ اسم بالغلبہ ہے "شیع" اس کی

جمع ہے جیسے "سدرۃ" کی جمع "سدر" ہے اور اشیاع جمع الجمع ہے اور مصنف جلالین کا یہ کہنا کہ اصل دین میں تابعدار ہوئے یعنی اگرچہ ان کے شرائع کا باہم کچھ اختلاف تھا مگر اصول میں متفق تھے اور ممکن ہے کہ دونوں کی شریعتوں کا اتفاق کلی باتفاق اکثر ہی پایا جائے۔

تفسیر چہارم بیضاوی شریف

وان من شیعتہ لابراھیم ممن شایعہ فی الایمان واصول الشریعۃ ولا یبعد اتفاق شرعھما فی الفروع او غالبا۔ (بیضاوی جلد ۳ مع شیخ زادہ صہ ۱۵۷)

کہ حضرت ابراہیمؑ کے شیعہ نوحؑ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے حضرت نوحؑ کی پیروی ایمان اور اصول شریعت میں کی اور ان دونوں کی شریعتوں کا متفق ہونا بھی کوئی دور نہیں یا غالباً متفق ہوں اس کی شرح میں شیخ زادہ علی البیضاوی صہ ۱۵۷ جلد دوم پر لکھتے ہیں۔

تفسیر پنجم شیخ زادہ!

قولہ او غالبا ای غالب الفروع واکثرھا فیکون معنی من شیعتہ من شایعہ فی الشریعۃ او مرتبھا ورلیھا ولوید ھذا المعنی قول ابن عباس رضی اللہ عنہ من اھل دینہ وعلی سنتہ والمعنی ان من شایع نوحاً فی اصول الشریعۃ او فیھا مطلقاً حین جاء ربہ بقلب سلیم لابراھیم ۔ کہ غالباً اتفاق کا مطلب یہ ہے کہ اکثر فروع میں دونوں متفق تھے پس مِن شِیعَتِہٖ کا مطلب یہ ہوا کہ ابراہیمؑ ان لوگوں سے تھے جو شریعت کے اصول و فروع میں نوحؑ کے تابع تھے اسی معنی کی تائید کرتا ہے قول ابن عباسؓ کا کہ حضرت ابراہیمؑ حضرت نوحؑ کے اہل دین سے تھے۔ اور نوحؑ کی سنت پر تھے معنی یہ ہوئے کہ جس نے نوحؑ کی اصول شریعت میں یا مطلق شریعت میں پیروی کی وہ حضرت ابراہیمؑ تھے

جو قلب سلیم لیکر اپنے رب کے پاس آئے۔ قریشی صاحب اب فرمایئے! شریعت، دین، اتباع، مذہب مذہب کے نام ہیں یا کسی اور چیز کے؟ اگر مذہب کے نام ہیں تو حضرت ابراہیم حضرت نوحؑ کے دین پر چل کر بقول خدا وندی کیا ہوتے شیعہ یا سنی؟ اگر نص جلی میں لفظ شیعہ ہے تو آپ کون ہیں حضرت ابراہیمؑ کو سنی بنانیوالے؟

تفسیر ششم مظہری ج ۸ ص ۱۲۱

فانہ من شیعتہ عطف علی قولہ انہ من عبادنا المومنین یعنی ممن شایعہ فی الایمان و اصول الدین کہ ان من شیعتہ کا عطف ہے انہ من عبادنا المومنین پر۔ یعنی حضرت ابراہیم ہمارے مومن بندوں سے تھے اور حضرت نوحؑ کے اصول شریعت میں شیعہ تھے۔

تفسیر ہفتم ابن جریر

بقول تعالیٰ ذکرہ وان من اشیاع نوح علی منہاجہ وملتہ والہ لابراھیم خلیل الرحمٰن کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ جناب نوحؑ کے شیعوں سے تھے یعنی ان کے مذہب اور ملت پر چلنے والوں سے تھے۔ قریشی صاحب! ذرا خیال فرمایئے یہاں معنی شیعہ میں منہاج اور ملت دونوں لفظ موجود ہیں اور حضرت ابراہیم اس پر چل کر شیعہ نوحؑ ہیں کہ نہیں؟ اور آپ کہتے ہیں کہ اس آیت میں مذہب کا واسطہ ہی نہیں۔

عن مجاھد فی قولہ وان من شیعتہ لابراھیم اھم قال علی منھاجہ وسنتہ کہ بقول حضرت مجاہد مفسر قرآن حضرت ابراہیمؑ کے شیعہ ہونے کا مطلب ان کے مذہب اور سنت پر چلنے کا ہے۔

عن قتادہ وان من شیعتہ لابراھیم قال علی دینہ وملتہ کہ حضرت قتادہ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیمؑ کے شیعہ نوحؑ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ ان کے دین اور مذہب پر چلنے والے تھے یہ ہے صحابہ اور تابعین کی تفسیر مگر نا معلوم قریشی صاحب کو کیوں نہیں نظر آتی یا پھر دیکھ کر حیا نہیں آتی کہ خیر چشمی سے رقم کر دیتے ہیں ان کو کتنی دفعہ سمجھایا ہے کہ مذہب شیعہ منصوص

ہے قیاسی نہیں اس کا رد کرنا آپ کے بس کی بات نہیں ویسے آپ کا عوام کو دھوکا دیکر کمانا کھانا اور چیز ہے۔

تفسیر ہشتم خازن ج ۴ ص ۲۰

وَاِنّ من شیعتہ ای من شیعتہ نوح لابراھیم یعنی انّہ علیٰ دینہٖ وملّتہ ومنہاجہ وسنّتہٖ کہ حضرت ابراہیم شیعہ نوحؑ تھے یعنی ان کے دین اور ملّت مذہب سنّت پر تھے قریشی صاحب لیجئے! یہاں دین، ملّت، مذہب سنّت ہر چہار لفظ موجود ہیں فرمایئے شیعہ مذہب پر چلنے والے کو کہتے ہیں یا صرف گروہ کو؟

تفسیر نہم تفسیر کبیر ج ۷ ص ۱۴۳

المسئلۃ الاولیٰ الضمیر فی قولہ من شیعتہٖ الی ما یعود فیہ قولان الاوّل وھو الاظھر انّہ عائد الیٰ نوح علیہ السلام ای من شیعۃ نوحؑ ای من اھل بیتہٖ وعلیٰ دینہ ومنہاجہ لا ابراھیم، الثانی قال الکلبی المراد من شیعتہٖ محمّد لابراھیم یعنی انّہ کان علیٰ دینہٖ ومنہاجہ فھو من شیعتہ واللّٰہ اعلم کہ اِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرَاھِیْم کی تفسیر میں پہلا مسئلہ یہ ہے کہ شیعہ کی ضمیر کا مرجع کون سا ہے اس میں دو قول ہیں پہلا قول اور وہی زیادہ ظاہر ہے کہ اس کا مرجع حضرت نوحؑ ہیں کیوں کہ پہلے انہی کا ذکر ہے معنی یہ ہوتے کہ حضرت ابراہیم شیعہ نوحؑ تھے یعنی ان کے اہلبیت سے تھے اور ان کے دین و مذہب پر تھے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ کلبی نے فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم شیعہ محمد رسول اللہ تھے، یعنی دین محمدؐ اور آپ کے مذہب و طریقہ پر تھے۔ لیجئے حضرت! اس تفسیر میں بھی دین، مذہب، منہاج، ملّت کے علاوہ اہلبیت بھی شیعہ کے معنی میں آگیا ہے اور بقول دوم حضرت ابراہیمؑ کا شیعہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونا اور ان کے دین

مذہب پر چلنا ثابت ہوگیا اور نامعلوم قریشی صاحب اپنی تفسیروں کو کس طاق کی زینت کر کے ہمارے ساتھ اس آیت کے معنی میں مکالمہ فرمائیں گے۔ کیوں کہ یہ تفسیریں شیعہ کے مفہوم کے ضمن میں دین، مذہب، طریقہ، ملت سب کو بیان کرتی ہیں اور قریشی صاحب مذہب کو لفظ شیعہ کے قریب آنے نہیں دیتے۔

تفسیر دہم فتح القدیر للشوکانی ص ۳۸۹ ج ۴

ثم ذکر سبحانہ قصۃ ابراھیم وبین انہ ممن شایع نوحا فقال وان من شیعتہ لابراھیم ای من اہل دینہ وممن شایعہ وافقہ علی الدعا الی اللہ والی توحید والایمان بہ قال مجاھد ای علی منہاجہ وسنتہ قال الاصمعی الشیعۃ الاعوان وقال الفراء المعنی وان من شیعتہ محمد لابراھیم فالھا فی شیعتہ علی ھذا المحمد وکذا قال الکلبی۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کا قصہ ذکر اور بیان کیا کہ تحقیق حضرت ابراہیم ان لوگوں سے ہیں جو حضرت نوحؑ کے مذہب پر چلے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرَاھِیْمَ فرمایا یعنی ان کے اہل دین سے تھے اور ان لوگوں سے جنہوں نے پیروی کی اور موافقت کی اللہ کیطرف بلانے میں اور اس کی توحید کیطرف، اس پر ایمان لانے کیطرف، مجاہد نے کہا کہ آپ مذہب نوحؑ اور سنت نوحؑ پر تھے اصمعی نے کہا کہ شیعہ کے معنی مددگاروں کے ہیں اور فراء نے کہا کہ اِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرَاھِیْمَ کا معنی یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ شیعہ محمدؐ تھے بس اس صورت میں "ھا" کی ضمیر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف پھرے گی اور ایسے ہی کلبی نے کہا ہے اگرچہ یہ احتمال مرجوع ہے الغرض! حضرت ابراہیمؑ شیعہ نوحؑ ہوں یا شیعہ محمدؐ مطلب یہ ہے کہ ان کے مذہب پہ چلنے والے تھے بغیر مذہب پر چلنے والے کے شیعہ نہیں ہو سکتے، قریشی صاحب لفظ مذہب سے اس آیت میں کہاں تک اعراض فرمائیں گے۔

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

(ب) تغیر میں ہم نے قریشی صاحب کے مسلمات سے اِنَّ مِنْ شِیْعَتِهٖ لَاِبْرَاهِیْمَ کی تفسیر میں پیش کی ہیں سب کا مطلب یہی ہے کہ حضرت ابراہیمؑ حضرت نوحؑ کے مذہب پر چلنے والے تھے اب نہ معلوم قریشی صاحب کو مذہب شیعہ سے کیوں چڑ ہے یہ تو خدا کا مخصوص مذہب ہے۔ قرآن مجید میں موجود ہے۔ مذہب اہلبیت ہے اگر مذہب اہلبیت ہی قرآن میں نہیں آیا تو پھر کس کا مذہب آسکتا ہے مگر قریشی صاحب الفاروق کے صفحہ ۲۳ پر کہ "یہ شیعہ حقیقت میں رافضی ہیں" کے تحت اپنے خبث باطن کا یوں اظہار کرتے ہیں کہ" — الفاروق کے کسی شمارے میں اس کی بھی نقاب کشائی کی جا چکی ہے کہ ان کے مزعوم معصوم امام نے فرمایا ہے کہ خداوند کریم نے تمہارا نام رافضی رکھا ہے الخ۔

الجواب! اس جاہل کو کون سمجھائے کہ ہمارے معصوم امام مزعوم معصوم نہیں! بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی عصمت کی گواہی قرآن مجید میں دی ہے اور تمہارے علماء نے تسلیم کی ہے اگر آپ جیسے جاہل کو نظر نہ آئی ہو تو وہ اور بات ہے اپنی جہالت کی بنا پر تو ہین ائمہ معصومینؑ کے کیا معنی! لیجئے ہم قرآن مجید اور حدیث شریف سے ائمہ معصومینؑ کی عصمت ثابت کرتے ہیں۔ اِنِّیْٓ اُعِیْذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ یا اللہ میں اس کو اور اس کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتی ہوں شیطان رجیم سے — کی تفسیر میں آپ کے "قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی نقشبندی اپنی تفسیر مظہری ص ۲۸ پ ۳ تِلْكَ الرُّسُلُ مطبوعہ حیدر آباد دکن جلد ثانی میں تحریر فرماتے ہیں قلت وقد صح ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال لفاطمۃ حین زوجھا علیاً اللّٰھم انی اعوذھا بک وذریتھا من الشیطٰن الرجیم، وکذا قال لعلیؑ حینئذٍ رواہ ابن حبان عن حدیث انس ودعاء النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا بدلہ القبول من دعاء امراءۃ عمران فارجوا عصمتھا واولادھا من الشیطٰن وعدم مسّہ ایاھم وحصر عدم المس فی مریم وابنھا الثابت بالحدیث علی ھذا یکون حصراً اضافیا بالنسبۃ الی الاعم الاغلب ہ

میں کہتا ہوں یہ حدیث صحیح ہو چکی ہے کہ رسول خدا نے جناب فاطمہؑ کی نسبت جب ان کی شادی حضرت علیؑ سے ہوئی تو یوں دعا کی کہ یا اللہ میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان الرجیم سے تیری پناہ میں دیتا ہوں اور اسی طرح حضرت علیؑ کے حق میں بھی دعا کی اور نبی کریمؐ کی دعا زوجہ عمران کی دعا سے قبولیت کا زیادہ حق رکھتی ہے بس میں حضرت فاطمہؑ کی عصمت اور ان کی اولاد کی عصمت کی امید رکھتا ہوں کہ وہ معصوم ہوں گے شیطان سے اور شیطان ان کو مس نہیں کرے گا۔ حضرت مریمؑ اور اس کے بیٹے کے حق میں جو عدم مس شیطان کا حصر آیا ہے وہ اضافی ہے کیونکہ سیدہ فاطمہؑ اور اس کی اولاد بھی معصوم ثابت ہو رہی ہے ۔ قریشی صاحب لیجئے یہ ہے حضرت علی علیہ السلام اور سیدہ فاطمہؑ اور ان کی معصوم اولاد کی عصمت جو قرآن و حدیث اور آپ کے مسلمات سے ثابت ہے۔ اپنی جہالت کو رو یئے کہ تمہیں اپنے مسلمات کا بھی پتہ نہیں ہے

ع چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد = میلش اندر طعنہ پاکاں برد

اب آیت بھی موجود ہے اور حدیث کی صحت کا اقرار بھی موجود ہے حضرت مریمؑ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی عصمت بایں الفاظ ثابت ہے اور ان کے حق میں تطہیر کے الفاظ بھی نازل ہو چکے ہیں یَامَرْیَمُ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰکِ وَطَہَّرَکِ ۳ اور یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ وَمُطَہِّرُکَ ۳ اور اہلبیتؑ کی نسبت اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَیُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْرًا ۳۳ بھی نازل ہو چکی ہے جملہ مناجات موجود ہیں قاضی صاحب کا اقرار عصمت بھی موجود ہے اب صرف یہ کہدینا کہ میری تحقیق اپنی ہے اور قاضی صاحب کی اپنی ، اور میں ذرا وہابیت کا رنگ رکھتا ہوں ۔ کوئی وقعت نہیں رکھتا عصمت آئمہؑ تو آپ کے گھر سے ثابت ہے۔ باقی رہا آپ کا یہ کہنا کہ موجودہ اہل تشیع کے ذاکرین یا تو لفظ شیعت کو اپنا کر امام معصوم کی تردید کریں یا امام معصوم پر ایمان لا کر لقب شیعت سے برأت کا اظہار کریں ۔

الجواب لفظ شیعت سے برأت کی کیا ضرورت ہے یہ لفظ تو ہمیں خدا نے قرآن میں بخشا ہے ۔ اِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرٰہِیْمَ اور حدیث

ہی رسول نے نام نے، هُوَ وَاَنْتَ وَشِيْعَتُكَ (تفسیر فتح البیان ص ۳۲۳ مصنفہ نواب صدیق حسن خان بھوپال) اور ہمارے امام معصوم نے بھی بخشا ہے۔ فی المجمع والقمی عن الباقر لتهنيكم الاسم قيل وما هو قال الشيعة قيل لناس يعيرونا مذ الك قال اما تسمع قول الله وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرَاهِيْمَ وقوله فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِیْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِیْ مِنْ عَدُوِّهٖ ۲۸/۱۵ تفسیر مجمع البیان، اور تفسیر قمی میں یہ حدیث معصوم موجود ہے۔ کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ نام تم کو مبارک ہو عرض کیا گیا کہ کون سا نام، فرمایا کہ شیعہ! عرض کیا گیا کہ لوگ ہم کو اس کے ساتھ عار دلاتے ہیں فرمایا کیا تم نے نہیں سنا کہ خداوند تعالیٰ نے اِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرَاهِيْمَ میں یہ نام حضرت ابراہیمؑ کو دیا اور فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِیْ میں شیعہ موسیٰؑ کو دیا۔

ہمارے دشمنوں کا ہمیں رافضی کہنا

اس میں بھی آئمہ نے ہماری تسلی فرمائی ہے کہ یہ لفظ تمہارے دشمنوں کی زبان سے خدا نے برا نہیں نکلوایا اس میں بھی تمہاری توہین نہیں جس حدیث کی طرف آپ نے اشارہ فرمایا ہے شائد آپ کو یاد نہ ہو اس سبب سے صفحہ اور کتاب کی نشاندہی نہیں کر سکے۔ لیجئے ہم آپ کی سہولت کے لئے عرض کئے دیتے ہیں یہ روضہ کافی مطبوعہ نولکشور کے ص ۱۶ پر موجود ہے روضہ کافی میں یہ ذکر ہے کہ جب ابو بصیر نے عرض کی، کہ حضور لوگ ہم کو طعن دیتے ہیں اور ہمارا لقب برا رکھتے ہیں جس نے ہماری کمر توڑ دی اور ہمارے دل مر گئے اور اس کی وجہ سے انہوں نے ہمارے خون مباح کرتے ان روایتوں میں جو ان کے فقہانے روایت کی ہیں۔ اس پر حضرت نے بطور تسکین اور تالیف فرمایا کہ الرافضة قال قلت نعم قال لا والله ماهم سموكم بل الله سماكم اما علمت يا ابا محمد ان سبعين رجلاً من بنى اسرائيل رفضو فرعون وقومه لما استبان لهم ضلالهم فلحقوا بموسى عليه السلام فسموا فى عسكر موسى الرافضة لانهم ورفضوا فرعون وقومه الخ

وہ لفظ رافضہ ہے جس کی وجہ سے لوگ ہمیں چڑاتے ہیں میں نے عرض کی کہ حضور ہاں! حضرت نے

برائے تسکین فرمایا کہ خدا کی قسم یہ نام انہوں نے نہیں رکھا بلکہ اللہ نے یہ تمہارا نام ان کی زبان سے نکلوایا ہے۔ کیا تجھ کو پتہ نہیں اے ابو محمدؑ! تحقیق سترّ آدمی جب فرعون کی گمراہی دیکھ کر چھوڑ گئے تو لوگوں نے ان کو رافضی کہا اور تفسیر امام ص۱۵۸ پر ہے کہ ان کے قاضی کوفہ ابو لیلی نے حضرت عمارؔ المذہبی کو کہہ کر عدالت سے خارج کر دیا تو انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی یہ حدیث بیان فرمائی۔ ان اول من سمی الرافضة السحرة الذین لما شاھدوا اٰیة موسیٰ فی عصاہ آمنوا بہ واتبعوہ ورفضوا امر فرعون واسلموا لکل ما نزل بھم فسمّاھم فرعون لرفضہ لما رفضوا دینہ فالرافضی من رفض کل ما کرہ اللہ وفعل کل بامرہ اللہ صادق آل محمدؐ نے فرمایا تھا کہ سب سے پہلے جن کا نام رافضہ رکھا گیا وہ ساحرانِ فرعون تھے۔ جو موسیٰؑ کے معجزات دیکھ کر ایمان لائے تھے اور انہوں نے حضرت موسیٰؑ کی تابعداری کی تھی اور امر فرعون کو چھوڑ دیا اور ہر مصیبت جو ان پر نازل ہوئی اس کو برداشت کر گئے پس ان کا نام فرعون نے رافضہ رکھا تھا جب انہوں نے دین کو چھوڑ دیا۔ پس اس حساب سے رافضی وہ ہوا جو خدا کے دشمنوں کو چھوڑے اور اس کے ماموروں کو مان لے، قریشی صاحب! کچھ معلوم ہوا کہ فرعون اور اس کے دین کو چھوڑنے والوں کو رافضہ کہا گیا تھا اس لحاظ سے ہمارے دشمن اگر ہمیں رافضی کہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں مگر آپ کے امام شافعی کے اس قول کا کیا مطلب ہے ؎

ع ان کان رفضا حب آل محمدؐ = فلیشھد الثقلان انی رافضی

کہ لوگ ان کو صرف حب آل محمدؐ کی وجہ سے ہی رافضی کہنے لگے تھے اور انہوں نے اس لقب کو بطیب خاطر منظور کر لیا اور آپ کے غوث بہاء الحق ذکریا ملتانی کے اس قول کا کیا مطلب ہے ؎

ع من علیؑ را دوست دارم خلق گوید رافضی = پس خدا و مصطفیٰؐ جبرائیل باشد رافضی

الغرض! ہمارا نام قرآن مجید میں شیعہ ہے یہ اور بات ہے کہ آپ کے مذہب کا نام قرآن میں نہیں کیونکہ آپ کا مذہب قیاسی ہے اگر باطل کو چھوڑنے کی وجہ سے ہمارے دشمن ہمیں رافضی لکھیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔

قریشی کی مضحکہ اطفال تحقیق

چنانچہ فرماتے ہیں کہ اس سے سیدنا ابراہیمؑ کی توہین لازم آتی ہے کیونکہ اگر شیعی زعم

پامل کے مطابق سیدنا ابراہیمؑ کو شیعہ نوحؑ مان لیا جاتے تو لامحالہ ان کو اصول وفروع میں سیدنا نوحؑ کا متبع ماننا پڑے گا اور اصول، فروع میں اتباع یقیناً نبوت و رسالت کے متعارض ہے۔

الجواب اس دلیل کے صغریٰ اور کبریٰ دونوں مقدمے ممنوع اور محتاج دلیل ہیں جو شاید قریشی صاحب کو قیامت تک نہ مل سکیں گے

اولاً: تو اس کا جواب اس سے قبل تفاسیر کے حوالہ جات میں آچکا ہے کیوں کہ قریشی صاحب کے مفسرین حضرت ابراہیمؑ کو اصول دین بلکہ فروع دین میں بھی متبع حضرت نوحؑ ثابت کر چکے ہیں مزید جواب کی ضرورت نہیں اگر قریشی صاحب کی تسلی نہ ہوئی ہو تو فاتبع ملت ابراہیم کی تفسیر میں ذرا نظر کر کے دیکھ لیں حضور متبع حضرت ابراہیمؑ بھی ہیں اور ختم الانبیاء والمرسلین بھی ہیں یہاں اتباع اور نبوت میں نہ تو کوئی تعارض ہے نہ تضاد، کیا کیا جائے قریشی صاحب کو صدر مبلغ بننے کا شوق دامنگیر ہے اور شیعہ کے خلاف لکھنے بولنے کا مرض بھی ہے۔ مگر افسوس کہ نظر میں اپنی کتب بھی نہیں فوراً الزام دے بیٹھتے ہیں نیز اس سوال کا جواب تفسیر عزیزی پارہ اول ص۴۹۱ پر موجود ہے۔

ایں امامت مطلقہ از خواص ابراہیمؑ است چنانچہ خاتمیت از خواص افضل المرسلین است ولہذا ہر وقت و ہر جا کہ بعد از حضرت ابراہیمؑ حقے ظہور نمودہ و پیغمبرے مرسل شدہ و کتابے نازل گشتہ بیعت حضرت ابراہیمؑ و اقتدا بایشاں مقرون بودہ است یہودیان و نصرانیاں و صابئین ہمہ در تعظیم آنجناب و قصد اتباع و اقتداء بایشاں مینمائند و افعال و اقوال ایشاں را بوجہ کلی قانون تشرع و مسطر تدین مے انگارند، اگر در جزئیات متغیرۃ الحکم بحسب مصالح وقتیہ بظاہر مخالفت میکنند آں مخالفت نیز دراں قانون کلی و مسطر جبلی داخل است و در حکم موافقت محدود بمشابہ آنکہ یونانیان قاطبۃ در طب ابن سینا را امام خود میدانند و قواعد کلیہ را از و میگیرند و اگر در مقتضیات وقتیہ را مخالفت او میروند بموجب قواعد مقررہ او میروند، و علیٰ ہذا القیاس امام ابو حنیفہ را حنفیاں امام خود میدانند و گر در وقتے فتویٰ بر قول صاحبین یا فرقیق الہند یا میدہند آں را از قانون حنفی و قاعدہ امام خارج نمی دانند و بہ ہمیں تقریر واضح

شدہ فرق درمیان ملت ابراہیمی ودین مصطفوی کہ ملت ابراہیمی بہرحال بوجہ کلی واجب الاتباع است و دین مصطفوی کہ ملت ابراہیمی بعداز نسخ یہودیت و نصرانیت بروجہ جزئی لازم القول است

ترجمہ! کہ امامت مطلقہ حضرت ابراہیمؑ کے خواص سے ہے، جیسا کہ خاتمیت افضل المرسلین کے خواص سے ہے، لہٰذا ہر وقت اور ہر جگہ حضرت ابراہیمؑ کے بعد جہاں کہیں حق ظاہر ہوا اور کوئی پیغمبر مبعوث ہوا اور جونسی کتاب نازل ہوئی حضرت ابراہیمؑ کی تابعداری اور اقتدار اس میں ضرور شامل رہی ہے چنانچہ یہودی، نصاریٰ اور صابئین بھی آنجناب کی تعظیم میں شریک اور ان کی اقتدار کا دم بھرتے رہے ان کے اقوال اور افعال کو شریعت کا قانون کلی اور دین کا مسطر سمجھتے رہے اگر جزئیات متغیرہ میں حسب مصالح وقت کبھی خلاف بھی کیا تو وہ اختلاف بھی اسی قانون کلی اور مسطر جملی میں داخل رہا ہے اور اس کا شمار بھی موافقت میں کیا گیا ہے اس کی مثال یہ ہے کہ جیسے تمام یونانی طب میں ابن سینا کو اپنا امام سمجھتے ہیں جو قواعد کلیہ کو اسی سے لیتے ہیں اگر کبھی حسب ضرورت اور مصلحت کے وقت اس کے خلاف بھی کرنا پڑے تو اس کے مقرر کردہ قواعد سے باہر نہیں جاتے علیٰ ھذا القیاس امام ابوحنیفہ کو بھی حنفی اپنا امام سمجھتے ہیں اگر کبھی صاحبین کے قول پر یا فرقہ کے قول پر فتویٰ دیتے ہیں تو اس کو بھی قانون حنفی اور قاعدہ مقررہ فرمودہ امام سے خارج نہیں ہونے دیتے اس تقریر سے ملت ابراہیمی اور شریعت محمدیہ میں فرق واضح ہو گیا کہ ملت ابراہیمی ہر حال میں بوجہ کلی واجب الاتباع ہے اور دین مصطفویؐ یہودیت اور نصرانیت کے نسخ کے بعد بطور جزئی لازم القبول ہے۔ فرمایئے قریشی صاحب کچھ سمجھ میں آیا کہ حضرت ابراہیمؑ بھی مستقل نبی ہیں اور حضرت محمد رسول اللہ تو خاتم النبیین ہیں مگر پھر بھی اتباع ملت ابراہیمؑ کے لفظ تو ان میں موجود ہیں فرمایئے یہاں اتباع نبوت کی توہین کیوں نہ ہوئی بس یہی حال ہے حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ کا کہ حضرت ابراہیمؑ شیعہ نوحؑ ہیں اور انبیاء ماسلف کے لئے امام ہیں اگر زیادہ تفصیل دیکھنی مطلوب ہو تو تفسیر عزیزی صہ ۵۹۴ پارہ ایک پر ملاحظہ فرمائیں۔ ہم بارہا ثابت کر چکے ہیں کہ خداوند تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو مذہب نوحؑ پر چلنے یا اس کو زندہ کرنے کی وجہ سے شیعہ نوحؑ فرمایا ہے مذہب اور شریعت کی ابتدا حضرت نوحؑ سے ہوئی ہے حضرت ابراہیمؑ نے اس کو علماً و عملاً دوبارہ زندہ کیا لہٰذا خداوند عالم نے ان کو

شیعہ نوحؑ فرمایا اور آنے والی قوموں اور نسلوں کے لئے ان کو امام بنایا اس لئے وہ حضرت نوحؑ کے شیعہ اور ہمارے امام ہوئے پس ان کے مذہب کا جو نام قرآن مجید میں ہے ہم نے تو اُسی کو اپنایا ہے۔ اس پر ہم نے اہلسنت کی دس تفاسیر کے حوالہ جات "صداقت" میں پیش کئے تھے جن کا جواب تو قریشی صاحب سے نہ ہو سکا اور نہ ہی ہو سکے گا۔ البتہ منہ چڑانے کی کوشش ضرور ہے چنانچہ "الفاروق" مجریہ یکم ستمبر میں چند اوراق سیاہ ضرور کئے ہیں مگر بغور پڑھو تو سوائے بے معنی قیل وقال کے کچھ نظر نہیں آئے گا بیچارا غریب کرے بھی تو کیا، بے حقیقت مذہب کا ترجمان جو ہوا غربت دلائل کا علاج ہی کیا ہو سکتا ہے لیجئے ہم ان کی جہالت کا پردہ چاک کئے دیتے ہیں۔ تاکہ اتمام حجت میں کوئی کسر باقی نہ رہ جائے فرماتے ہیں کہ ابراہیمؑ کو اگر نوحؑ کا شیعہ تسلیم کر لیا جائے تو اصول وفروع میں حضرت خلیلؑ کو جناب نوحؑ کا متبع ماننا پڑے گا حالانکہ اصول وفروع دونوں میں اتباع یقیناً رسالت کے خلاف ہے

الجواب

یہ ہے قریشی صاحب کی تحقیق عمیق کہ اصول وفروع دونوں میں اتباع منافی رسالت ہے یعنی اگر کوئی رسول دوسرے رسول کا اصل وفروع اتباع کرے تو وہ رسول، رسول ہی نہیں رہتا اور شیعہ ہونے کے لئے اتباع ضروری ہے لہٰذا اگر ان کو اصول وفروع میں تابع حضرت نوحؑ مان لیا جائے تو وہ رسول ہی نہیں رہیں گے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ان کو شیعہ نوحؑ نہ کہنا چاہیئے ورنہ رسول نہیں رہیں گے — لو ہم ان کی دھجیاں ان ہی گھر سے اڑائے دیتے ہیں چنانچہ اہلسنت کی تمام پارٹیوں کے مسلّم بزرگ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اپنی کتاب "حجۃ اللہ البالغہ" مطبوعہ مصر صفحہ ۹۰ ج ۱ میں فرماتے ہیں۔

واعلم انّ النبوۃ کثیراً ماتکون من تحت الملّۃ کما قال اللہ تعالیٰ ملّۃ ابیکم ابراھیم وکما قال وانّ من شیعتہ لابراھیم وسرّ ذلک انّہ تنشأ قرون کثیرۃ علی الذین بدین وعلی تعظیم شائرہ وتصیر احکامہ من المشہورات الذائعہ الاحقبا لبدیہات الاولیۃ التی لا تکاد تنکر فتجئی نبوۃ اخریٰ لاقامۃ ما اعوج منہا وصلاح ما فسد منہا بعد اختلاط روایۃ نبیہا فتفتش عن الاحکام المشہورۃ عندھم فما کان صحیحا موافقا لقواعد

السیاسۃ الملیہ لا یغیرہ بل تدعوا الیہ وتحث علیہ وما کان سقیما قد دخلہ التحریف فانہا تغیرہ بقدر الحاجۃ وما کان حریا ان یزاد فانہا تزیدہ علی ما کان عندھم وکثیرا ما یستدل ھذا النبیؐ فی مطالبہ بما بقی عندھم من الشریعۃ الاولی فیقال عند ذلک ھذا النبی فی ملۃ فلان النبی او من شیعتہ =

ترجمہ! اور جاننا چاہیئے کہ بسا اوقات ایک نبوت دوسری ملت کے تابع ہوتی ہے (یعنی ایک نبی دوسرے نبی کے مذہب کے تابع ہوتا ہے) جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ملۃ ابیکم ابراھیم کہ اپنے باپ براہیمؑ کی ملت کو لازم پکڑو ہمارے رسول کریمؐ کو حکم ہے اور جیسا کہ فرمایا وان من شیعتہ لابراھیم کہ تحقیق حضرت ابراہیمؑ حضرت نوحؑ کے شیعوں میں سے ہیں (یعنی ان کے مذہب و ملت پر چلنے والے ہیں) اور اس کا راز یہ ہے کہ (ایک نبوت دوسرے مذہب کے تابع کیسے ہوتی ہے) جب کسی دین اور اس کے شعائر کی تعظیم پر بہت سے زمانے گزر جاتے ہیں تو اس کے احکام مشہور بدیہیات کے ساتھ ملحق ہو جاتے ہیں جن میں زیادہ غور و فکر کی ضرورت نہیں رہتی اور ان کا انکار مشکل ہو جاتا ہے اس کے بعد پھر دوسری نبوت جب آتی ہے تو صرف یہ کام کرتی ہے کہ کج شدہ احکام کی درستی اور فاسد شدہ کی اصلاح کرتی ہے کیوں کہ سابقہ ملت کے نبی کی روایات میں غلط راہ پا چکا ہوتا ہے۔ پس دوسرا نبی احکام مشہورہ کی تفتیش کر کے جو قواعد ملیہ کی سیاست کے موافق ہوتے ہیں ان میں کوئی تغیر و تبدل نہیں کرتا بلکہ ان کی طرف دعوت دیتا ہے اور ان کی حرص دلاتا ہے لیکن جو خراب ہو چکے ہوتے ہیں یعنی ان میں تحریف راہ پا چکی ہوتی ہے ان میں بقدر ضرورت تغیر کر دیتا ہے جس میں کچھ زیادہ کرنے کی ضرورت محسوس کرتا ہے۔ زیادہ کر دیتا ہے چونکہ یہ نبی اپنے مطالب میں پہلی شریعت کے باقی ماندہ احکام سے ہی اکثر استدلال کرتا ہے لہذا اس کو یہ کہا جاتا ہے کہ یہ نبی فلاں نبی کی ملت میں ہے یا اس نبی کا شیعہ ہے۔ قارئین محترم! یہ ہے شاہ ولی اللہ صاحب مرحوم کی تحقیق کہ ملۃ ابیکم ابراھیم اور ان من شیعتہ لابراھیم کا ایک ہی مفہوم و معنی ہے کہ ہمارے نبی ملت ابراہیمؑ کے تابع اور ماتحت تھے۔ اور حضرت ابراہیمؑ جناب نوحؑ کے تابع تھے صرف اصول میں نہیں بلکہ فروع میں بھی۔ اب ہم قریشی صاحب سے دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ کیا باوجود اس ہم یہ دونوں

بزرگ حضرت ابراہیمؑ اور ہمارے نبی کریمؐ رسل رہ گئے نہیں ؟ اگر رہ گئے ہیں تو تمہاری تحقیق عمیق کھل گئی اگر ان بزرگوں کے اصول یا مرسل بلکہ اولوالعزم رسول ہونے میں کوئی شک وشبہ ہو تو سورہ احزاب پ۲۱ کی ساتویں آیت ملاحظہ فرمائیے وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّيْنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۳۳ ترجمہ! اور جب ہم نے نبیوں سے ان کا عہد لیا اور تجھ سے اور نوحؑ سے اور ابراہیمؑ سے اور موسیٰؑ سے اور عیسیٰ ابن مریمؑ سے عہد پختہ لیا اب قریشی صاحب ہی بتلائیں گے کہ جب اولوالعزم رسول بھی ایک دوسرے کے مذہب و ملت پر رہ کر رسل رہ جاتے ہیں تو باقی رسولوں میں کلام کیا۔ اسکی تفصیل ہم تفسیر عزیزی سے پیش کر رہے ہیں۔

شبہ قریشی کا مفصّل حل

قریشی صاحب کا یہ شبہ کہ اصول وفروع دونوں میں اتباع یقیناً رسالت کے منافی ہے اس کی رد شاہ ولی اللہ کے قول سے ہو جاتی ہے کیونکہ یہ شبہ جہالت پر مبنی ہے اس منافات کا کوئی قائل ہی نہیں۔ ہاں اس میں ضرور بحث ہوتی رہی ہے۔ کہ رسالت مآبؐ کے صاحب شریعت جدیدہ ہونے کے باوجود تابع ملت ابراہیم ہونے کے کیا معنی ہیں یا صاحب شریعت جدیدہ دوسرے نبی کے تابع کن معنوں میں ہو سکتا ہے۔ جس تفصیل کتب تفسیر میں موجود ہے خصوصاً تفسیر عزیزی میں ہے۔ مگر قریشی صاحب کا اتنا مطالعہ کہاں کہ ان کو کوئی تحقیقی بات نظر آجائے آپ کو صرف خطابیات میں رہ کر کھانے کمانے کی فکر دامنگیر ہے اس بحث کے حل میں شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہیں۔

دو کہ در جواب ایں بحث علمائے محققین دو مسلک اختیار نمودہ اند اکثر محققین گفتہ اند کہ اتفاق ایں ہر دو ملت را در اصول است فقط لیکن اصول چنانچہ عقائد را میگویند ہمچناں قواعد کلیہ شریعت کہ مسائل جزئیہ ازاں مستخرج می شوند نیز میگویند اصول ملت ابراہیمی بایں معنی در شریعت مصطفویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ محفوظ اند .... اگر در فروع مستخرجہ از آنہا بحسب اختلاف مصلحت زماں تعاوتے باشد مضائقہ ندارد ــــ الی ان قال مثال

عام فہم ایں اتباع آنست کہ ہر دو شاگرد حضرت امام اعظم کہ صاحبین اند یعنی امام ابو یوسفؒ و امام محمد بلاشبہ در روش اجتہاد و استنباط تابع امام خود اند و قواعد الشان را در وقت استخراج مسائل فرعی میدارند و لہذا اجتہاد و ایشاں از اجتہاد امام شافعی ممتاز است و امام شافعی را کسے تابع امام اعظم نمی شمارد صاحبین در فروع مستخرجہ مخالفت امام خود مینمایند الخ تفسیر عزیزی ص۱۹۵ تا ص۲۹۶ پ ۱ "

شاہ صاحب فرماتے ہیں اس شبہ کے جواب میں کہ صاحب شریعت جدیدہ ہو کر دوسری ملت کا تابع کیسے ہو سکتا ہے محققین نے دو مسلک اختیار کئے ہیں۔

مسلک اوّل یہ ہے کہ اکثر محققین کا فرمان ہے کہ ان دونوں ملتوں کا اتفاق صرف اصول میں ہے مگر اصول سے مراد صرف عقائد ہی نہیں بلکہ اصول فقہ یعنی وہ قواعد کلیہ جن سے مسائل جزئیہ مستخرج اور مستنبط ہوتے ہیں وہ بھی مراد ہیں باین معنیٰ چونکہ ملت ابراہیمیہ کے اصول و قواعد شریعت محمدیہ میں بعینہٖ پائے جاتے ہیں لہٰذا شریعت محمدیہ اور ملت ابراہیمیہ میں کوئی فرق نہیں ہے اگر ان اصولوں سے نکلے ہوئے فروعات جزئیہ میں حسب اختلاف مصلحت زمانہ کسی وقت کوئی تفاوت اور فرق آجائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ آگے چل کر شاہ صاحب نے اس اتباع کی عام فہم مثال یہ دی ہے کہ یہ اتباع اور اختلاف ایسا ہی ہے جیسا کہ حضرت امام اعظم کے دونوں شاگردوں قاضی ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا ابو حنیفہ اپنے استاد سے ہو جاتا ہے مگر وہ چونکہ اپنے طریقہ اجتہاد میں اپنے امام کے تابع رہتے ہیں لہٰذا ان کے حنفی المذہب ہونے میں فرق نہیں پڑا چونکہ امام شافعی کا طریقہ استنباط اور اجتہاد ممتاز اور علیحدہ ہے لہٰذا کوئی شخص ان کو تابع امام اعظم نہیں کہتا اس کے بعد شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ شارع شریعت محمدیہ کا قانون مسائل چونکہ ابراہیمی قانون ہے لہٰذا مسائل جزئیہ کے اختلاف سے کوئی فرق نہیں پڑے گا آپ تابع اور حضرت ابراہیمؑ متبوع رہیں گے۔

لیجئے حضرات! آپ کی سمجھ میں اب اصول کی شرح بھی آگئی ہوگی اور آپ تابع ہونے کا مطلب بھی سمجھ گئے ہوں گے اور یہ بھی سمجھ گئے ہوں گے کہ فرق اگر ملت ابراہیمیہ اور شریعت محمدیہ میں کبھی ہوا ہے تو صرف ایسا ہی ہوا ہے۔ جیسا کہ صاحبین اور امام اعظم میں ہوا ہے

سبحان اللہ! یہ اختلاف مسائل جزئیہ صاحبین کے لئے حضرت امام اعظم کی تقلید میں فرق نہیں لاتا

اور ان کا اجتہاد بھی ہاتھ سے نہیں جاتا مگر قریشی صاحب کے نزدیک ایسا اتباع منافی رسالت ہو جاتا ہے یہ ہے قریشی صاحب کی جہالت اور سب جو داس پر میری جہالت کا شکوہ بھی کر رہے ہیں۔

مسلک دوم علمائے محققین وحدتِ شریعت محمدیہ و ملت ابراہیمیہ در اصول و فروع۔

وبرخ از محققین بآن رفتہ اند کہ شریعت خاتم المرسلین بعینہٖ شریعت ابراہیمیؑ است و فرق ملت و شریعت نکردہ اند و گفتہ اند کہ اصول و فروع ایں شریعت موافق فروع و اصول شریعت ابراہیمیؑ است بلا تفاوت لیکن بایں معنی کہ احکام ملت ابراہیمیؑ بتمامہا دریں شریعت محفوظ است کہ چیز ہائے بسیار براں افزودہ باشد و آں چیز ہا نیز مخالف آں احکام نیستند بلکہ شرح و بسط و تتمیم و تکمیل ہماں احکام اند، پس ملت ابراہیمیؑ حکم متن دارد و شریعت مصطفویؐ حکم شرح آں متن و بہمیں معنی شارح را ماتن گفتہ میشود و صاحب مشکوٰۃ را مثلاً تابع صاحب مصابیح دانستہ میشود (تفسیر عزیزی صـ۴۹۶ پارہ اوّل مطبوعہ مجتبائی)

ترجمہ:۔ کہ کچھ محققین اس طرف بھی گئے ہیں کہ شریعت خاتم المرسلین بعینہٖ شریعت ابراہیمیؑ ہے اور ان کے نزدیک ملت اور شریعت میں کچھ فرق ہی نہیں اور وہ کہتے ہیں کہ اصول و فروع کے موافق ہیں بلا کسی فرق کے لیکن باایں معنی کہ ملت ابراہیمیؑ کے احکام سب کے سب اس شریعت میں محفوظ ہیں اور کچھ چیزیں اس پر اضافہ بھی کی گئی ہیں اور وہ چیزیں ان احکام کے مخالف نہیں ہیں بلکہ ان ہی احکام کی شرح و بسط اور تکمیل و تتمیم ہے پس ملت ابراہیمیؑ متن کا حکم رکھتی ہے اور شریعت مصطفویؐ شرح کا اور شارح کو ماتن کا تابع کہنا مشہور ہے۔ اور صاحب مشکوٰۃ مثلاً صاحب مصابیح کا اسی لیے تابع سمجھا جاتا ہے لیجئے اس سے ثابت ہوا کہ دونوں شریعتوں میں کوئی فرق نہیں اور تابع متبوع کا قصہ بھی موجود ہے اور دونوں کی رسالت میں بھی کوئی فرق نہیں آیا مگر قریشی صاحب

وحدت ملت با اتباع کو توہین رسالت قرار دیتے ہیں۔ سے

سخن شناس نئی دلبرا خطا ایں جا است

باقی رہا قریشی صاحب کا توہم!

کہ بعض امور میں توافق ہو جانا اس سے ہم کو انکار نہیں سو اس کا رد بھی شاہ عبدالعزیز صاحب فرما چکے ہیں کہ بعضے مفسرین گفتہ اند کہ مراد از اتباع ملت ابراہیمی ؑ کہ جا بجا در قرآن کریم مذکور است اعتقاد را موافق عقائد آن ملت کردن است و بس الخ ما کہ بعض مفسرین کا خیال ہے کہ اتباع ملت ابراہیم ؑ جس کا ذکر جا بجا قرآن مجید میں مذکور ہے اس سے مراد صرف اعتقاد کو موافق عقائد اس ملت کے کرنا ہے اور بس الخ ۔

الجواب مگر ا س کا جواب یہ ہے کہ عقائد خود را موافق عقائد ملتے کردن داخل در اتباع آن ملت نیست تفسیر عزیزی ص ۴۹۹ اپنے عقائد کو اس ملت کے عقائد کے موافق کرنے کا نام اس ملت کا اتباع نہیں کیونکہ ایسا توافق تو جملہ انبیاء میں موجود ہے پھر خصوصیت سے حضور ؐ کو ملت ابراہیم ؑ کے اتباع کا حکم دینا چہ معنی دارد کیونکہ بایں معنی تو سب یہود و نصاریٰ تابع ملت ابراہیم ؑ ہو جائیں گے کیونکہ اصول میں تو عند اللہ ہر سہ ملت موافق ہیں حالانکہ قرآن کریم میں بعبارۃ النص اتباع کا حکم موجود ہے توافق کا نہیں الغرض اس اتباع میں تین قول ہیں اول ان دونوں ملتوں کا اتفاق اصول میں ہے مگر ان اصول میں فروع بھی داخل ہیں کیونکہ یہاں اصول سے مراد صرف عقائد نہیں بلکہ احکام فقہیہ کے قواعد کلیہ بھی ہیں جس سے مسائل جزئیہ مستنبط ہوتے ہیں پس جب اتباع کا انحصار ان قواعد کلیہ کے اتباع میں ہے تو مسائل جزئیہ کے کم زیادہ ہونے سے اتباع میں کوئی فرق نہیں آئے گا یہ ایسا ہی اختلاف ہے جیسا کہ امام ابوحنیفہ اور صاحبین میں ہے جیسا کہ اختلاف

صاحبین سے ابو حنیفہ کے صاحب مذہب ہونے میں کوئی فرق نہیں آتا ایسا ہی شریعت محمدیہ کے مسائل جزئیہ میں حسب مصلحت وقت اختلاف اتباع ملت ابراہیم یا شیعہ نوح ہونے میں فرق نہیں آتا کیونکہ مِلّة ابیکم ابراھیم وان من شیعته لابراھیم کا ایک ہی مطلب ہے اس اختلاف اور اتباع کی مثال شاہ صاحب نے ایک دوسرے مقام پر یوں لکھی ہے۔

مثال اتباع ملت ابراہیم علیہ السلام

بشابہ آنکہ یونانیان فاطبۃ" در طب ابن سینا را امام خود میدانند و قواعد کلیہ را از دمیگیرند واگر در مقتضیات وقتیہ راہ مخالف او میروند بموجب قواعد مقرر کردہ او میروند وعلی ھذا القیاس امام ابوحنیفہ را حنفیاں امام خود میدانند و اگر در وقتے فتویٰ بقول صاحبین یا زفر بن الہذیل میدہند آن را نیز از قانون حنفی و قاعدہ مذہب امام خارج نمیدانند، تفسیر عزیزی صفحہ ۴۴۲ ج ۱

کہ حضرت ابراہیم امام ہیں دنیا ان کی اتباع کے لیے مامور ہے حضرت ابراہیم کے اقوال و افعال ہی شریعت کا قانون کلی اور مظہر دین ہیں۔ جزئیات متغیرۃ الحکم میں اختلافات حسب مصالحت وقتیہ بھی اس قانون کلی سے خارج نہیں ہونا چاہیئے اس کی مثال اس کے مشابہ ہے کہ یونانی سب کے سب طب میں بوعلی سینا کو اپنا امام سمجھتے ہیں اور قواعد کلیہ اسی سے لیتے ہیں۔ اگر کبھی مقتضیات وقتیہ میں راہ مخالف بھی چلتے ہیں تو اس کے مقرر کردہ قواعد سے باہر نہیں جاتے جیسا کہ حنفی لوگ امام ابوحنیفہ کو اپنا امام کہتے ہیں اگر کبھی قول صاحبین یا زفر کے قول پر فتویٰ دے دیتے ہیں تو اس کو قانون حنفی اور قاعدہ امام سے خارج نہیں سمجھتے۔ کیوں قریشی صاحب! یہ تابع متبوع کی بات ہے یا اصول فروع میں صرف توافق ہے تو فرمایئے۔ امام ابوحنیفہ اور ان کے شاگردوں میں بھی صرف توافق ہے یا صاحب مذہب اور مقتدی کا فرق ہے اور دوسرا فلسفہ

کہ شریعت وہی ہوتی ہے صرف اس کی تجدید کی جاتی ہے کہ دوبارہ بذریعہ وحی الٰہی اور قول سوم کہ توافق در اصول ہے اور یہ قول مردود ہے۔ دیکھو تفسیر عزیزی صہ ۴۹۹ جلد اوّل۔

حضرات ناظرین! اب ملّت ابیکم ابراھیم اور ان من شیعتہ لابراھیم کی دونوں آیات اور شاہ ولی اللہ صاحب کی حجۃ اللہ البالغہ اور تفسیر عزیزی سے محققین کی یہ تحقیقات سامنے رکھ کر ذرا قریشی صاحب کے ان توہمات کا تجزیہ کیجئے کہ کس عالم میں بول رہے ہیں۔

قول قریشی صاحب

کہ اصول دین میں ہر نبی اور رسول ایک دوسرے کا متبع ہوتا ہے نہ اس میں ابراھیمؑ کی تخصیص اور نہ باقی انبیاء و رسل سے استثناء لیکن فروع دین میں ہر رسول کے لیے علیحدہ پیغام آتا ہے اور وہی پیغام اس کی مستقل رسالت پر دلالت کرتا ہے اگر صاحب شریعت دوسرے نبی کا متبع ہو جائے تو اس کے استقلال میں فرق پڑتا ہے۔ اور فی الحقیقت اس کی نبوت و رسالت کی توہین ہوتی ہے۔ الخ الفاروق صہ ۵ یعنی حضرت رسالتمآبؐ کو جو ملّت ابراھیمؑ کے اتباع کا حکم ہوا ہے یہ آپ کی معاذ اللہ توہین ہے اگر توہین ہے تو ان سے ان آیات کا مطلب دریافت کیجئے! قُلْ بَلْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ ۲/۱۳۵ ، فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ ۳/۹۵ وَاتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ ۴/۱۲۵ دِينًا قِيَمًا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ ۶/۱۶۱ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ ۱۶/۱۲۳ ، ان تمام آیات میں ختم المرسلین کو اتباع کا حکم ہے یا نہیں۔ فرمایئے اگر ہے تو اصول میں ہے یا فروع میں ہے اگر اصول میں ہے تو اصول سے کیا مراد ہے صرف عقائد یا اصول فقہ بھی۔ اگر فروع میں ہے تو آپ کا کہنا کہ فروع میں قطعاً اتباع کا ذکر نہیں چہ معنی دارد، پھر اگر فروع میں ہے تو اکثر میں ہے یا قلیل میں اگر اکثر میں ہے تو یہاں حضورؐ کی توہین لازم آتی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو آپ کے ہذیان کے کیا معنی ہوئے؟ اگر آپ کا ہذیان بے معنی اور بے ثبوت ہے تو فرمایئے کہ جہالت میری ظاہر ہوئی یا آپ کی، اگر آپ کی ہے تو آپ کا

یہ کہنا کہ دس سفروں کے حوالہ جات نے مولوی اسمعیل کی بے بضاعتی اور عدم قابلیت ظاہر کر دی ہے کیا اب مجھے یہ کہنے کا حق ہے کہ کاش اربابِ تنظیم میں کوئی عالم ہوتا تو قریشی صاحب کی ان جہالتوں پر ان کو شرمسار کرتا اب حرف یہ کہہ کے گلو خلاصی کرا لینا کہ میری اپنی تحقیق ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب کی اپنی اور شاہ عبدالعزیز کی اپنی اور اپنی تحقیق کی تائید میں قرآن یا حدیث یا کسی محقق کا قول پیش کرنا نہ من شذ شذ انی النار کے لیے تیار رہنا یا یہ کہہ دینا کہ بعض مسائل جزئیہ میں حسبِ مصلحت اختلاف بھی من کل الوجوہ کے منافی ہے مگر ذرا اپنے امام اعظم اور صاحبین کا اختلاف اور شاہ صاحب کی تمثیل بھی سامنے رکھ لیجئے۔ قریشی صاحب کی جہالت در معنیٰ ان من شیعتہ لابراھیم پر آپ سابقہ قسط میں شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی شہادت پڑھ چکے ہیں کہ دونوں باپ بیٹا آپ کی جہالت پر مہر تصدیق ثبت کر چکے ہیں کہ ایک رسول دوسرے رسول کا اصول و فروع میں بھی تابع ہو سکتا ہے اور رسالت میں بھی فرق نہیں آتا۔ اب قریشی صاحب کی شیخیاں سنتے چلیے اسی پرچہ الفاروق یکم ستمبر ۱۹۵۸ء صلا کالم ۲ سطر ۳ پر اپنی جہالت کو چھپانے کے لیے یوں شیخی بھگارتے ہیں کہ حقیقت یہ ہے کہ جھوک دائیہ اور باگڑ سرگانہ کے مناظروں میں جو ان کو شکست فاش نصیب ہوئی اور اس نے مولوی صاحب کو ذرا بدحواس کر دیا ہے۔

انکشافِ حقیقت مناظرہ جھوک دائیہ

حضرات ناظرین قریشی صاحب کی یہ تعلّی اور شیخی صرف اپنی جہالت کو چھپانے کے لیے ہے ورنہ تقریری مناظروں میں بھی ان کا یہی حشر رہا ہے جو تحریری مناظروں میں ہے فرق صرف اتنا ہے کہ میدان مناظرہ میں لوگ شیعہ ہو جاتے ہیں اور یہ حضرت اپنی فتح کا ڈھنڈورہ پیٹتے پیٹتے تھک جاتے ہیں مگر کوئی نہیں

پوچھتا کہ حضرت لوگ سنی سے شیعہ ہو گئے اور فتح آپ کی ہو گئی۔ ایں چہ بوالعجی است۔

حقیقت الامر یہ ہے کہ مناظرہ جھوک دائیہ میں چار مسئلے زیر بحث آئے تھے۔ (۱) تحریف القرآن (۲) خلافت ثلاثہ (۳) خلافت علی علیہ السلام صرف از کتاب اللہ (۴) مسئلہ فدک۔ **مسئلہ اوّل** میں آپ کی حالت اس قدر پتلی ہو گئی کہ شیعہ کا ایمان از قرآن اڑاتے اڑاتے ایسے پھنسے کہ اپنے ہی ایمان کا صفایا ہو گیا اور آئندہ ہدایت کر گئے کہ جہاں کہیں مسئلہ تحریف پر بحث ہو کتب اہلسنت سے الزامی جواب منظور نہ کیا کرو اس کو شرائط میں ہی حذف کر جایا کرو ورنہ لینے کے دینے پڑ جاتے ہیں چنانچہ مناظرہ باگڑ سرگانہ کے شرائط نامہ میں اس پر عمل کیا گیا کہ اہلسنت تو کتب شیعہ سے تحریف ثابت کریں گے۔ مگر اپنی کتب سے الزامی جواب نہیں سنیں گے کیونکہ یہ دوسرا موضوع بن جاتا ہے سبحان اللہ ایسے فقید الادلہ مذہب کی بقا تا کے **مسئلہ دوم** خلافت ثلاثہ میں آپ کو نہ کوئی آیت ملی نہ حدیث اجماع میں اہل بیت کے خلاف کا جواب نہ دے سکے۔ لہذا وہ اجماع بھی صحیح نہ رہا اور خلافت ثلاثہ کی حقیقت منصہ شہود پر آگئی۔ **مسئلہ سوم** میں جب کتاب اللہ سے خلافت مطلقہ کا ثبوت آیتہ استخلاف سے ہوا تو خلافت و امامت اصول دین میں ثابت ہوئی جب آل اور اہل بیت کے آیات سے خلافت مقید باہل بیت ثابت ہوئی تو صحابہ کرام محروم ہو گئے پھر کتاب اللہ سے نام علیؑ بشہادت تفسیر اہل بیت پیش ہوا تو قریشی صاحب ہاتھ ملتے رہ گئے حتیٰ کہ آپ کے بانی مناظرہ نے بھی کہہ دیا کہ ہاں تفسیر امام جعفر الصادق علیہ السلام میں نام علیؑ ہی لکھا ہے الغرض خلافت علیؑ صرف کتاب اللہ سے ثابت ہو گئی مگر خلافت ثلاثہ کی کتابوں سے بھی ثابت نہ ہو سکی **مسئلہ چہارم** فدک تھا سو اس میں جو گل آپ نے کھلائے ہیں اس پر دیوبند اور دہلی سے بھی آفرین و تحسین آئی ہے جو اخبارات میں شائع ہو چکی ہے یعنی نہ کتاب اللہ سے عدم توریث انبیاء ثابت کر سکے نہ مطالبہ سیدہ صلوٰۃ اللہ علیہا کا کوئی صحیح جواب دے سکے نہ ہی صحیحین سے

کوئی معارض حدیث پیش کرسکے البتہ صحیح بخاری کی صحت اور شاہ ولی اللہ کی تصدیق کی توہین ضرور کر گئے تھے جب صحیح بخاری صد ۳۵۴ جلد اوّل باب الخمس سے حدیث فدک پیش ہوئی تو قریشی صاحب کے حواس باختہ ہو گئے زمین و آسمان کی خبر نہ رہی۔ اپنے موجودہ مراقی امام احمد شاہ کی مدد سے پکار اٹھے کہ اس حدیث کا راوی محمد بن مسلم ابن شہاب زہری شیعہ ہے لہذا یہ حدیث قابل قبول نہیں ہے پس ہماری جان چھوٹی عالم بدحواسی میں یہ نہ یاد رہا کہ یہ ابن شہاب زہری ہے کون۔ اور ہمارے مذہب میں اس کا کیا پایا ہے کتابوں میں اس کے متعلق کیا لکھا ہوا ہے اور شیعہ محققین کی اس کے متعلق کیا رائے ہے اور یہ نہ سمجھے کہ اس کو شیعہ کہنا تو اپنے اگلے پچھلوں کو شیعہ بنانا ہے۔ اب ذرا قریشی صاحب کی فتح جھوک دائیہ سمجھنے کے لیے امام زہری کی توثیق از علمار اہلسنت پر نظر ڈالیے۔

توثیق از سیوطی

اوّل جامع الحدیث والاثر، ابن شہاب امر لہ عمر د الفیہ سیوطی صد ۵ مطبوعہ مصر، کہ حدیث اور اقوال صحابہ کا پہلا جمع کرنے والا ابن شہاب زہری ہے اور اس کو اس کا حکم دینے والا عمر ہے اللہ اکبر، بقول سیوطی جو پہلا جامع حدیث بحکم عمر ہے۔ وہ بقول قریشی شیعہ ہے سچ ہے " اذا فاتك الحیاء فافعل ما شئت " اب ذرا شرح صحیح مسلم صد ۹ امام نووی کی زبانی بھی اس شیعہ کی توصیف سن لیجئے تاکہ آپ کو قریشی صاحب کی فتح جھوک دائیہ کی حقیقت سمجھ آجائے واما ابن شهاب فهو الامام المشهور التابعی الجلیل وهو محمد بن مسلم بن عبید الله بن شهاب بن عبدالله بن الحارث بن زهرة بن کلاب بن کعب بن لوی ابوبکر القرشی الزهری المدنی سکن الشام و ادرك جماعة من الصحابة فهو عشرة و اکثر من الروایات عن التابعین و اکثر من الروایات عنه حواله فی العلم والحفظ والصیانة والاتقان والاجتهاد فی تحصیل العلم والصبر علی المشقة

فیه بذل النفس فی تحصیله والعبادة والورع والکرم وھوان الدنیا عندہ وغیر ذالک من انواع الخیر اکثر من تحصر واشھر من ان تشتھر،

(دیباچہ صحیح مسلم)، کہ ابن شہاب زہری وہ امام مشہور ہے اور جلیل القدر تابعی ہے اصلی نام اور لقب یہ ہے محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن شہاب عبداللہ بن حارث بن زہرہ بن کلاب بن مہرہ بن کعب بن لوی ابوبکر القرشی الزہری مدنی شام میں سکونت پذیر تھا اس لیے تقریبًا دس صحابہ کا شرف صحبت پایا ہے اس کی اکثر روایات تابعین سے ہیں اور اکثر تابعین بھی اس سے روایت کرتے ہیں اس کا احوال علم، حفظ صیانت، مضبوطی جدوجہد تحصیل علم میں اور اس میں برداشت شفقت پرہیز گاری، عبادت کرم زہد فی الدنیا وغیرہ اور پھر انواع خیر اس میں اتنے زیادہ تھے کہ ان کا احصاء مشکل ہے اتنے مشہور ہیں کہ اس سے زیادہ شہرت ناممکن ہے اس اپنے امام کو قریشی صاحب نے وہاں شیعہ کہہ کر جان چھڑائی۔ یہ ہے جھوک دائیہ کی فتح کا آخری سہرا۔

تحقیق ابن شہاب زہری از کتب حنفیہ

دیکھئے تعلیق بر مسند امام اعظم صد۸۲ مطبوعہ اصح المطابع لکھنؤ محمد بن مسلم زہری کی توثیق از ابن حبان، ابن حبان فی ثقات التابعین وقال کنیتہ ابوبکر رأی عشرة من اصحاب رسول اللہ وکان من احفظ اھل زمانہ واحسنھم سیاقا لمتون الاخبار وکان فقیھا فاضلا روی عندی الناس مات لیلة الثلثا لسبع عشرة خلت من شھر رمضان سنة اربع وعشرین ومائة فی ناحیة الشام وقبرہ مشھور یزار علی قارعة الطریق اوصاہ ان یدفن علی قارعة الطریق حتی یمر بہ مار فیدعولہ۔

ترجمہ:۔ ابن حبان نے ثقہ تابعین میں اس کے حالات بیان کئے ہیں اور کہا کہ اس کی کنیت ابوبکر ہے اس نے دس صحابہ کو دیکھا ہے اور اپنے زمانہ میں

سب سے بڑا حافظ الحدیث تھا۔ اخبار کا متن چلانے میں سب سے زیادہ احسن ہے، اور اس کے ساتھ فقیہہ فاضل تھا لوگوں نے اس سے روایت کی ہے کہ سوموار کو رات ۱۷ ماہ رمضان المبارک کو ۱۲۴ھ میں فوت ہوا اور نواحی شام میں دفن ہوا اس کی قبر مشہور اور زیارت گاہ خاص وعام ہے حسب وصیت اس کی قبر بر سر راہ ہے کیونکہ اس کی وصیت تھی کہ مجھے بر سر راہ دفن کیا جائے تاکہ گزرنے والے لوگ دعا کرتے رہیں الخ ناظرین ذرا خیال کرتے چلیئے کہ بقول قریشی صاحب یہ بزرگ بھی شیعہ تھا اور پھر شیعہ کو برا بھی کہتے ہیں۔ اے عقل تو کہاں ہے؟ حیاء کس عالم میں ہے۔

توثیق زہری از امام ترمذی صاحب السنن

روی الترمذی عن ابن عیینہ عن عمرو بن دینار قال ما رایت احداً انص للحدیث من الزہری وما رایت احداً الدراہم ھون عندہ منہ ان کانت الدراہم عندہ بمنزلۃ البعرۃ

ترجمہ: ترمذی نے ابن عیینہ سے اور عمرو بن دینار سے روایت کی ہے کہ میں نے زہری سے بڑھ کر کسی کو حدیث کے لیے نص نہیں پایا اور وہ بڑا تارک الدنیا تھا اس کے نزدیک درہم و دینار اونٹ کی مینگنی کے برابر تھے۔

توثیق زہری از امام شافعی رح

قال الشافعی لولا الزہری لذہبت السنن من المدینۃ

امام شافعی نے فرمایا کہ اگر امام زہری نہ ہوتے سنتیں مدینہ سے چلی جاتیں، یعنی مدینہ میں سنن اور احادیث صرف زہری کے دم سے زندہ ہیں۔

توثیق زہری از امام مالک

وقال القاری احد الفقہاء والمحدثین والعلماء من الساکنین

بمدینۃ السکینۃ روی عن قتادہ ومالک ومکحول وغیرھم

ترجمہ:۔ کہ ملّاں علی قاری نے فرمایا ہے کہ زہری مدینہ میں رہنے والے علماء اعلام اور محدثین سے ایک فرد واحد ہیں حتیٰ کہ امام مالک اور مکحول وغیرہ بھی اس کو استاد مان کر روایت کرتے ہیں یعنی استادِ مالک بھی ہیں۔

توثیق زہری از امام اعظم رح

روی لہ الامام فی الجماعۃ فی الصوم وفی حرمتہ المتعہ و فی عبد الکذب علی النبی و فی العشا وقیل العشاء کہ حضرت امام اعظم نے بھی اس امام ابن شہاب زہری سے جماعت فی الصوم اور حرمت متعہ وغیرہ کذب علی النبی وغیرہ وغیرہ روایات کی ہیں یعنی یہ حضرت امام اعظم کا استاد بھی ہے گویا چاروں امام تو اس کو ثقہ عالم فقیہہ بزرگ قابل روایت صحت فی الحدیث مانتے ہیں مگر قریشی صاحب نے امام جدید کی کفرانہ تقلید میں اس کو شیعہ بنا کر قضیہ فدک سے جان چھڑائی ہے یہ ہے قریشی صاحب کی فتح جھوک دائیہ ضلع جھنگ جس پر اترا رہے ہیں معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کو حیاء جواب دے گیا ہے ورنہ کبھی تو شرماتے کہ جس کو آئمہ اربعہ ثقہ کہیں ان کے مقابلہ میں ہماری کیا وقعت ہے مگر کریں کیا! جان تو چھوٹتی نہیں۔ مذہب شیعہ کے حقائق، جناب سیدہ ؑ کا مطالبہ باطل کو کھائے جا رہا ہے اور کمال یہ ہے کہ امام زہری پر ایک سنی کی جرح بھی نہ دکھلا سکے آخر کار یہ تیر مارا کہ کتب شیعہ میں اس کو شیعہ لکھا ہوا ہے۔ اے خدا کے بندو شیعہ تو ہر اچھے بزرگ کو شیعہ سمجھتے ہیں بارہ آئمہ ؑ کو شیعہ امام سمجھتے ہیں حد یہ ہے کہ حضرت ابراہیم ؑ کو شیعہ سمجھتے ہیں اور لکھتے ہیں تم ان کے کہنے پر ان کو کیوں نہیں شیعہ مان لیتے یا تو اپنے کسی بزرگ کا قول دکھلاؤ کہ زہری شیعہ تھا یا شیعہ کے قول پر سب بزرگوں کو

شیعہ مان جاؤ۔ اگر بزرگوں کی فہرست دیکھنی مطلوب ہو جن کو بعض علماء شیعہ نے شیعہ کہا ہے وہ مجالس المومنین سے دیکھ لیں اگر آپ کے گھر میں کچھ بچ جائے تو پھر کہنا ورنہ ہم آپ کو محققین شیعہ کی تحقیق دکھاتے ہیں کہ کیا زہری شیعہ تھا؟ شاید تم کو کچھ شرم محسوس ہو۔

مسلم بن شہاب زہری شیعہ محققین کی نظر میں

کان الذھری من المنحرفین عنہ، یعنی علیاً روی جریر بن عبدالحمید عن محمد بن شیبہ قال شھدت مسجد المدینۃ فاذا الذھری وعروۃ بن زبیر جالسان یذکران علیاً فنالامنہ فبلغ ذلک علی بن الحسین فجاء حتی وقف علیھا فقال اما انت یا عروۃ فان ابی خاکم اباک الی اللہ فحکم لابی علی ابیک واما انت یازھری۔ فلوکنت بمکۃ اراتیک کرامتک روی الذھری ھذا عن عروۃ بن زبیر قال حدثنی عائشۃ قال کنت عند رسول اللہ اذا قبل العباس وعلی فقال یاعائشۃ ان ھذین یموتان علی غیر سنتی ویترجح ھذا علی قول ابن الاثیر لشھادۃ الشیخ وانہ عدو وابن طاؤس فی التحریر فی ترجمہ عبداللہ بن عباس سفیان بن سعید والزھری عدوان متھمان، دیکھئے تنقیح المقال الرجال المعروف رجال مامقانی صہ۱۸ من الجزاب المیم جلد سوم،

ترجمہ: کہ زہری جناب امیر علیہ السلام کے منحرفین سے تھا جریر بن عبدالحمید نے محمد بن شیبہ سے روایت کی ہے کہ میں مسجد مدینہ میں حاضر ہوا پس عروۃ بن زبیر اور زہری بیٹھے ہوئے ہیں۔ معاذ اللہ! حضرت علیؑ پر عیب گیری اور نکتہ چینی کر رہے تھے پس یہ خبر امام زین العابدینؑ کو پہنچی پس آپ

آئے حتیٰ کہ ان کے سر پر آکر کھڑے ہو گئے اور فرمایا اے عروۃ تیرے باپ کے خلاف میرے باپ نے خدا کے حضور میں مقدمہ دائر کیا خدا نے میرے باپ کے حق میں فیصلہ دے دیا اور اے زہری اگر تو مکے میں ہوتا تو میں اپنی کرامت تجھ کو دکھلا دیتا اس زہری نے عائشہ سے روایت کی ہے۔ کہ میں رسول اللہ کے پاس بیٹھی تھی کہ حضرت عباس اور حضرت علیؑ آئے پس حضورؐ نے فرمایا کہ اے عائشہ یہ دونوں میری سنت پر نہیں مریں گے اور اس کی تائید شہادت شیخ سے بھی ہوتی ہے کہ زہری دشمن ہے ابن طاؤس کا قول ترجمہ عبداللہ بن عباس میں ہے کہ سفیان بن سعید اور زہری دونوں دشمن اہلبیت اور متہم بالکذب ہیں و لقد اجاد الحائری حیث قال ان نصبہ و عداوتہ مما لاریب فیہ کہ بہت اچھا کہا حائری نے کہ زہری کا ناصبی اور دشمن اہلبیتؑ ہونا بلاشبہ صحیح ہے۔

بعض متاخرین سے زہری کو شیعہ ظن کرنے کی تردید

لا وجہ لما صدر من بعض المتاخرین من نفی البعد عن کونہ شیعیا فان فیہ ان من بظھر المخالفۃ تقیۃ لاینال منہ ولا معاویۃ ولو لا معاداتہ لما تشہد بھا الشیخ و ابن طاؤس غلط، کہ بعض متاخرین کا یہ قول ہے کہ اس کا شیعہ ہونا امید نہیں بے سند بے دلیل ہے کیونکہ اس کی مخالفت از راہ تقیہ ہوتی ہے جناب امیرؑ پر خواہ گیری اور نکتہ چینی نہ کرتا اور آپ سے عداوت نہ کرتا حالانکہ اس کی عداوت قول شیخ ابن طاؤس سے ظاہر ہے شہادت شیخ اور ابن طاؤس کے بعد اس کے شیعہ ہونے کا احتمال بھی غلط ہے جیسا کہ اہل فن پر پوشیدہ نہیں۔

یہ ہے ابن شہاب زہری کا حال

شیعہ محققین کی نظر میں کہ یہ سینوں کا امام ہے اور عند الشیعہ متہم بالکذب

اور ستون المزاج ہے اور ناقابل اعتماد ہے مگر قریشی صاحب اس کو شیعہ بنا کر اپنا پیچھا چھڑانا چاہتے ہیں حضور میری کیا حقیقت اگر آئمہ اربعہ کا استاد نہ ثابت ہو جائے ہیں سنی ہو کر خواجہ سیال شریف کی بیعت کر لوں گا قریشی صاحب تو امام جدید کی تقلید میں اس کو شیعہ ہی بنا گئے خلاصہ یہ ہوا کہ آئمہ اربعہ کا استاد شیعہ ہوا اور پرانے بزرگ تو ویسے ہی قریشی صاحب نے شیعہ تسلیم کر لیے ہیں اور بانیان مناظرہ میں سے غلام رسول خان گاڈھی اور محمد خان کا اعلان بھی میدانِ مناظرہ میں ہو گیا تھا جو اس وقت اشتہاروں میں شائع ہو گیا تھا مباہلہ کے اشتہارات بھی حضور نے ملاحظہ فرما لیے ہیں مگر پھر بھی جھوٹ بولنے سے باز نہیں آتے لیکن ہم پھر ایک بار ان کی شکست ثابت کرنے کے لیے غلام رسول خان اور محمد خان صاحب بانیان مناظرہ کی تازہ شہادت پیش کرتے ہیں اگر قریشی صاحب میں جرأت ہے۔ تو عدالت میں چیلنج کر کے غلط اور مصنوعی ثابت کرے۔

اصل تازہ اعلان ملاحظہ فرمائیے

منکہ مسمی غلام رسول خان بلوچ گاڈھی و محمد خان جھوک دائیہ، مناظرہ جھوک دائیہ میں شیعہ ہو گئے تھے اور آج تک شیعہ چلے آ رہے ہیں۔ کوئی تبدیلی واقعہ نہیں ہوئی ہماری نسبت جو دیگر خیالات ظاہر کیے جاتے ہیں غلط ہیں۔ (غلام رسول خان بقلم خود ۱۲/۹/۵۸)

قارئین یہ ہے جھوک دائیہ کی فتح کی حقیقت جس پر قریشی صاحب اترا رہے ہیں اور مجھے حواس باختہ بتلا رہے ہیں قریشی صاحب نے بجائے ہماری علمی باتوں کا جواب دینے کے مناظرہ جھوک دائیہ اور مناظرہ باگڑ سرگانہ میں میرے بد حواس ہو جانے کا ذکر فرمایا ہے (الفاروق مجریہ یکم ستمبر)

گذشتہ قسط میں ہم مناظرہ جھوک دائیہ کی حقیقت اور شکست کو قارئین

پر واضح کر چکے ہیں اور نئے شیعہ ہونے والوں کا تازہ تر بیان بھی شائع کر چکے ہیں آج کی محفل میں ہم تونسوی کے مکر و فریب اور کذب و افتراء کا پردہ چاک کرتے ہیں جس پر اس نے زمین و آسمان سر پر اٹھا رکھا ہے۔ اور حلقہ معتقدین میں اپنی فتح کی ہوا باندھتا نہیں تھکتا۔

مناظرہ باگڑ سرگانہ کی اصل حقیقت

اس مناظرہ میں تین مسئلے زیر بحث تھے (۱) تحریف القرآن (۲) خلافت علی علیہ السلام (۳) خلافت ثلاثہ۔ پورے ۲ دو دن مسئلہ تحریف القرآن پر بحث ہوئی جس میں سنی سرگانے تسلیم کر گئے کہ شیعہ کا ایمان بالقرآن صحیح ہے مگر یہ علم و فضل سے کورا بے چارا ملاں سنی کتب سے الزامی حوالہ جات میں ایسا الجھا کہ سوائے شیعہ تفسیر مجمع البیان کے اپنا ایمان بالقرآن نہ ثابت کر سکا۔

خلافت حضرت علی علیہ السلام

اس مسئلہ میں جب بیسیوں آیات قرآنی پیش ہوئے اور حضرت علیؑ کی خلافت مَنصُوصُ مِنَ اللہ ثابت کی گئی تو حاجی محمد قاسم نے اٹھ کر فرمایا کہ میرا سوال حل ہو گیا۔ اب تیسرے موضوع پر بحث شروع کیجئے۔

خلافت ثلاثہ

اس موضوع میں تونسوی صاحب کو آیت حدیث تو مل نہ سکی اجماع مخالفت اہلبیتؑ کی وجہ سے صحیح نہ رہا۔ اقوال صحابہ، عمل صحابہ اور خلافت یزید سے معارض ہو کر قابل وثوق نہ رہے صحیح بخاری اور مسلم سے حضرت عبداللہ بن عمر اور دیگر صحابہ کرام کے اقوال بیعت یزید کی نسبت پیش ہوئے تو تونسوی صاحب اور ان کے حواریین بہت سراسیمہ ہوئے بخاری و مسلم کی روایات

کا کوئی جواب نہ بن پڑا تو نبراس صد ۵۵۳ سے شرح عقائد کی ایک عبارت پیش کی اور کہا کہ ہم متفقہ طور پر یزید کو لعنت کے قابل سمجھتے ہیں مگر اسی وقت اسی نبراس کے صد ۵۵۴ سے صاف دکھلا دیا گیا۔ ولا یخفی ان الشارع بنی کلام جواز لعن الفاسق وان لم یتحقق موتہ علی الکفر وھذا خلاف التحقیق کہ شارع عقائد نے اپنے کلام کی بنیاد فاسق پر لعنت کرنے کے جواز پر رکھی ہے اگرچہ اس کی موت کفر پر ثابت نہ ہو مگر یہ خلاف تحقیق ہے یعنی یزید پر لعنت کرنا اہلسنت کے نزدیک خلاف تحقیق ہے اور پھر اسی نبراس صد ۵۵۵ سے یہ حوالہ پیش کیا گیا۔ ولھذا اظھر ان استدلالھم علی اللعن یذید بالنصوص العامۃ غیر صحیح۔ کہ اس سے ظاہر ہوا کہ اس کا استدلال یزید کی لعنت پر نصوص عام پر صحیح نہیں اور قصیدہ امالی سے جب فلم یلعن یذید بعد موت، سوی المکثار فی الاغرا عفائی۔ پڑھ کر سنایا گیا تو تونسوی کے اتفاق پر لعنت یزید کی کرکری ہو گئی لیکن تونسوی صاحب سے جب بخاری و مسلم کی روایات کا تحقیقی جواب آخری دم تک نہ ہو سکا تو پھر کتب شیعہ سے الزامی جواب دینے کی طرف لپکے اور کہا کہ حضرات کتب شیعہ میں لکھا ہے کہ امام زین العابدینؑ نے یزید کی بیعت کر لی اور اس کو اپنا امام مان لیا۔ روضہ کافی سے یہ عبارت پیش کی۔ قد اقررت لک بما سئلت انا عبد مکرہ لک کہ میں نے سوال کا اقرار کیا کیونکہ میں زبردستی غلام بنایا گیا ہوں جب تونسوی صاحب کی توجہ انا عبدہ مکرہ کی طرف سے مبذول کرائی گئی کہ حضرت اس میں لفظ "مکرہ" ہے اور جو چیز اکرہ سے کی جائے وہ دین اور شرع میں سند نہیں ہے لا اکراہ فی الدین آیت قرآنی ہے اور اس عبارت میں لفظ بیعت بھی نہیں ہے تو تونسوی صاحب نے مولوی اللہ یار کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے دیکھا اور کانا پھوسی کرنے کے بعد ایک چھلانگ اور لگا دی کہ چلو نہ سہی ہم حضرت امام حسینؑ کا یزید کی بیعت کرنا کتب شیعہ سے ثابت کرتے ہیں چنانچہ شیعہ مناظرہ کی تلخیص شافی سے یہ حوالہ پیش کیا گیا۔ اختاروا منی اما الرجوع

الی المکان الّذی اقبلت او ان اضع یدی علی ید یزید فھو ابن عمّی یریٰ فی رائیہ کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے کہا کہ میری طرف سے تین چیزوں میں سے ایک چیز اختیار کر دیا تو مجھے اس مکان کی طرف واپس جانے دو جہاں سے میں آیا ہوں یا مجھے یزید کے پاس لے چلو میں اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دوں گا پس وہ میرا چچا زاد ہے تاکہ وہ میرے بارے میں بہتر رائے ظاہر کرے۔ حضرات یہ ہے باگڑ سرگانہ میں ملّاں تونسوی کا آخر تیر جس پر تمام فتح کا ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے اب ذرا اس کی حقیقت سن لیجئے اور پھر سوچئے کہ یہ تونسوی کس علمیّت اور قابلیت کا مالک ہے اور تنظیم اہلسنّت میں علم کا کتنا فقدان ہے۔

الجواب

تلخیص شافی مذہب شیعہ کے ایک مناظرہ کی کتاب ہے اور یہ عبارت بطور الزام کتب اہلِ سنّت سے نقل کی گئی ہے اور اہلِ سنّت کی تمام تاریخوں میں موجود ہے آپ الزام سے ہمیں الزام نہ دیجئے یہ شیعہ کی کسی تاریخ یا حدیث کی کتاب میں باسند موجود نہیں۔ ذرا کتب اہل سنّت میں عبارت دیکھ لیجئے۔ تاریخ ابن کثیر ص۱۷۱ ج ۸، ملاحظہ فرمائیے۔ فقال لہ الحسین یا عمر اختر منّی احدی ثلاث خصال اما ان تترکنی ارجع کما جئت فان ابیت ھذہ فیسرلی الی الترک فاقاتلھم حتی اموت کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے عمر بن سعد سے کہا کہ اے عمر میری طرف سے تین باتوں میں سے ایک بات ضرور منظور کر دیا تو مجھے چھوڑ دو کہ میں واپس لوٹ جاؤں۔ اگر یہ نہ کر سکو تو مجھے یزید کے پاس لے چلو میں اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں رکھ دوں گا۔ پس میرا فیصلہ خود کرے گا جو چاہے گا اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ترک کی طرف جانے دو میں ان سے جہاد کر کے مر جاؤں گا۔

حضرات قارئین یہ ہے اہلِ سنّت کی معتبر کتاب کا حوالہ

جس پر تونسوی صاحب شیعہ کو الزام دے رہے ہیں۔

حوالہ تاریخ طبری

قالوا انّہ قال اختار منّی خصالاً ثلاثاً اما ان ارجع الی المکان الذی اقبلت منہ واما ان اضع یدی فی ید یزید بن معاویہ فیری فیما بینی و بینہ وانّہ واما ان یسرونی الی ثغر من ثغور المسلمین شئتم فاکون رجلا من اہلہ لی مالہم وعلی ما علیہم تاریخ طبری صد ۲۳۵ ج ۶۔ کہ بعض محدثین کہتے ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے لشکر یزید سے کہا کہ میری طرف سے تین باتیں اختیار کرو یا مجھے اس مکان کیطرف جانے دو جہاں سے میں آیا ہوں یا مجھے یزید کے پاس جانے دو اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ رکھ دوں گا وہ میرے اور اپنے درمیان خود بہتر فیصلہ کرے گا یا مجھے کسی سرحد کی طرف نکل جانے دو۔ جہاں تم چاہو میں وہاں کے لوگوں سے ہو جاؤں گا ان کے حقوق مجھے دے دو۔

تاریخ الخلفاء سیوطی

فلما رھقہ السلاح عرض علیہم الاستسلام والرجوع والمضی۔ الی یزید فیضع یدہ فی یدہ فابوا الاّ قتلہ فقتل۔ کہ جب سیّد الشہداءؑ کو تیر تلواروں سے ہر طرف سے گھیر لیا تو آپ نے صلح کے شرائط پیش کئے۔ ایک واپس جانا، دوم یزید کی طرف جانا چاہا تاکہ اس کے ساتھ خود تصفیہ کریں تیسری شرط مذکور نہیں۔ مگر انہوں نے آپ کے قتل کے سوا سب کا انکار کیا پس آپ شہید ہو گئے۔

کتاب الامامت والسیاست

قال الحسین یا عمر واختر منّی ثلاث خصال اما تترکنی ارجع کما

جئت فان ابیت ھذہ فاخری سیرنی الی الترک اقاتلھم حتی اموت او تسیر نی الی یذید فاضع یدی فی یدہ فیحکم نی بما یدیل = (جلد دوم ص۶ مطبوعہ مصر)

کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے کہا اے عمر تین خصلتوں میں سے ایک منظور کریا مجھے چھوڑ دے میں واپس ہو جاؤں جیسے کہ آیا ہوں یا مجھے یزید کے پاس بھیج دے میں اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں رکھ دوں گا پس وہ میرا فیصلہ خود کرے گا جو چاہے گا۔

جہالت تونسوی

حضرات قارئین! یہ تھی تونسوی کی جہالت کہ اپنے گھر کی خبر نہیں کہ ہماری کتابوں میں بھی یہ حوالہ جات موجود ہیں مگر شیعہ کی الزامی نقل سے شیعہ پر اعتراض کر رہے تھے ذرا اس کی جہالتیں ملاحظہ فرماتے چلیئے تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ تنظیم کا یہ گھر اذا فاتک الحیاء فافعل ما شئت کا مصداق ہے۔

شرائط صلح کی وجہ سے تیس آدمی حسینؑ کے ساتھ ہو گئے

اہل سنت کی کتب میں یہ بھی وضاحت موجود ہے کہ ان شرائط کا یہ اثر ہوا کہ تیس آدمی حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ ایماندار ہو کر شہید ہو گئے۔ ملاحظہ فرمائیے تاریخ ابن کثیر ص۱۷۰ ج ۸، امامت والسیاست ج۲ ص۶

وکان مع عمر و بن سعد من قریش ثلاثون رجلا من اھل الکوفہ فقالوا یعرض علیکم ابن بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاث خصال لا تقبلون واحدۃ منھا فتحولوا مع الحسین فقاتلوا،

ترجمہ! عمر و بن سعد کے ساتھ قریش سے کوفہ کے رہنے والے تیس آدمی تھے انہوں نے عمر و بن سعد سے کہا کہ نواسہ رسولؐ نے تمہارے سامنے تین شرطیں پیش کی ہیں لیکن تم لوگ کچھ بھی نہیں مانتے۔ چنانچہ وہ تیس آدمی ادھر سے بدل کر حضرت امام حسینؑ کے ساتھ ہو گئے۔ اور آپ کی رکاب میں لڑ

کر شہید ہو گئے ۔ رحمۃ اللہ علیہم یہ ہے ابن رسولؐ کی سیاست ایمانی کا اثر

اس روایت کا ضعف

عرض کیا گیا تھا کہ یہ روایت کتب شیعہ کی نہیں، تلخیص شافی ص۴۷ پر سنیوں کے ایک اعتراض کا جواب خود ان ہی کے مسلمات سے دیا گیا ہے حسب قاعدہ مناظرہ کہ الزامی جواب مسلّمات خصم سے ہوتا ہے اگر کتب شیعہ کا حوالہ ہوتا تو اہل سنت پر حجت نہیں تھا پس ان کے لیے جواب کیسے ہو سکتا۔ چنانچہ دیکھئے تلخیص شافی پہلے اعتراض نقل ہے پھر جواب ہے۔ فیقال انہ علیہ السلام القی بیدہ الی التھلکہ روی انہ علیہ السلام قال لعمر بن سعد اختار وا ما الرجوع الی المکان الذی اقبلت منہ اوان اضع یدی علی ید یزید فھو ابن عمی یریٰ فی رائیہ واما ان تسیر وانی الی ثغر من ثغور المسلمین فاکون رجلا من اھلہ لی مالہ وعلی ما علیہ کہ حضرت امام حسین علیہ السلام پر یہ اعتراض کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ نے جان بوجھ کر اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دیا اور آیت لاتلقوا بایدیکم الی التھلکہ کا خلاف کیا۔ کیونکہ اعتراض کرنے والوں کے ہاں روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے عمر بن سعد سے کہا کہ میری طرف سے تین باتوں سے ایک منظور کرو یا مجھے اس مکان کی طرف جانے دو۔ جہاں سے میں آیا ہوں۔ یا مجھے یزید کی طرف جانے دو تاکہ میں اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دوں وہ خود میرا فیصلہ کرے گا کیونکہ وہ میرا چچازاد ہے (یعنی بنی ہاشم اور بنی امیہ اوپر سے ملتے ہیں تم نہ دخل دو) یا مجھے سرحد کی طرف جانے دو۔ تاکہ میں وہاں کا شہری بن جاوٴں، میرے وہی حقوق ہوں گے جو وہاں کے باشندوں کے ہیں. الخ لیجیے حضرات! تلخیص شافی سے سنیوں کا اعتراض انہی کی روایت سے رد کر دیا ہے. اور الفاظ بھی وہی نقل ہیں. جو اوپر تاریخ طبری سے نقل کیے گئے ہیں. اب تونسوی صاحب سے پوچھیے کہ یہی فتح ہے کہ تمہیں اپنے گھر کی بھی خبر نہیں ہے کہ یہ الفاظ ہماری روایات کے ہیں. اور کتب شیعہ میں بطور الزام،

نقل ہیں۔ دوسرا اِس شانی کی روایت میں لفظ روی صیغہ ماضی مجہول ہے جو اس روایت کے ضعف کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اور تاریخِ طبری سے بھی اُس کا ضعف ثابت ہوتا ہے۔

اِن الفاظ کی تاریخ طبری سے رَد

قال ابومخنف فاما عبدالرحمٰن بن جندب فحدثنی عن عقبہ ابن سمعان قال صحبت حسینا فخرجت معہ من المدینۃ الی مکۃ ومن مکۃ الی العراق ولم افارقہ حتی قتل ولیس من مخاطبتہ الناس کلمۃ بالمدینۃ ولا بمکۃ ولا فی الطریق ولا بالعراق ولا فی عسکر الی یوم مقتلہ الا وقد سمعتہا الا واللہ ما اعطاہم ما یتذاکر الناس وما یزعمون من ان یضع یدہ فی ید یزید بن معاویۃ وان یسیروہ الی ثغر من ثغور المسلمین ولکنہ قال دعونی فلاذہب فی ہذہ الارض العریضۃ حتی ننظر ما یصیر امر الناس"، ابومخنف نے کہا کہ عبدالرحمٰن بن جندب نے مجھے عقبہ بن سمعان سے حدیث سنائی ہے کہ میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی صحبت میں ہر وقت رہا ہوں۔ میں آپ کے ساتھ ہی مدینہ سے نکل کر مکہ آیا۔ اور مکہ سے عراق گیا۔ میں آپ کی شہادت تک آپ سے ہرگز جُدا نہیں ہوا۔ میں نے، آپ کی ہر بات سُنی جو کہ آپ نے مدینہ یا راستہ عراق میں یا لشکر میں لوگوں سے کہی، میں نے سب سنیں، یوم قتل تک مگر خدا کی قسم جو لوگ ذکر کرتے ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے یزید کے ہاتھ میں ہاتھ رکھنے یا سرحد کی طرف جانے کا ذکر کیا ہے، میں نے بالکل نہیں سُنی۔ بلکہ یہ بات لوگوں نے خود بنائی ہے۔ آپ نے تو یہ کہا تھا مجھے چھوڑ دو میں کسی وسیع زمین میں چلا جاؤں گا۔ حتیٰ کہ میں دیکھوں کہ لوگوں کا کیا حال ہوتا ہے۔ یعنی اِن الفاظ کا دارومدار تحقیق کے بجائے افواہِ عام پر ہے۔ دیکھئے تاریخ طبری صفحہ ۲۳۵ قد تحدث الناس بذالک وشاع فیہم من غیر ان یکون سمعوا من ذالک شیئا ولا علموہ۔

ترجمہ: کہ حضرت امام حسین علیہ السلام اور عمر بن سعد نے جب رات کے وقت کافی دیر تک خفیہ میٹنگ کی تو واپسی پر لوگوں نے یہ باتیں کرنی شروع کردیں کہ حضرت امام حسینؑ

نے عمر بن سعد سے یہ کہا کہ یزید کے پاس چلیں اور میں اُس کے ہاتھ میں ہاتھ دوں۔ وہ، خود فیصلہ کرے گا۔ اور یہ بات لوگوں میں مشہور ہو گئی۔ حالانکہ لوگوں نے یہ بات حضرت امام حسین علیہ السلام سے نہ کی اور نہ سُنی نہ جانی۔ لیجیئے! یہ روایت جو مورخین اہلِ سنّت ہر جگہ ٹھونستے جا رہے ہیں۔ بے تحقیق اور افواہ عام سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔ یہ تو تھا تونسوی صاحب کی فتح کا حال کہ روایت بھی کتب اہلسنّت کی اور وہ بھی بے تحقیق اور الزام شیعہ کو دے رہے ہیں۔ خوب جہالت اس کو کہتے ہیں۔ حماقت ایسی ہی ہوتی ہے

ہاتھ میں ہاتھ رکھنے کا مطلب

میں نے اس وقت جواباً تین دعوے کیئے تھے۔ جن پر اب تک مصر ہوں۔ اولاً کہ یہ روایت کتب اہلسنّت کی ہے۔ تلخیص شافی میں بطور الزامی نقل ہے۔ دوم، یہ ضعیف ہے جس پر صاحب شافی نے روی بصیغہ مجہول تمریض ظاہر کی ہے۔ سوم، اس کا مطلب بیعت یزید نہیں ہے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ میں اپنے آپ کو یزید کے حوالے کر دیتا ہوں وہ خود فیصلہ کرے گا کہ میں واجب القتل ہوں یا کہ قید و بند کے قابل! یا مجھے بغیر بیعت اپنے حال پر رہنے دیا جائے۔ مگر تونسوی نہ اُس وقت کوئی جواب دے سکا، نہ قیامت تک دے، سکے گا۔ ہاں اس وقت بھی عالم شور میں میری سُنے بغیر قلندرانہ رقص فرما رہا تھا۔ شاید جہل مرکب سے ساری عمر کرتا رہے گا مگر جواب نہ دے سکے گا۔

تین شرائط والی عبارت کا ترجمہ

لیجیئے! جو ترجمہ میں نے کیا تھا۔ وہی ابوالکلام آزاد امام اہلسنّت کر رہے ہیں۔ اب تو تونسوی کی جہالت کھل کر رہ گئی۔ (از مولانا ابوالکلام آزاد)

تین شرطیں اور حضرت امام حسین علیہ السلام

اس کے بعد بھی تین چار مرتبہ باہم ملاقاتیں ہوئیں۔ آپ نے تین صورتیں پیش کی تھیں اور مجھے دیں

لوٹ جانے دو جہاں سے آیا ہوں۔ ۲:۔ مجھے خود یزید سے اپنا معاملہ طے کر لینے دو۔ ۳:۔ مجھے، مسلمانوں کی کسی سرحد پر بھیج دو، وہاں کے لوگوں پر جو گزرتی ہے وہی مجھ پر گزرے گی۔ (شہادت حسینؑ صد ۳، ۱۶۱، ابوالکلام آزاد)

اصل حقیقت

یہ ہے کہ تونسوی صاحب کو کتاب الجہاد کی تفصیل معلوم نہیں، کیونکہ جنگ میں تین صورتیں ہوتی ہیں۔ یا اصل مطالبہ منظور اور جنگ بند! دوم، شرائطِ صلح، سوم، جنگ، اصل مطالبہ بیعت یزید تھی۔ وہ آپ نے منظور نہ کیا۔ دوم! اس کے علاوہ شرائطِ صلح پیش کیے۔ ان میں ایک شرط یہ تھی کہ میں اپنے آپ کو ابنِ زیاد کے حوالے نہیں کرتا، بلکہ یزید کے حوالے کرتا ہوں کہ وہ خود فیصلہ کرے۔ چنانچہ ابنِ کثیر صد ۱۷۰ ج ۸ میں ہے فناشدھم اللّٰہ والاسلام ان یسیروہ الی امیر المؤمنین یزید فیضع یدہ فقالوا لا الّا ان تنزل علی حکم ابنِ زیاد۔ کہ آپ نے اُن لوگوں کو اللہ اور اسلام کا واسطہ دیا کہ مجھے یزید کی طرف جانے دو کہ میں خود اپنا فیصلہ اس کے ساتھ طے کروں۔ مگر انہوں نے کہا نہیں۔ ابنِ زیاد کے حکم پر اتر آو (شاید تونسوی صاحب کو یہ پتہ نہیں کہ جنگ میں نزال کسے کہتے ہیں۔ اور اس کا مطلب کیا ہے؟ اور تاریخ طبری صد ۲۳۶ ج ۶ میں ہے کہ شمر نے ابنِ زیاد سے کہا! لئن رحل من بلدک ولم یضع یدہ فی یدک لیکونن اولی بالقوۃ والعزۃ ولتکونن اولی بالضعف والعجز فلا تعطہ ھذہ المنزلۃ فانھا من الوھن ولکن لینزل علی حکمک ھو واصحابہ فان عاقبت فانت ولی العقوبۃ وان غفرت کان ذالک: الخ، کہ جب عمر بن سعد کا خط مشتمل بر شرائطِ ثلاثہ ابنِ زیاد کے پاس آیا تو وہ امام حسین علیہ السلام کو یزید کے حوالے کرنے پر تیار ہو گیا۔ مگر شمر نامراد نے اٹھ کر کہا کہ اگر امام حسین علیہ السلام تیرے شہر سے چلے گئے اور تیرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر تیرا فیصلہ تسلیم کرنے پر راضی نہ ہوئے تو تجھ سے قوت اور عزت میں بڑھ جائیں گے۔ تو ضعیف اور عاجز ہو جائے گا اُن کو یہ حق نہ دے یہ کمزوری ہے۔ لیکن اُن کو چاہیے کہ تیرے حکم پر اتر آئیں۔ اور تیرا حکم اور فیصلہ منظور کر لیں۔ وہ بھی اور ان کے اصحاب بھی [illegible] اپنے فیصلے میں، اگر تو ان کو عذاب دے تو تو [illegible]

ولی ہے اور اگر معاف کرے تو تجھ کو یہ حق ہے" لیجیے حضرات یہ ہے ہاتھ پر ہاتھ رکھنے کا، مطلب کہ اُن کے فیصلہ کو منظور کرنا چاہیئے. عذاب کریں یا معاف کریں. اگر اِس کا مطلب بیعت ہوتو بیعت کے بعد عذاب یا عتاب کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا. الغرض یہ تونسوی جاہل ہے علم کی باتیں ایسے عقل اور دماغ کا کام نہیں مگر باوجود این ہمہ اگر قلندرانہ رقص اور شور دیکھو تو آپ حیران ہو جائیں. مناظرہ باگٹمر گانہ میں نہ خلافت ثلاثہ ثابت کر سکے نہ صحابہ کی بیعت بایزید کا جواب دے سکے، الزامی جواب میں ایسے پھنسے کہ قیامت تک بھی جواب نہ دے سکیں گے. باوجود اِس ذلت اور خواری روئیداد مناظرہ باگٹمر گانہ میں جو بے معنی شیخیاں ماری ہیں. اُن کو ذرا ملاحظہ کر لیجیے. تاکہ اِس شیر پشمین کا حال معلوم ہو جائے. مناظرہ باگٹمر گانہ کی روئیداد ص ۲۰۸ پر لکھتے ہیں. مناظر اعظم اہلسنت علامہ تونسوی نے فرمایا! میں مولوی اسمٰعیل کی پرانی عادتوں سے واقف ہوں یہ کتاب پھاڑ ڈالے گا چنانچہ سرپرست اہلسنت اپنی ذمہ داری سے وہ کتاب تلخیص شیعہ مناظر کے پاس لے گئے. مگر اس وقت مولوی اسمٰعیل کی بدحواسی کا عالم یہ تھا کہ حوالہ کو اِدھر اُدھر سے توڑ پڑھتا تھا مگر وہ خاص عبارت پڑھنے سے گریز کرتا تھا. اِدھر علامہ تونسوی فرما رہے تھے کہ مولوی صاحب ذرا ہوش سنبھال کر درمیان سے پڑھو. مولوی اسمٰعیل کا چہرہ خوفزدہ تھا. اور حواس باختہ تھے. اور اس کے چیلے شور مچا رہے تھے اور مولوی اسمٰعیل کی بدحواسی پر پردہ ڈالنا چاہتے تھے مگر تمام حاضرین شیعہ و اہل سنت پر شیعہ مناظر کی شکست فاش اور بدحواسی واضح ہو چکی تھی اور کتاب پر شیعہ مولویوں کا جمگھٹا بن گیا. اور علامہ تونسوی کو یہ خطرہ ہوا کہ یہ کتاب کو پھاڑ ڈالیں گے. تو آپ نے فوراً ہی کتاب اُن سے واپس کر لی. اس کے بعد شیعہ سرپرستوں کو یہ حوالہ دکھایا گیا جس سے وہ بہت متاثر ہوئے. شیعہ مولوی گلاب شاہ نے بھی یہ حوالہ دیکھنا چاہا تو کتاب پھاڑنے کے خوف سے علامہ تونسوی نے اُن کے دونوں ہاتھوں کو پکڑ کر حلف دے کر حوالہ اس سے پڑھوایا تاکہ وہ صحیح صحیح عبارت پڑھ کر تمام لوگوں کو سنا دے. اسی صورت سے مولوی ضمیر الحسن اور مولوی امیر محمد قریشی سے بھی یعنی ان کے دونوں ہاتھ پکڑ کر حوالہ پڑھایا گیا جس کو پڑھ کر شیعہ مولوی، اتنے بدحواس مبہوت ہوئے. کہ لاجواب ہونے کی وجہ سے کتاب پھاڑنے پر آمادہ تھے. مناظر اعظم اہلسنت کا ابھی تین منٹ وقت باقی تھا کہ صدر سرپرست شیعہ مہر حق نواز صاحب نے علامہ تونسوی

مدظلہ کے پاس آکر نہایت ادب سے عرض کیا کہ آپ اپنی تقریر ختم کیجئے ، ہم کو زیادہ رسوا نہ کیجئے شیعوں کے اصرار سے معززین سرگانہ اہلسنت نے حضرت علامہ تونسوی کی خدمت میں عرض کیا کہ حق واضح ہو چکا ہے ۔ دعائے خیر فرما کر ختم کیجئے !

لعنۃ اللہ علی الکاذبین

حضرات ذرا یہ عبارت پڑھ کر اندازہ لگیئے ۔ کہ یہ دیوانے کی بڑ ہے ، شیخ جلی مرحوم کی روح ملاں تونسوی میں بول رہی ہے ۔ کہ شیعہ علماء کتاب پھاڑ رہے تھے ۔ لہذا علامہ تونسوی حوالے دکھانے میں پس و پیش کر رہے تھے ۔ حضرات آپ نے تلخیص شافی کی عبارت کا حال پڑھ لیا ہے ۔ کہ یہ کتب اہلسنت کی عبارت ہے مگر تونسوی صاحب کو اپنی جہالت کی وجہ سے معلوم ہی نہیں اور اس کا مطلب بھی علمائے اہلسنت کی زبانی تحریری پڑھ لیا ہے ۔ اب فرمایئے یہ تونسوی صاحب کا اچھلنا کودنا ، شور و غوغا قلندرانہ رقص سب کچھ جہالت کا نتیجہ ہے یا کچھ اور ، یہ ہیں تنظیم اہلسنت کے مناظر جن کے مقابلہ میں مجبوراً حاضر ہونا پڑتا ہے ۔ ورنہ ایسے بے علموں سے تو بات کرتے ہوئے بھی شرم محسوس ہوتی ہے ۔ خداوندا ! جن کے علماء کا یہ حال ہو ان کے عوام کا کیا حال ہو گا ۔ رہا مہر حق نواز صاحب کی نسبت بہتان عظیم اس کا فیصلہ ، ان کا یہ بیان پڑھ کر ، کر لیجئے ۔

فیصلہ مہر حق نواز صاحب سرگانہ

حضرات مناظرہ باگڑ سرگانہ میں ہم نے اہلسنت کو ہر قسم کی رعایت دی ۔ ان کی ہر کڑی سے کڑی شرط کو منظور کیا ۔ مگر تاہم مولوی عبدالستار تونسوی کامیاب نہ ہو سکے ۔ اور اس مناظرہ میں حضرت مبلغ اعظم ہر طرح کامیاب رہے ۔ اس میں نہ کوئی رعایت ہے نہ طمع ، یہ ایک حقیقت ہے اور مناظرہ باگڑ سرگانہ کی روئیداد میں عبدالستار نے بہت جھوٹ لکھے ہیں ۔ اور میری نسبت جو کچھ اس نے لکھا ہے وہ میں نے بالکل نہیں کہا ۔ یہ میرا فیصلہ ہے ۔ (حق نواز سرگانہ بقلم خود)

ان من شیعتہ لابراھیم کی

تفسیروں کے جواب میں مولوی دوست محمد قریشی کی آئیں بائیں شائیں

مولوی دوست محمد قریشی پہلے تو لفظ شیعہ کو اس آیت میں عام گروہ کے معنی کر کے دین اور مذہب کے عنوان سے دور لے جانا چاہتے تھے۔ مگر جب اُن کی تفسیروں میں شیعہ بمعنی دین میں تابعدار دکھلایا گیا۔ اور حضرت ابراہیمؑ بلحاظ مذہب شیعہ ثابت ہوگئے اور اس مذہب کی ابتدا حضرت ابراہیم علیہ السلام بلکہ حضرت نوحؑ مرسل اوّل سے ثابت ہوگئی تو حقائق کی طرف آنے کی بجائے آئیں بائیں شائیں کرنے لگے کہ ایک نبی دوسرے نبی کے تابع نہیں ہوتا لیکن جب تفسیروں میں بعبارۃ النص لفظ تابع پیش کیا گیا۔ اور قرآن مجید سے فاتبع ملت ابراھیم کی نص قطعی اتباع حضرت ابراہیم پیش ہوئی تو لاجواب ہوگئے اور قریشی صاحب کی چستی وچالاکی کا سارا بھرم کھل گیا۔ اور تفسیروں کے حوالہ جات کو یہ کہہ کر ٹالنے لگے کہ وہاں صرف اصول میں تابعداری لکھی ہے۔ لیکن جب فروع کا لفظ بھی تفسیروں میں آگیا تو کھسیانے ہو کر کہنے لگے اکثر فروع آیا ہے، کل نہیں لیکن جب ولله الاکثر حکم الکل پر نظر پڑی تو شرمندگی کے سوا کچھ پلے نہ رہا۔ یہ ہے قریشی صاحب کے جوابات کی حقیقت انہ معصوم ان لوگوں کو شرم نہیں آتی یا سارے جہاں کو بیوقوف سمجھتے ہیں کہ ان کی لغویات پر نظر نہیں جاتی۔

قریشی صاحب کی چالاکی کا انکشاف

چونکہ خداوند کریم نے حضرت ابراہیمؑ کو شیعہ نوح علیہ السلام فرمایا ہے اور کسی کا شیعہ ہونے کے لیئے اس کا اتباع ضروری ہے اور حضرت نوح حضرت ابراہیمؑ سے کوئی دو ہزار چھ سو سال پہلے گذر چکے ہیں اور اُن کے درمیان دو نبی ہودؑ اور صالحؑ بھی ہو چکے ہیں۔ لہٰذا اتباع مشکل نظر آتی ہے، حالانکہ

مفسرین اسی اتباع کو ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں تاکہ قول خداوندی اِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرَاہِیْمَ کی صداقت ظاہر ہو جائے۔ لہٰذا انہوں نے فرمایا ہے۔ کہ اول تو اصول اور فروع دونوں میں اتباع موجود ہے کیونکہ اصول اور فروع دونوں میں بھی اتفاق دور ہتیں ورنہ اگر فروع میں اتفاق کا پایا جانا اتباع کے لیئے کافی ہے۔ اگر یہ بھی نہ ہو تو صرف اصول میں ہی اتباع کا پایا جانا شیعہ نوحؑ ہونے کیلیے کافی ہے۔ مگر قریشی صاحب اپنی بات رکھنے کے لیے کبھی فروع میں اتباع کا انکار کر رہے ہیں، کبھی اکثریت سے کلیت کا اقرار نکال رہے ہیں۔ قریشی صاحب مفسرین کی تمام تر کوشش حضرت ابراہیمؑ کو شیعہ نوحؑ ثابت کرنے کیلیے ہے۔ تاکہ کسی جہت سے اتباع ثابت ہو جائے تو آپ کی شیعت میں فرق نہ آئے کیونکہ بلا اتباع شیعہ ہونا معنیٰ ندارد اور آپ اس کے برعکس لیئے جا رہے ہیں، یہ بات تو آج تک کسی بزرگ نے نہیں لکھی کہ ایک نبی دوسرے نبی کے تابع نہیں ہو سکتا، اگر ہمت ہے تو حوالہ پیش کیجیے، مگر!

؎ نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے :- یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں،

قریشی صاحب کا چیلنج اور اسکا جواب

الفاروق ص۵ یکم ستمبر ۱۹۵۸ء پر بعنوان چیلنج لکھتے ہیں، کہ اگر مولوی اسمٰعیل صاحب کو اپنے معلومات پر ناز ہے تو وہ اہلسنت کی معتبر روایت سے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا متبع فی الفروع ہونا دکھلائیں الخ:

الجواب :- لیجیے حضرات آپکی معتبر کتاب ابن کثیر ص۱۲ جلد چہارم مطبوعہ مصر میں معتبر روایت جو آپ کے مفسر اعظم حضرت مجاہد سے روایت ہے قال مجاہد علیٰ منھاجہ وسنتہ کہ حضرت ابراہیمؑ کے شیعہ نوحؑ ہونے کا مطلب حضرت نوحؑ کے طریقے اور سنت پر ہونے کا ہے۔ فرمایئے حضرت! سنت اور منہاج فروع میں ہوتا ہے یا اصول میں اگر فروع میں ہوتا ہے۔ تو فرمایئے متبع فی الفروع ہوئے یا نہیں، اگر ہوئے تو آپ کا چیلنج کہاں گیا۔ آپ کو بار بار من کل الوجوہ کہتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ حالانکہ من کل الوجوہ تابع ہونا تو ایک مقلد کے حنفی ہونے کے لیئے بھی شرط نہیں ورنہ صاحبین اور امام صاحب یعنی امام ابو حنیفہ اور ان کے دونوں شاگردوں کا اختلاف نہ ہوتا۔ حالانکہ ہے جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے۔ اگر نہ سمجھ آئے تو منہاج اور سنت کے معنی کسی لغت کی کتب

میں دیکھ لینا یا شرعۃ ومنہاجا کی تفسیر پر نظر کر لینا، حضرات یہ ہے قریشی صاحب کے چیلنج کی حقیقت کہ اپنا گھر بھی یاد نہیں اور میرے مطالعہ کو چیلنج"

تنظیمی شکنجہ کی اکھاڑ

ہم نے تمام پیش کردہ حوالہ جات سے ثابت کر دیا ہے کہ قرآن مجید میں حضرت ابراہیمؑ کیلئے لفظ امام اور آل اور شیعہ اور اتباع ملت سب مذہب شیعہ کے مدلولات اور مستقل، عنوان ہیں لغت سے قطع نظر شرعی اصطلاحیں ہیں. اور شیعہ کے معنی ہیں. اتباع فی الفروع والاصول سے مراد اصول فقہ اور قوانین کلیہ سب ثابت کر دیئے ہیں. اب ہم قریشی صاحب کے اعتراضات کا منہ توڑ جواب آیئں بایئں شایئں کئے بغیر پوری دیانتداری سے دیتے ہیں تاکہ قریشی صاحب کے علم کی حقیقت دنیا کے سامنے آجائے.

قریشی صاحب کے اعتراضات کی حقیقت

اس کے بعد قریشی صاحب نے قرآن مجید سے چند آیات اور چند روایات کے اقتباسات پیش کیے ہیں. جن میں لفظ شیعہ بطور جمع عام لغوی معنوں میں استعمال ہوا ہے. سو جواباً عرض ہے کہ اوّل تو ہمارا استدلال شیعہ کے لفظ واحد اِنَّ مِنْ شِيعَتِهٖ يا هٰذَا مِنْ شِيعَتِهٖ. سے ہے اور یہاں دونوں جگہ یہ لفظ اولوالعزم پیغمبروں کی طرف مضاف اور منسوب ہے. یعنی حضرت نوحؑ اور حضرت موسیٰؑ کی طرف سو ہمارے مذہب شیعہ کی اصل کیلئے یہ نسبت کافی ہے. دوسرا ہمارا دعویٰ ہے کہ قرآن مجید میں یہ لفظ بصورت واحد کسی کافر یا منافق کیطرف مضاف ہی نہیں ہوا. فمن ادعی فعلیہ البیان، سوم اِجمع کے شر ہونے سے واحد کا شر لازم نہیں آتا کیونکہ جتنے آیات آپ نے نقل کیے ہیں. ان میں شیعاً اشیاع جمع کے ساتھ مقید ہے اور مقید میں حکم اصل کی بجائے قید کی طرف راجع ہوتا ہے. لہٰذا ان آیات سے تو لغوی طور پر بھی آپ لفظ شیعہ کی قباحت نہ ثابت کر سکے. اگر جرأت ہے تو قرآن مجید میں یہ لفظ بطور واحد کسی کافر، منافق کیطرف مضاف دکھلایئے. جیسے ہم نے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسیٰؑ کی طرف دکھلایا ہے. چہارم! بلحاظ لغت تو ہر لفظ ہی عام ہوتا ہے. مثلاً اللہ، رسول،

قرآن، حدیث، سنّت، فرض، مومن، کافر، قَالُوْا یٰمُوْسَی اجْعَلْ لَّنَا اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ۷/۱۳۸
وَانْظُرْ اِلٰٓى اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ۲۰/۹۷ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۳۸/۵
اور وَاصْبِرُوْا عَلٰٓی اٰلِهَتِكُمْ ۳۸/۶، فرمایئے ان آیات
میں لفظ الٰہ بصورت واحد یا جمع کون سے الہوں کا عنوان ہے اگر عام ہے تو اسلام کس لحاظ سے الٰہ کا انحصار صرف ذات باری میں ظاہر کرتا ہے مثلاً لَا اِلٰہ الا اللّٰہ یا الٰھکم اِلٰہ واحد یا اِن لا الٰہ الّا انت یا وما من الٰہ الا اللّٰہ الواحد" فرمایئے لفظ الٰہ معبودات باطلہ پر بھی آیا ہے یا نہیں اگر آیا ہے تو بلحاظ لغت آیا ہے یا شرع، اگر بلحاظ لغت آیا ہے تو فرمایئے بلحاظ لفظ عام ہوا یا نہیں اگر عام ہے تو لفظ شیعہ کے عموم پر کیا اعتراض ہے اگر آپ کہو کہ معبودات باطلہ کی نفی ہو کر بلحاظ صفات حقیقی بامعنی مستقل یہ لفظ معبود برحق کے ساتھ خاص ہو گیا ہے تو ہم بھی یہی کہیں گے کہ مذہب باطلہ کی نفی ہو کر یہ لفظ شیعہ بھی اپنے معنی حقیقی کی وجہ سے مذہب برحق کا اسم بالغلبہ ہو کر مخصوص ہو گیا جیسا کہ قاموس جلد سوم ص۱۲ سے نقل ہو چکا ہے اب ذرا اپنے لفظ سنّت کی نسبت بھی سن لیجئے کہ بلحاظ لغت عام ہے یا سنّت رسول ، یا آپکے مذہب سنی کے ساتھ خاص ہے مثلاً قرآن کہتا ہے، فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ ۸/۳۸، اور وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ ۱۵/۱۳، فرمایئے یہاں لفظ سنّت جو اولین کیطرف مضاف ہوا ہے ان اولین سے مراد کفار ہیں یا مومن اگر کفار ہیں تو فرمایئے آپنے لفظ "سنّت" کو بلا قرآن سنّت رسول کے ساتھ کیسے خاص کرلیا ہے اور آپ کس کے سنّی اور کس سنّت کے ماننے والے اہلسنت ہیں اگر سنّت حقیقی سنّت رسول ہی ہو سکتی ہے تو پس اصل اور حقیقی شیعہ بھی شیعہ علیؑ ہی ہو سکتے ہیں جن کی اصل حضرت ابراہیمؑ سے شروع ہوئی ہے اور فرمایئے کہ سورہ یوسف پارہ ۱۲ آیت ۱۷ میں وَمَاۤ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا کس معنی میں ہے عام یا خاص، اور فرمایئے کہ وَیکفر بالطاغوت میں کفر کی معنی میں ہے انکار خدا یا انکار شرک اگر انکار شرک ہے تو فرمایئے یہ کفر اصطلاحی ہے یا لغوی، الغرض میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ بلحاظ لغت ہر لفظ ہی عام ہے شیعہ کی کیا تخصیص آیات سے ہر مخصوص معنی کے خلاف معارضہ پیش کیا جا سکتا ہے اگر دشمنی صاحب یہ لفظ کسی وقت عام معنوں میں یا لغوی معنوں میں استعمال ہو جائے تو حرج کیا! ہر لفظ ہوا ہے آپ کا فرض ہے کہ اِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ط میں ثابت کیجئے۔ کہ یہاں حضرت

ابراہیمؑ کو بلحاظ دین یا مذہب شیعہ نہیں کہا گیا۔ اگر بلحاظ دین یا مذہب ہی کہا گیا ہے تو بات ختم ہو گئی۔ مذہب شیعہ کی اصل حضرت ابراہیمؑ سے ثابت ہو گئی۔ دیگر جمع پیش کرنے کا مطلب کیا؟

اعتراض اوّل کا جواب

لیجیے! آپ نے جو پہلی آیت "اَوْ یَلْبِسَکُمْ شِیَعاً ۶/۶۵" لکھی ہے۔ اس میں تو لفظ شیعاً جمع ہے شیعہ کی، اور یہ امتِ محمدیہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ دیکھو تفسیر ابن کثیر صفحہ ۱۳۹ جلد دوم، امت محمدیہ ایک مذہب کی بجائے مختلف مذہب بنا کر باہم لڑیں گے۔ تو حضورؐ نے اسکو دیگر کی نسبت اپنی امت کے لیے سہل سمجھا۔ پس معلوم ہوا کہ امتِ محمدیہ کا اصل عنوان شیعہ ہے یعنی مختلف مذاہب بننے سے روکا گیا ہے۔ اس میں بھی شیعہ امتِ محمدیہ کا ہی عنوان ثابت ہوا۔

اعتراض دوم کا جواب

آپ نے آیت دوم جو "اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَھُمْ وَکَانُوْا شِیَعاً لَّسْتَ مِنْھُمْ فِیْ شَیْءٍ ط اِنَّمَآ اَمْرُھُمْ اِلَی اللّٰہِ ۶/۱۵۹" تحقیق وہ لوگ جن لوگوں نے اپنے دین میں تفرقہ پیدا کی۔ اور ہو گئے کئی مذاہب۔ آپ ان سے بری ہیں۔ ان کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے" نقل فرمائی ہے اسمیں بھی لفظ، شیعہ کی جمع شیعاً واقع ہوئی ہے۔ تفرقوا فی الدین اور مختلف مذاہب میں بٹنے کی مذمت ہے۔ اصل مذہب شیعہ واحد کی مذمت نہیں اس آیت کی نسبت مفسرین کے دو قول ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ یہود و نصاریٰ کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ امتِ محمدیہ کے اصحاب بدعت مراد ہیں، تو کوئی حرج نہیں۔ اس آیت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہود و نصاریٰ کی اصل بھی شیعہ ہے اور امتِ محمدیہ کی اصل بھی شیعہ، صرف قصور ان کا یہ ہے کہ ایک مذہب شیعہ نہ رہے مختلف مذاہب میں بٹ گئے۔ سو یہ عین حقیقت ہے کیونکہ کتب حدیث اور تفسیر میں صاف آیا ہے کہ بنی اسرائیل اکہتر فرقے ہوئے۔ سب جہنمی اور ایک فرقہ جنتی اور نصاریٰ بہتر ہوئے کلھا فی النار الا فرقۃ سب جہنمی ایک فرقہ جنتی اور فرمانِ رسالتؐ بھی یہی ہے کہ میری امت تہتر فرقے ہو جائے گی۔ کلھم فی النار سب جہنم میں جائیں گے۔ الا ملۃ واحدۃ صرف ایک

فرقہ جنتی ہو گا۔ چنانچہ یہود کی نسبت قرآن مجید نے فرمایا وَمِنْ قَوْمِ مُوسَىٰ أُمَّةٌ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ ۱۵۹ "کہ ایک قوم امتِ موسیٰؑ سے ھادی بالحق اور عادل بالحق رہی اور نصاریٰ کی نسبت ارشاد ہے مِنْهُمْ کہ اِن سے بھی کچھ لوگ درمیانی راہ پر ہے۔ اور امتِ محمدیہ کے فرقے ناجیہ کی نسبت ارشاد ہے وَمِمَّنْ خَلَقْنَا أُمَّةٌ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ ۱۸۱ "۔ اب قریشی صاحب سے پوچھو کہ اگر شیعہ کے معنی مذہب نہیں۔ بلکہ گروہ یا فرقہ ہیں تو، فرمایئے اکہتر سے ستر ایک واحد اور بہتر پھر اکہتر جمع اور ایک واحد اور تہتر سے پھر بہتر جمع اور ایک واحد یعنی شیعہ واحد ہمیشہ جنتی رہا۔ اور جمع دوزخ کو گئی۔ معلوم ہوا ان آیات میں تفریق، فی الدین اور مختلف مذاہب پیدا کرنے کی مذمت ہے۔ مذہب شیعہ کی اصل پر تو کوئی زد نہیں پڑتی بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمیشہ مذہب شیعہ موجود رہا ہے۔ اور اُس کی نقل اتارنے کی لوگ کوشش کرتے رہے ہیں۔ مذہب سنی نہ کبھی ہوا نہ اسکی کسی نے نقل اتاری، جیسے اب سُنی بھی فضائل شیعہ کی حدیثیں دیکھ کر شیعہ بننے شروع ہو جاتے ہیں۔ کہ اصلی شیعہ ہم ہیں چنانچہ تحفہ اثنا عشریہ صٓ پر یہ صاف لکھا ہے کہ "مائیم شیعہ اولی"، اور پہلے زمانہ میں بھی لوگ اسی طرح، شیعہ ہونے کا دعویٰ کرتے رہے ہیں باطل رَدّ ہوتا رہا۔ اصل باقی رہا۔

تیسرے اعتراض میں منکل شیعہ کی نسبت تفسیر بیضاوی میں منکل اُمّۃ لکھا ہے کہ ہر امت سے دوزخی افراد نکال لیے جائیں گے۔

معلوم ہوا یہاں بھی شیعہ ہر اُمت کا عنوان ہے کہ سُنی، اور دوزخی افراد ہر امت میں ہوتے آئے ہیں ہماری اُمت میں موجود ہیں۔ قیامت کے دن علیحدہ ہو جائیں گے۔ کیونکہ وہ اصلی شیعہ نہیں ہیں۔ بلکہ صرف "مائیم شیعہ اولی" کے جھوٹے دعویدار ہیں۔ اور

اعتراض چہارم میں جو آپ نے ان فرعون علا فی الارض وجعل اھلھا شیعاً "۔ نقل فرمائی ہے وہاں بھی آپ نے سوچا نہیں فرعون شیعہ کا جاعل اور فاعل تو نہیں۔ وشیعاً جمع کا فاعل ہے۔ یعنی اصل شیعہ واحدہ تو موجود تھے۔ بنی اسرائیل جو حضرت ابراہیمؑ کے وقت سے ایک مذہب شیعہ پر چلے آرہے تھے اُس نے تو ایک مذہب شیعہ کی بجائے مختلف مذاہب بنانے کی کوشش کی تاکہ اُن کا

اتحاد نہ رہے۔ اور اصل مذہب میں اشتباہ پیدا ہو جائے۔ چنانچہ ارشاد ہے:۔
یَسْتَضْعِفُ طَائِفَۃً مِّنْھُمْ، یعنی ان گروہوں سے ایک گروہ جو اصل شیعہ ھٰذَا مِنْ شِیْعَتِہٖ کا مصداق تھا۔ کمزور کرنے کی کوشش کی۔ مگر خدا نے اسکی مدد کی ۔ نجعل آئمہ کے لحاظ سے ان میں امام پیدا کیئے۔ اور اسی کو وارث بنایا۔ یہاں شیعہ کا اصل مذہب ابراہیمؑ پہلے سے، بنی اسرائیل میں موجود۔ فرعون نے اسکی نقلیں اور مثلیں بنا کر اشتباہ پیدا کرنے کی کوشش کی۔ مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ یہاں بھی جمع کی مذمت ہے۔ اصل مذہب شیعہ کی تعریف اس کے فضائل اور شیعوں کے مصائب مذکور ہیں۔

آیت پنجم فَاسْتَغَاثَہُ الَّذِیْ! تو آپ نے خوامخواہ نقل فرمائی ہے۔ حالانکہ خدا نے اس میں اِس مذہب شیعہ کے ایک فرد کا ذکر کیا ہے۔ جو فرعون کے ساختہ مذاہب میں حقانیت کا مالک تھا ہی تخصیص نسبت سو شرف کے لیئے تاکہ فرعون کے مصنوعی مذاہب سے اصل مذہب والے کی تخصیص ہو جائے۔

چھٹی آیت وَلَقَدْ اَھْلَکْنَا اَشْیَاعَکُمْ میں اشیاع شیعہ کی جمع الجمع ہے اس سے مراد سابقہ امتیں ہیں جنکا لقب شیعہ تھا۔ مگر ان کی ہلاکت کی وجہ ان کے اعمال بد ہیں۔ مذہب کا کوئی قصور نہیں جیسے پرانے مسلمان اہلبیت پر ظلم کر کے تباہ ہو گئے یا پرانے یہود یا عیسائی اپنے انکار اور اعمال کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔ اسمیں اسلام یا حضرت موسیٰؑ و عیسیٰؑ کا کوئی قصور نہیں۔ یہ تو مبارک نام ہیں اور نسبتیں بھی مبارک ہیں۔ لہٰذا یہاں از نوحؑ تا حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سابقہ امتیں مراد ہیں معلوم ہوا مسلمانوں کا مذہبی نام اس وقت بھی شیعہ ہی تھا، سنی نہ تھا۔ یہ بھی عنوان ہی ہوا لیجئے یہ تھے قریشی صاحب کے

قرآنی معارضات جن سے شیعہ کی اصل از آدمؑ تا خاتمؐ ثابت ہو رہی ہے اور مذہب سنی کا نام و نشان کہیں نہیں ملتا اس کے بعد قریشی صاحب نے کتاب بصائر الدرجات جز ۲ اور ص ۱۸ سے دو اقتباس پیش کئے ہیں ایک من اراد ان یقاتل شیعۃ الدجال دوسرا عثمان بن عفان شیعۃ، یہاں بھی کم علمی سے ٹھوکر کھا گئے ہیں حضرت یہاں بھی لفظ شیعہ کی مذمت نہیں بلکہ شیعۃ الدجال " مقید ہے اور مقید سے حکم قید کیطرف راجع ہونا اور شیعۃ

عثمان میں لفظ شیعہ عثمان کیطرف مضاف ہے اگر ہمت ہو تو مطلق لفظ شیعہ کی مذمت دکھلایئے کیونکہ یہ لفظ ہر طرف مضاف ہو جاتا ہے کوئی حرج نہیں، دین ایمان اسلام الٰہ، ربّ، رسول، سب ہر طرف مضاف ہو جاتے ہیں. مگر اسوقت مطلق صرف فرد کامل مراد ہوتا ہے ہماری دعویٰ ہے کہ پاکوں کی نسبت نے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسٰیؑ اور حضرت علیؑ سے لیکر آج تک اسکو مذہب شیعہ کے ساتھ کچھ اسطرح وابستہ کردیا ہے کہ سوائے الٰہ کے اس کا صحیح مفہوم کہیں پایا ہی نہیں جاتا چنانچہ اہلسنّت کی مستند کتاب قاموس صـ۱۴۱ اور تفسیر مدارک کے حاشیہ پر صاف تسلیم کرلیا ہے کہ شیعہ اگرچہ بلحاظ لغت عام ہے مگر قَدْ غلب هذا الاسم علی کل من یتولیٰ علیًّا واهلبیته حتّی صار لهم اسمًا خاصًا، کہ یہ نام حضرت علیؑ اور اہلبیتؑ کے ماننے والوں کا اسم بالغلبہ حتی کہ ان کا خاص نام ہو چکا ہے. فرمایئے حضرت مصنوعی لوٹ کر یہ نام محبان علیؑ کیلئے خاص کیوں ہوا حالانکہ دعویٰ تو اسکا ہر زمانہ میں لوگ کرتے رہے فرعون نے اپنے وقت میں شیعان ابراہیمؑ کے مقابلہ میں مختلف شیعہ بنانے کی کوشش کی حتی کہ شاہ عبدالعزیز صاحب کے منہ میں بھی پانی آگیا مگر فرمایئے یہ نسبت شیعانِ حیدر کرار پر ہی کیوں غالب آگئی۔ اور ان ہی کے ساتھ کیوں خاص ہوگئی معلوم ہوتا ہے کہ اس کے اصل معنی صرف انہی میں پائے جاتے ہیں لغوی اور شرعی معنی میں مناسبت ضرور پائی جاتی ہے معلوم ہوا کہ غیروں میں مناسبت نہ تھی خواہ مخواہ کھینچا تانی کر رہے تھے کیوں نہ ہو رسول اللہ نے جو صرف ان ہی کی مدح و ثنا فرمائی تھی نہ شیعان عثمان، نہ شیعان معاویہ کی

فضائل شیعہ از کتب اہلسنّت

عن جابر بن عبداللّٰه قال کنّا عند النبی صلّی اللّٰه علیه وسلّم فاقبل علیؑ فقال النبیؐ والذی نفسی بیده انّ هذا وشیعته لهم الفائزون یوم القیامة ونزلت انّ الذین آمنوا الآیة فکان اصحاب النبیؐ اذا اقبل علیؑ قالوا قد جاء خیر البریه، تفسیر فتح البیان ج۱۰ ص۳۲۳ مصنفہ نواب صدیق حسن خان بھوپالی، وتفسیر فتح القدیر ج۵ ص۴۶۴ مصنفہ علامہ شوکانی، وتفسیر در منثور ص۳۷۹ مصنفہ جلال الدین سیوطی، ترجمہ! حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے، کہ ہم رسولِ خدا کے پاس بیٹھے تھے کہ حضرت علیؑ تشریف لائے حضورؐ نے ان کو دیکھ کر فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تحقیق یہ علیؑ اور اس کے شیعہ روز قیامت کامیاب ہونگے اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ تحقیق وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں

نے عمل صالح کئے وہی تمام مخلوق سے بہتر ہیں اس کے بعد جب حضرت علیؑ آتے تو اصحاب رسول فوراً کہتے لے لو خیر البریہ یعنی بہترین مخلوق آگئے، اس حدیث سے شیعہ کا روز قیامت کامیاب اور ناجی ہونا اور ان کے امام مولیٰ کائنات حضرت علی علیہ السلام کا خیر البریہ ہونا بھی ثابت ہوا۔

حدیث دوم در فضائل شیعہ

عن ابن عباس قال لما نزلت هذه الآية قال رسول الله لعلي هو انت وشيعتك يوم القيامة راضين مرضيين، تفسیر فتح القدیر ص۴۶۴ ج۵، فتح البیان ج۱۰ ص۳۲۳

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ نازل ہوئی تو حضور پرنور نے حضرت علیؑ کو فرمایا کہ وہ لوگ جن کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ وہ تو اور تیرے شیعہ ہیں۔ روز قیامت خدا ان سے راضی ہو جائے گا وہ اللہ سے راضی ہو جائیں گے یہ حدیث بھی شیعہ کے روز قیامت ناجی ہونے پر نص ہے اور معلوم ہوا کہ یہی لوگ خیر البریہ اور تمام مذاہب سے ان کا مذہب بہتر ہے۔

حدیث سوم در فضائل شیعہ از کتب اہلسنت

اخرج احمد فی المناقب انه صلی الله علیه وآله وسلم قال لعلی اما ترضی انک معی فی الجنة والحسن والحسین وذریتنا خلف ظهورنا وازواجنا خلف ذریتنا وشیعتنا عن ایماننا وشمائلنا، صواعق محرقہ ص۹۶ مطبوعہ مصر، امام احمد بن حنبل نے اپنے مناقب میں اس حدیث کو باسند بیان کیا ہے کہ رسول خدا نے حضرت علیؑ کو فرمایا کیا تو اس پہ راضی نہیں کہ تحقیق تو جنت میں میرے ساتھ ہو گا۔ اور حسنؑ و حسینؑ بھی ہوں گے اور ہماری اولاد ہمارے پیچھے ہوگی اور ہماری بیویاں ہماری اولاد کے پیچھے ہوں گی اور ہمارے شیعہ ہماری دائیں اور بائیں جانب ہوں گے سبحان اللہ! اس حدیث سے اہلبیت کا رسول اللہ کے ساتھ اور شیعان حیدر کرار کا بصورت جلوس ان کے ساتھ ساتھ داخل جنت ہونا ثابت ہوا یہ ہے شیعان حیدر کرار کی شان!

حدیث چہارم در فضائل شیعہ

اخرج الدار قطنی یا ابا الحسن انت وشیعتک فی الجنۃ، صواعق محرقہ ص۹۶

دار قطنی نے رسول خدا سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا اے علیؑ تو اور تیرے شیعہ جنت میں ہونگے

حدیث پنجم در فضائل شیعہ از کتب اہلسنت

عن علی قال لی رسول اللہ الم تسمع قول اللہ ان الذین آمنوا وعملوا الصلحت اولئک ھم خیر البریہ انت وشیعتک وموعدی وموعدکم الحوض اذا جاءت الامم للحساب تدعون غرا محجلین تفسیر درمنثور ص۳۷۹ ج۶، حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ حضور پرنور نے مجھے فرمایا، اے علیؑ تو نے اللہ کا یہ قول نہیں سنا کہ تحقیق وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے عمل کئے وہی خیر البریہ یعنی تمام دنیا سے بہتر ہیں وہ لوگ تو اور تیرے شیعہ ہیں میرا اور تمہارا وعدہ حوض کوثر کا ہے جب تمام امتیں حساب کے لئے آئیں گی تو تمہارے ہاتھ اور پاؤں چمکیں گے

حضرات! یہ ہیں فضائل شیعہ اور یہ ہے ان کا افضل اور ناجی ہونا، اور یہ ہے ان کی تحقیق، اور قریشی صاحب کے توہمات کے جوابات اب آپ پڑھ کر خود انصاف اور غور کریں میں اپنا فریضہ ادا کرچکا ہوں۔ وما علینا الا البلاغ، ان ارید الا الاصلاح، وما توفیقی الا باللہ

حقیر محمد اسماعیل (مبلغ اعظم) صدر ادارہ تبلیغ شیعہ پاکستان

ذوالفقار حیدری

تالیف! مبلغ اسلام مولانا احمد علی حیدری

حضرت علی علیہ السلام کا تلوار نہ اٹھانا، کے سلسلہ میں قرآن وحدیث سے ایک نئے انداز میں مدلل اور مؤثر جواب آج ہی طلب فرمائیں -

مکتبہ، وکیل آل محمد بر مکان مولانا حیدری رشہ مستہ جھنگ -

وکیلِ آلِ محمدؐ

سیریز

مومنین ! وکیل آل محمدؐ ! اپنے اندر بہت سی علمی چیزیں لیکر منصۂ شہود پر آرہا ہے

وکیل آل محمدؐ ! ایک ضرب کاری ہوگا ان منکروں اور مقصروں کے لئے جو آل محمد علیہم السلام کے علوم و فضائل ظاہریہ و باطنیہ سے انکار اور تقصیر کرتے ہیں

وکیل آل محمدؐ ! پاکستان میں نفاذِ نظام اسلام کی راہیں ہموار کرے گا اور اسلام کے دشمنوں کا پردہ چاک کرے گا لہٰذا ۔

وکیل آل محمدؐ ! تین بابوں پہ مشتمل ہوگا = باب اوّل در اصول، باب دوم در فروع، باب سوم در رد المقصرین والمنکرین "

مومنین ! سے گزارش ہے کہ اپنے نام اور مکمل پتے درج ذیل ایڈریس پر جلد از جلد روانہ فرمائیں جو اس رسالہ کو اپنے نام جاری کرانا چاہتے ہیں۔

اہل قلم سے عرض ہے کہ مذکورہ موضوعات پر اپنی پہلی فرصت میں مضمون ارسال فرمائیں = اپنی اپنی آراء سے بھی مطلع فرمائیں

مولوی احمد علی حیدری مؤسس مکتبہ وکیل آلِ محمدؐ

رتہ متہ ضلع جھنگ (پاکستان)

حجة الاسلام المجاهد الدینی الاعظم سرکار

آقای الحاج حضرت العلامه میرزا حسن الحائری الاحقاقی مدظ